تاریخ اسلام میں عایشه کاکردار

دوران پیغمبر تا خلفا ثلاثه

جلداول

مولف : سید مرتضی عسکری

مترجم : علامہ سید علی اختر رضوی گوپالپوري طاب ثراہ

فہرست

مولف کتاب پر ایك اجمالی نظر ٤
تالیفات.. ٥
کتاب حاضر.. ٧
پیشگفتار.. ٩
درد اور درمان ٩
مرض ٩
علاج... ١١
حقائق.. ١٣
ابن مسعود کا طریقہ نصیحت ١٣
ہم حق اور اس کے طرفداروں کو پہچانیں ١٥
تکیہ گاہ اسلام.. ١٧
محمد مصطفی اور نفاذ عدالت.. ٢٠
محمد مصطفی کے قریب و بعید ساتھي.. ٢٢
حفنی دائود کی نظر میں مولف کتاب ٢٤
قتل علی اور شکر عائشه،، ٢٦
حضرت علی (ع) خدا کو حاضر و ناظر جانتے تھے... ٢٨
علی اور مسند خلافت ٣١
"عائشه کا تاریخی فتوی " ٣٣
ام سلمہ کا تاریخی خط عائشه کے نام... ٣٤
اس کتاب کے مولف کا مقصد ٣٦
کتاب کا مقصد تالیف ٣٨
اسلام یا ایمان و عقیدہ ٤٢
عمیق اسلامی یکجہتي،.. ٤٤
بزرگوں کی پرستش.. ٤٥
اندھا تعصب ٤٦
عوام فریب لوگ.. ٤٧
(فصل اول)... ٤٩
ازواج رسول (ص) ٤٩
زینب بنت جحش.. ٤٩

وہ خواتین جنھوں نے بے مہر اپنے کو رسول (ص) خدا کیلئے پیش کیا ۵٤
خولہ بنت حکیم ہلالیہ ۵۵
دوسری خواتین.. ۵۵
رسول کے لئے حکم خصوصي ۵٦
نتیجہ تحقیق.. ۵۸
عائشہ رسول(ص) کے گھر میں ٦٤
رشك، و غیرت ٦٤
راتوں کا تعاقب.. ٦۵
عائشہ اور دیگر ازواج رسول (ص)... ٦۸
مد بھیڑ _سوتاپا ٦۸
بد حواسیاں ٦۹
عائشہ اور ام سلمہ کی غذا ٦۹
عائشہ اور حفصہ کا کھانا.. ٦۹
عائشہ اور صفیہ کا کھانا.. ۷۰
مد بھیڑیں... ۷۱
عائشہ و صفیہ ۷۱
سودہ کے ساتھ.. ۷۲
بے مہر یہ عورتوں کے ساتھ ۷٤
ملیکہ کے ساتھ.. ۷٦
اسماء کے ساتھ ۷٦
ماریہ کے ساتھ.. ۷۹
خود عائشہ کا بیان : ۸۰
سورہ تحریم.. ۸۲
عائشہ اور خدیجہ کی یادیں ۸٤
عائشہ کا بیان ہے : ۸٤
ابن ابی الحدید کی عبارت... ۸۸
فاطمہ کی سوتیلی ماں.. ۸۸
فاطمہ(ع) پیغمبر (ص) کی پیاري.. ۸۹
عناد کے کئي رخ... ۹۱
فرزندان فاطمہ سے رسول کا والہانہ پیار :.................................... ۹۲
علی اور مسئلہ خلافت ۹٤
خلاصہ ۱۰۱
فصل دوم.. ۱۰۲
شیخین.. ۱۰۲
سکھ چین کا زمانہ.. ۱۰٤
صدر اسلام کی اکیلی خاتون مفتي.. ۱۰٤
عائشہ حج کے لئے گئیں ۱۰٦
احادیث عائشہ تقویت خلافت کے بارے میں.................................. ۱۱۰
حدیث گڑھنے کے مواقع ۱۱۰
ان احادیث کی پیدائشے کا زمانہ... ۱۱۳
عمر کے لئے جناتوں کا نوحہ ۱۱۹
احترامات متقابل... ۱۲۷
عائشہ کا گھر دار الشوري ۱۲۸
مقداد.. ۱۲۹
عمر و عاص... ۱۲۹
مغیرہ بن شعبہ.. ۱۳۱
سعد بن ابی وقاص... ۱۳۱
بکھری نکھری باتیں ۱۳۳

فصل سوم.. ۱۳۵
عائشه ... حکومت عثمان کے زمانے میں ۱۳۵
عثمان کون تھے ؟ ۱۳۵
عائشه اور عثمان ۱۳۸
تائید و حمایت کا زمانہ.. ۱۳۸
برہمی و بغاوت کا زمانہ... ۱٤۱
ولید بن عقبہ اور کوفے کی گورنري....................................... ۱٤۳
قرآن نے ولید کا تعارف کرایا ۱٤۸
بد کردار کو حکمراں کا عہده ۱۵۰
خلیفہ کے چچا حکم... ۱۵۲
ابن مسعود پر کیا بیتي.. ۱۵٤
اگ سے کھلواڑ.. ۱٦۳
انقلاب کی پہلی چنگاري.. ۱٦۸
کوفے میں عثمان کی باز پرس.. ۱۷۰
مسلمانوں کا حکمراں اورشرابخواري ۱۷۱
قصہ گواہوں کا ۱۷۳
عثمان کے حضور... ۱۷٤
گواہوں پر خلیفہ کا عتاب ۱۷٦
عائشه عثمان کے خلاف.. ۱۷۸
ولید کی حکومت سے معزولي ۱۸۰
نفاذ عدالت بدست علي(ص)... ۱۸۲
عثمان کے خلاف عائشه کی اشتعال انگیزیاں............................... ۱۸۸
عمار یاسر ۱۹۱
پہلے عمار کو پہچانئے پھر اصل قصہ سنئے ۱۹۱
اولین مسجد کی تعمیر اور عمار یاسر ۱۹۳
عثمان اور عمار ۱۹٦
بیت المال نجی ملکیت... ۱۹۹
عمار کی مدد میں عائشه ۲۰۲
ابن مسعود اور مقداد کی تدفین... ۲۰۲
فصل چهارم.. ۲۰۵
عائشه نے انقلاب کی قیادت کي.. ۲۰٦
تین چہرے... ۲۰۸
۱_ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ۲۰۸
۲_ محمد بن ابی بکر.. ۲۱۰
۳_ محمد بن ابی حذیفہ.. ۲۱۱
مصریوں کی شورش ۲۱۲
اتش فتنہ بجھانے کیلئے امام کی مساعي ۲۱٦
عثمان کے خلاف مدینے والوں کی شورش.................................. ۲۱۸
مروان حکم ۲۲٤
داد خواہوں نے مدینے کا رخ کیا ۲۲۷
مصر والوں کے خط کا متن یہ تھا ۲۳۱
عثمان نے باغیوں سے عہد وپیمان کیا ۲۳۱
فرزند ابو بکر اور مصر کی گورنري... ۲۳۵
حضرت علی خلیفہ عثمان کی حمایت سے کناره کش ہوئے ۲۳٦
عثمان کی سیاسی توبہ ۲۳٦
مروان کی وعده خلافي... ۲۳۹
عثمان کی دور اندیش زوجہ... ۲٤۱
محاصرۂ عثمان ۲٤۷

حیرتناك خط !! ٢٥٦
عائشہ کا تاریخی فتوي ٢٦٨
عائشہ کے تاریخی فتوی کا تجزیہ ٢٧٢
عثمان کو نعثل پکارنے والے لوگ.. ٢٧٣
عثمان اور عائشہ کا امنا سامنا ٢٧٨
عثمان ، طلحہ کے محاصرے میں.. ٢٨٠
قتل عثمان کیلئے طلحہ اگے بڑھے.. ٢٨٥
عثمان کا خاتمہ ٢٨٧
دفن خلیفہ کا ماجرا ٢٩٠

مولف کتاب پر ایك اجمالی نظر

* * *

مولف کتاب علامہ سید مرتضی عسکری جمادی الثانی ١٣٣٣ھ (مطابق ١٩١٤ ئ) میں شہر سامرا عراق میں پیدا ہوئے ، اپ کے والد سید محمد اسماعیل جو عالم دین اور ایة اللہ مرزا محمد شریف تہرانی عسکری کے داماد تھے ایران کے شہر ساوہ سے ہجرت کر کے سامرا میں مقیم ہو گئے تھے _

بچپن ہی میں علامہ سیدمرتضی عسکری کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا تھا _ اپ نے دس سال کی عمر میں دروس حوزہی کا اغاز کیا ، ١٣٥٠ھ میں قم تشریف لائے اور یہاں درس کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے کچھ ساتھیوں سے صلاح و مشورہ کے بعد تفسیر و علوم قران احادیث غیر فقہی اور کلامی کتابوں کے تدریس کی تحریك چلائي مگر اس میں ناکامی کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر ١٣٥٣ھ میں دوبارہ سامرا واپس چلے گئے _

جب ایة اللہ بروجردی کی مرجعیت کا اغاز ہوا تو اپنی دیرینہ خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دوبارہ قم تشریف لائے _ مگر اس وقت کے سیاسی حالات نے پھر عراق جانے پر مجبور کیا مگر اس بار اپ نے شہر

بغدادکا انتخاب کیا اور چونکہ ایة اللہ حکیم کی پوری پشت پناہی حاصل تھی لہذا عراق کے مختلف شہروں میں شیعوں کے لئے باسپٹل ، لون دینے کے ادارے اور کتب خانے بنوائے ، بغداد میں بہت بڑا باسپٹل اور اصول دین کالج قائم کئے _

علمی اور رفاہی فعالتیوں کے ساتھ ساتھ اپ کی سیاسی فعالیت بھی بہت زیادہ تھی چنانچہ حکومت وقت کا مقابلہ کرنے کی خاطر علماء کی کمیٹی بنام " جماعة علماء بغداد الکاظمیہ " کی راہنمائي کرتے تھے _

اسی وجہ سے ۱۹٦۸ ھ میں بعثی حکومت نے گرفتار کرنا چاہا مگر اپ مخفی طور سے بیروت چلے گئے ، اپ کے اساتیذ میں ایة اللہ اقا میرزا حبیب اللہ اشتہاردی اور امام حمینی قابل ذکر ہیں _ اپ کے علمی فیوض کا سلسلہ اب بھی جاری ہے خدا اپ کو طول عمر عنایت فرمائے_امین

تالیفات

۱_ احادیث ام المومنین عائشه ٤ج

۲_ خمسون ومئة صحابی مختلق ۳ج

۳_ عبد اللہ بن سبار اساطیر اخری ۲ج

٤_ معالم المستدرستین ۳ج

٥_ القران الکریم و روایات المدرستین ۳ج

٦_ عقائد الاسلام من القران الکریم ۳ج

٧_ قیام الائمة باحیاء الدین ١٤ج

٨_ دور الائمہ فی احیاء السنة

٩_ مقدمہ " مرا ةالعقول فی شرح اخبار ال الرسول ٢ج

١٠_ مع ابی الفتوح التلیدی فی کتابہ " الانوار الباھرة "

١١_ مع الدکتور الوردی فی کتابہ " وعاظ السلاطین "

١٢_ اراء و اصداء حول عبد اللہ بن سبا و روایات یسف بن عمر

١٣_ طب الرضا و طب الصادق

١٤_ مصطلحات اسلامیہ

١٥_ علی مائدة الکتاب و السنة _ یہ کتاب درج ذیل ١٩ رسالوں کا مجموعہ ہے _ السجدة علی التربتہ ، البکاء علی المیت (اس کا اردو ترجمہ مولانا سید علی اختر صاحب طاب ثراہ نے کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے) زیارة قبور الانبیاء و الائمہ و الصلحاء ، التوسل با لنبی و التبرك باثار ہ، الصلاة علی محمد و الہ ، یکون لھذہ الامة اثنا عشر قیماً، عدالة

الصحابة، عصمة الانبیاء ،البناء علی قبور الانبیاء و الاولیاء ، الشفاعة ، البداء ، الجبر و التفویض و القضا ء و القدر ، صلاة ابی بکر ، المتعة او الزواج المو قت، حدیث الکساء من طرق الفریقین ، تعلیم الصلاة ، المصحف فی روایات الفریقین ، صفات اللہ جلّ جلالہ فی روایات الفریقین ، اية التطہیر فی مصادر الفریقین ، ان میں کے اکثر رسالوں

کے مو لف نے فارسی کا بھی ملبوس دیا ہے ـ فارسی میں ادیان اسمانی و مسئلہ تحریف اور نقش ائمہ در احیاء دین تحریر کی ہیں ـ

کتاب حاضر

زیر نظر کتاب " احادیث ام المومنین عائشه " کا ترجمہ ہے ـ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے شروع کی تین جلدیں حضرت عائشه کے حیات و کارنامے سے متعلق ہیں اور چوتھی جلد ان سے مروی احادیث سے متعلق ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا سید محمد باقر صاحب مرحوم سابق مدیر اصلاح کھجوا بہار نے کیا تھا اور وہ اسی ادارے سے شائع ہوئي تھی ـ

علامی مرتضی عسکری نے اس کتاب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ بہت ساری احادیث پیغمبر (ص) میں تناقض ہے اور ان میں کی بعض حدیثیں قرانی مفاہیم سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں بلکہ ایسی بھی حدیثیں ہیں جو عقل و منطق سے بہت دور ہیں کہ انہی سے دشمنان اسلام سوء استفادہ کرتے ہیں ـ

مو لف نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ دور یزید تك کی صحیح تاریخ اسلام کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت عائشه کی روایتوں اور حدیثوں کی پوری چھان بین کی جائے کیونکہ صدر اسلام میں رونما ہونے والے حوادث میں انہوں نے کلیدی رول ادا کیا ہے ، اسی وجہ سے ان کی حدیثوں پر تحقیق کرنے سے پہلے مو لف نے ان کے حالات تحریر کئے ہیں تاکہ اس روشنی میں ان کی حدیثوں پر ایك نظر کی جائے کیونکہ ان کی سیرت عام ازواج سے مختلف نہیں ہے ـ

نیز مو لف نے بڑے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عثمان کے قاتل حضرت عائشه ہیں کیونکہ خلیفہ اول و دوم کی طرح حضرت عثمان کی بھی انہوں نے

تائید کی مگر بعض وجوبات کی بناء پر ان سے روٹھ گئیں اور لوگوں کو ان کے خلاف ورغلانے لگیں یہاں تك کہ ان کے قتل کا حکم دے دیا _

حضرت عثمان کے قتل کے بعد وہ حضرت علی (ع) کی مخالفت پر اتر ائیں اور اس سلسلے میں کسی چیز سے دریغ نہیں کیا یہاں تك کہ نوبت جنگ جمل تك پہونچی اور اپ بہ نفس نفیس اس میں شریك ہوئیں ، حضرت علی (ع) سے ان کا بغض اس حد تك پہونچ گیا تھا کہ جب شہادت حضرت علی (ع) کی خبر ان تك پہونچی تو وہ بولیں " اج عائشه کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئي"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشه کی حیات اور کارناموں سے متعلق اس سے جامع کتاب دیکھنے میں نہیں ائي ، اسی وجہ سے مولانا سید علی اختر صاحب قبلہ گوپالپوری مترجم " الغدیر " نے اس کا ترجمہ شروع کیا مگر ابھی تیسری جلد کے ابتدائي چند صفحوں سے اگے ان کا ترجمہ نہیں پہونچا تھا کہ اجل نے مہلت نہیں دی اور چند دنوں کی علالت کے بعد اس دارفانی سے کوچ کر گئے خدا مرحوم کو جوار معصومین (ع) میں جگہ عنایت فرمائے _ مرحوم کے بعد اس کتاب کا ترجمے کی تکمیل کی ذمہ داری پھر میرے سر ائي میں نے اس ارادے سے کہ ترجمہ ناقص نہ رہ جائے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کتاب کو اردو کاملبوس دے دیا ہے خدا اس کو قبول فرمائے _

والسلام
سید کرار حسین رضوی گوپالپوري

پیشگفتار

درد اور درمان

مرض

مسلمانوں کی لا چاری ، اپس کا تفرقہ و اختلاف اور اسلامی معاشرے کی الٹے پاو ں واپسی کا سب سے بڑا سبب تعصب شدید اور اندھی تقلید ہے اصطلاحی حیثیت سے جن لوگوں کو صلحائے قوم کہا جاتا ہے ان کا حد سے زیادہ احترام کیا جاتا ہے ان کی اخلاقی زندگی اور نفسیاتی حالت کو تاریخ کے اوراق سے تلاش کرنے کی جرا ت نہیں جنکا مظاہرہ تمام جہات عصر ہی میں ہوا _

تاریخ اسلام کی چودہ صدیاں بیت گیئں لیکن مختلف سیاسی عوامل کی وجہ سے حساس واقعات اور اہم حادثے جو اسلام کے اس تاریخی رفتار کے اصل محرك ہیں ; تمام مسلمانوں کے کانوں تك نہیں پہونچے جبکہ انکا ربط انھیں سے ہے_

اج کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ہر معاشرے میں اور ہر قوم کے درمیان دین کے راستے سے غرضمند انہ کاروائي و نفوذ ;شخصی مفادات کی پیش رفت بہت اسان اور قطعی نتیجے سے قریب ہے _ اسی بنیاد پر مطالب اور مفاہیم

میں تحریف کی جاتی رہی جھوٹی داستانیں گڑھ کے نشر کی گیئں _ حقیقت سے عاری مسائل بنا سنوار کر پھیلا یا جاتا رہا حقائق فہمی میں الٹی چکی چلائي گئي _ خلاف واقع، واقعات گڑھے گئے_ ایسے ہی اور بہت سے طریقے تھے جو شخصی مفادا ت کی ترقی اور سیاسی اھداف کی پیش رفت کے لئے ہر عہد اور ہر مملکت میں برتے گئے_

ان وسیلوں سے مسلمانوں کے درمیان جہاں تك ممکن ہوا اختلاف و تفرقہ کے ستو ن زیادہ سے زیادہ مستحکم کئے گئے اور ارباب اقتدار نے اپنے سیاسی مقاصد کو چمکانے کیلئے پھوٹ ڈالنے کا ہر جتن کر ڈالا اور اختلاف کو مزید جاندار بنانے میں کوئي کسر نہیں اٹھا رکھي_

گذرتی صدیوں کے ساتھ وہ مضا مین اور داستانیں; گڑھے ہوئے تحریف شدہ مسائل کو ذہنوں میں راسخ کیا گیا ان کو نظریات و عقائد کی شکل ذہنوں میں اتارا گیا سینہ بہ سینہ ، نسل در نسل منتقل کیا گیا _اخر کار اوضاع

و احوال ایسے سامنے ائے کہ صدیوں سے قومیں جسکی شاہد اور ناظر ہیں _

ایسی تاریخ وجود میں ائي کہ صحت مند فکر یں سر بہ گریباں ہیں اور حقائق کی یا زیابی کیلئے حیران و پریشان ہیں_

علاج

یہ انحراف حقیقت محض تاریخ اسلام ہی سے مخصوص نہیں ہر مذہب وملت میں تاریخ کا یہی حال ہے _ لیکن یہ بات طئے شدہ ہے کہ حقائق کو یکسرختم نہیں کیا جا سکتا ، انحرافی وسائل جسقدر بھی قومی ہوں انھیں پورے طور سے ملیا میٹ نہیں کیا جا سکتالیکن اس درمیان جو چیز عام حالات سے زیادہ اھمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ان حقائق کو واپس لانے کی ہمت کی جائے ہزاروں باطل میں سے حق کو پا لیا جائے_ قطعی دلیلوں کے ساتھ جسے دنیا پسند کرے اسکا اعلان کیا جاے ا ور اسی کا پر چار کیا جائے _

عظیم دانشور جناب سید مرتضی عسکری نے اپنی مشہور کتاب احادیث ام المومنین عائشه کی تالیف کے ذریعے عظیم کام انجام دیا ہے_ اپ نے وادی حق و حقیقت کے پیاسوں کو نئي راہ سجھائي ہے_ مولف نے تاریخ وحدیث کی ڈھیر ساری ایسی کتابوں سے جنکی صحت پر تمام دنیا کے مسلمانوں کو اتفا ق ہے ایسی قطعی دلیلوں سے جسمیں ذرا بھی شك اور تردید کی گنجائشے نہیں صدر اسلام کے تاریخی حقائق پر مشتمل موجودہ کتاب تالیف کی ہے تاکہ عام لوگ اسکو پڑھکرخود ہی فیصلہ کریں_

میں نے زیر نظر کتاب کو (نقش عائشه در تاریخ اسلام)کے نام سے اس وقت جب بغداد میں اپنی ذمہ داریوں پر مامور تھا_ مولف کے اشارے پر لکھا لیکن کئي سال تك اسکی اشاعت ملتوی رہی جیسے اس التواہی میں بھلائي تھی کیونکہ اس عرصے میں موجود ہ کتاب

كئي حيثيتوں سے اصل عربی سے ممتاز ہو گئي _

میری خواہش سے اتفاق کرتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں شامل کر دیں _

١_استاد حفنی دائودنے تقریظ کے عنوان سے جو تشریح کی اس کا ترجمہ کر کے گفتار مترجم کے بعد شامل کیا گیا _

٢_تعدد ازواج رسول کی حکمت پر مولف کے قلم نے اضافہ کیا

٣_زیادہ تر اشخاص پر اختصار کے ساتھ حواشی لکھے گئے تھے انکی بھر پور تفصیل و تشریح کی گئي_ ٤_ بعض نمایاں افراد کا تعارف چونکہ تاریخ اسلام کی روش میں نمایاں کردار نبھا تا ہے اس لئے ان کوشرح کے ساتھ حاشیے کے بجائے متن میں جگہ دی گئي ہے_ ٥_ سورئہ تحریم کامل طریقے سے شامل کیا گیا ہے اسکی شان نزول اور ماریہ کا واقعہ اختصار سے بڑھایا گیا ہے _

اس کتاب کا ترجمہ بھی مولف محترم کی پسندیدہ روش کی پیروی میں ہر قسم کے تعصب اور جذبات کی مداخلت سے عاری ہو کر انجام دیا گیا ہے اور تاریخی حقائق کو دخل وتصرف یا محبت ونفرت سے بھری رائے ظاہر کئے بغیر پیش کیا گیا ہے_ہوسکتا ہے کہ یہ نا چیز خدمت جو بڑی حد تك حقائق اور علل تاریخ اسلام کی رفتار سے اشنا کرانے والی ہے بار گاہ حضرت احدیت اور ارباب علم وتحقیق کی نظر میں شرف قبولیت حاصل کر لے_

اب جبکہ اس کتاب کی پہلی جلد عام قارئین کے فیصلے کیلئے ان کے ہاتھوں میں پہونچ رہی ہے ۔امید قوی ہے کہ صاحبان بصیرت وکمال اور ارباب نظر فرقہ بندی کی متعصبانہ اور جانبدارانہ رائے سے الگ ہو کر صحیح علمی بنیاد سے سر شار اپنی استدلاتی تنقید سے ناشر کو ضرور مطلع فرمائیں گے جو انشا ء اللہ بعض جلدوں میں شائع کی جائیگي۔

عطا محمد سردار نیا
تہران ١٣٦٦ھ ش

حقائق

ابن مسعود کا طریقہ نصیحت

صحیح ترین قول کتاب خدا ہے اور نجات کی راہ وہی ہے جسکی نشاندھی ہمارے سردار محمد مصطفے(ص) نے کی ہے اور بد ترین عمل بدعت اپنانا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے گمراہی کا نتیجہ اتش جہنم ہے۔

عبداللہ بن مسعود اپنے عہد کے صحابہ اور شاگرد و تابعین کے سامنے انھیں باتوں سے اپنی گفتگو شروع کرتے اور دین کی علامتی باتیں سمجھاتے جس وقت وہ عالمانہ بات کرتے تو انکی نیت کا ہدف بہت بلند ہوتا تھا۔

کیونکہ علماء دین طالبان حقیقت صرف حقائق سے سروکار رکھتے اور گمراہی اور غلط باتوں سے علحدگی اختیار کرتے ہیں--- وہ فرماتے ،حق پانے اور مقدس اسلام کا راستہ معلوم کرنے کا بنیادی طریقہ دو ہی طرح سے ممکن ہے۔

کتاب خدا اور ا حا دیث رسول اس میں پہلی چیز بلند

اور مقدس ترین حقیقت ہے جس سے بہتر تو ماضی میں حاصل کیا جا سکا نہ حال میں ،نہ ایندہ ممکن ہے اسکا اعتبار نہ تو کچلا جا سکتا ہے نہ پامال کیا جا سکتا _اور نہ ایندہ پامال کیا جا سکے گا _

اور ایسا کیوں نہ ہو ؟جبکہ خدائے تعالے کی طرف سے نازل ہوئي ہے اسکی فصاحت و بلاغت اور تابناك حقائق کا جواب پیش کرنے سے تمام انسانوں نے عاجزی کا اقرار کیا_یہ قران حضرت محمد مصطفے(ص) کی رسالت کی نا قابل تردید دلیل بھی ہے _

دوسری بنیادی چیز رسول خدا کی حدیث ہے جنہوں نے کسی کے سامنے زانوۓ تلمذ تہ نہیں کیا انھیں کی زبان مبارك سے دنیا والوں نے اسمانی کتاب سنی اپ نے اپنی طرف سے کوئي بات نہیں کہی ،نہ کوئي حکم دیا ، اپ نے جو کچھ فرمایا ، جو بھی حکم دیا وہ وحی الہی کے سرچشمے سے شاداب تھا_

اپ کا ارشاد گرامی دلوں میں اتر جاتا ،اور یہ صرف اسلئے تھا کہ خدائے پاك اپ کے قلب میں سروش اسمانی القا کرتا تھا ،خدا وند عالم نے اپکی ستائشے کرتے ہوئے سیرت پر مہر کی ہے _

انك لعلی خلق عظیم ،______اپ بلند ترین ا خلاق کے مرتبے پر فائز ہیں _

اس بنا ء پر جو کچھ ان دو معتبر سر چشموں سے حاصل کیا جائے وہ حقیقی اور واقعی ہے بہت وا ضح ہے اسمیں کسی قسم کے شك وشبہ کی گنجائشے نہیں ،اور جو کچھ ان دوسرچشموں کے علاوہ کہیں سے حاصل کیا جاۓ وہ غیر معتبر ہے اسے تنقیدی معیار

پر پرکھنا ضروری ہے ،اسے جرح و تعدیل کے مرحلے سے گذار کر اچھا برا الگ کرنا چاہیے _

شاید صاحب نظر قارئین نے اس جلیل القدر صحابی کے حکیمانہ ارشاد کو نقل کرنے سے ہمارا مقصد سمجھ لیا ہو گا ،وہ مقدس اسلام کے معالم دین اور تشریح قوانین کے ذریعے سننے والوں کی توجہ کو براہ راست قران اور سنت رسول کی طرف مرکوز کر کے انھیں دونوں چیزوں کی پیروی پر ابھارتے تھے کتاب خدا ، جسکے الفاظ ،عبارات وترتیب اور اسکی ظاہری صورت پر سبھی متفق ہیں کسی قسم کا اختلاف نہیں، اور سنت وسیرت جو پاک نفس اور صالح افرادکے توسط سے متواتر طریقے پر رسول خدا سے حاصل کی گئي ہو ، ایسے معتبر لوگوں سے جن کے بارے میں رسول اکرم(ص) پر دروغ بافی اور غلط بیانی کا شبہ نہ کیا جا سکے _

ہم حق اور اس کے طرفداروں کو پہچانیں

دوسرا مطلب جو اس حکیمانہ و صادقانہ گفتار سے ہمیں ہاتھ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں سر چشمے اسی کیفیت کے ساتھ ہر چون و چرا سے محفوظ قرار دئے گئے ہیں _ان دونوں پر تنقید اور جرح وتعدیل کی راہیں بند کر دی گئي ہیں حالانکہ بغیر اسکے قدر وقیمت متعین کرنا، عقل وفرد کی مدد اور رہنمائي کے بغیر اس کے بارے میں کوئي فیصلہ صادر کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں ،ہمیں بحث و انتقاد اور چھان پٹک کرنا چاہیئے تاکہ غلط سے صحیح اور ٹھکرے سے موتی کو الگ کیا جاسکے اور جھوٹ کی تہوں سے حقیقت کی شناخت کی جا سکے ، اسکے مصادر اور راویوں کے بارے میں کسی قسم کا خوف ظاہر کئے بغیر رائے

دینی چاہیے، چاہے وہ اسلامی معاشرے میں کیسے میں مرتبہ و مقام پر فائز ہو لوگوں کی نظر ہی کتنی ہی شان و شوکت والا ہو۔

چاہے وہ صحابی رسول ہی ہو ، کیونکہ ہمارا مقصد اور ہدف صرف اور صرف حق اور حقیقت کا پتہ لگانا ہے۔

بات یہ ہے کہ اصحاب رسول عدالت اور یاد داشت کے لحاظ سے یا رسول خدا کے الفاظ و عبارات کی حفا ظت و نگہداری کے سلسلے میں سب کے سب ایک ہی سطح کے نہیں تھے چونکہ تمام انسان بھول چوک یا غلطی و لغزش سے دو چار ہو جاتے ہیں اسلئے اکثر صحابہ سنت وقول وبیان کرنے میں غلطی ولغزش کا شکار ہوئے ہیںبعض کا حافظہ قوی تھا لیکن ان سے چوک ہو گئي اکثر با ایمان اور مستحکم عقیدے والے تھے اور ایک گروہ سست عقیدہ اور پرا کندہ خیال تھا کچھ

رسول خدا کے مخلص اور خدائي تھے اور دوسرے کچھ ان کے مقابل منافق اور دوسرے کردار والے تھے ۔

قران بھی اس نکتے کی تائید کرتا ہے اسکا فرمان ہے

بعض دیہاتی بدو جو تمہارے ارد گرد ہیں، یہ منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ بھی نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں، تم ان کو نہیں پہچانتے ،ہم انھیں پہچانتے ہیں، انھیںہم دوہرا عذاب دیں گے پھر وہ درد ناک عذاب میں کھینچے جائیں گے(سورہ توبہ ۱۰۱)

جب صدر اسلام کی یہ صورتحال ہے تو ہم تمام

اصحاب رسول (ص) کو ایک نظر سے نہیں دیکھ سکتے اور صدر اسلام کے علمبر دار وں کے بارے میں پاک صاف ہونے کا عقیدہ نہیں رکھ سکتے۔

کیونکہ انسان نے جب سے روئے زمین پر نمودار ہو کر معاشرہ تشکیل دیا ،اس نے اعلی درجے کی پاک دامنی اور عدل گستری کا مظاہرہ کیا اور اس کے ساتھ ادنی درجے کے نفاق اور دوغلاپن سے بھی خالی نہیں رہا ،تاریخی قرائن اور مختلف معاشرتی تجزیے جو ہاتھ لگے ہیں ان سے معلوم ہوتا کہ پیدائشے ادم سے اجتک اسی نظر یئے کی تایئد ہوتی ہے ،لیکن اتنا ضرور ہے کہ راہ حق کے لئے انداز تبلیغ کی گونا گون نیک نامی حضرت محمد مصطفي(ص) اور ان کے اصحاب میں درجہ کمال تک پہونچی ہوئي تھی کیونکہ رسول اکرم(ص) سے زیادہ وسیع اور استوار قانون کسی نے پیش نہیں کیا ،اور اپ سے زیادہ کسی پیغمبر کو دین کے سلسلے میں پھر ارشاد ہوا اپ یاد دہانی فرمایئے ان لوگوں کو ،کیونکہ اپ کا دم ہی لوگوں کو یاد دہانی کراتا ہے (اعلی ۹)

اس قسم کی دسیوں ایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشریت کا عظیم مصلح تمام لوگوں کی ہدایت ورہنمائي کے سلسلے میں شدید ارزو مند تھا ،انحضرت اپنی شفقت ورحمت سے گمراہی میں سر گرداں تمام لوگوں کی عمومی ہدایت کے خواہاں تھے لیکن سبھی کو راہ حق نہ مل سکی اور کچھ لوگ رہروان طریق حق سے الگ رہ گئے۔

تکیہ گاہ اسلام

اس تقسیم کے تمام مراتب ہماری نظر میں واضح نقشہ پیش کرتے ہیں کہ اسلام کی عظمت وجلالت اسکی تعلیمات وقوانین پر استوار ہے اپنے ماننے والوں

پر نہیں ،اور یہ شان و عظمت لوگوں کی پیروی و تائید سے نہیں پیدا ہوئي ہے کہ جب

موقع پائیں اسلام کو نقصان پہونچادیں اور معاشرے سے اسلام کو اکھاڑ پھینکنے کا اقدام کریں ۔

خود میرا عقیدہ ہے کہ اگر تمام دنیا والے اسلام سے جنگ وجدال پر امادہ ہو جائیں اور اسے ملیا میٹ کرنے کیلئے اپنی کمرچست کر لیں اور ایك اواز ہو جائیں تب بھی اسلام کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہونچا سکتے اور نہ اسلام کی معنوی عظمت وجلالت کو ذرا بھی کم کر سکتے ہیں ثبات قدم دکھانے والے اتنی بڑی تعداد میںاصحاب حاصل نہیں ہوئے۔

لیکن یہ افتخار کہ انحضرت کے ساتھ تنہا مصاحبت اورہمدمی بہرحال اپکے اصحاب کے شامل حال ہے اور اسی وسیلے سے انہوںنے با عظمت مقام حاصل کیا یہ اس بات میں رکاوٹ نہیں بنتا کہ انھیںاصحاب میں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو انحضرت کے قوانین میں خلل ڈالیں ،اور اپ کی شریعت کی پا بندی نہ کریں اسی بناء پر اسکی کوئي دلیل نہیں کہ بزرگان اسلام یا جو لوگ پہلے گذر چکے انھیں صرف اسلئے نقد و تحقیق کے قانون کلی سے مستثنی قرار دیدیا جائے کہ وہ رسول کے صحابی تھے ،کیونکہ تمام صحابی عدالت کے اعتبار سے مساوی درجہ نہیں رکھتے تھے ،اسی طرح رسول (ص) کی ارزو ں کے بر خلاف اور انکی سخت کوششوں کے با وجود کہ تمام لوگ شاہراہ ہدایت و کمال پر گامزن ہو جائیں ۔

ان میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے تھے جن کے

دلوں میں اسلام کی ہوا بھی پہونچنے نہیں پائي تھي، خاص طور سے ایسے افراد بھی تھے جنھوں نے کفر و نفاق کو اسلام کی اڑ میں چھپا رکھا تھا ـ

رسول(ص) خدا کی اس بلند فکر اور سچی شدید وابستگی کا رد عمل قران نے مختلف مواقع پر بیان کیا ہےـ ایك جگہ ارشاد ہوا اپ نصیحت کئے جائیے کیونکہ اپ کا کام صرف نصیحت کرنا ہے اپ لوگوں پر مسلط نہیں ہیں (غاشیہ ۲۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوا ،اپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے(قصص ١٥٦) اسی طرح اگر تمام دنیا والے اسلام کی عظمت بڑھانے پر ایك رائے ہو جائےں، تو بھی ذرہ برابر عظمت میں اضافہ نہ ہوگا کیونکہ رمز اسلام خود اسلام کے بلند اصولوں میں ،اور اصولوں کا راز خود اسلام میں پوشیدہ ہے اسلام ماننے والوں کی صورت و شکل میں نہیں ہے اور یہ ایسا نکتہ ہے جسے صرف حقیقی علماء اور دانشور ہی سمجھ سکتے ہیں اسلئے ، اگر سلف کے بزرگوں اور اصحاب رسول کے بارے میں بحث و تنقید کی جائے، محققین انکی زندگی اور رفتار و گفتار کا تجزیہ کریں تاکہ اچھے برے کو عالم اسلام سے متعارف کرائیں تو کسی حیثیت سے بھی اسلام اور اسکی حقیقت معنوی کو نقصان نہیں پہونچے گا، بلکہ اسلام تو اسکو جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ خود احکام میں عدالت کا نقیب ،اور تمام افراد بشر کو قانونی اعتبار سے یکساں سمجھتا ہے خاص طور سے حقیقت کی تلاش اور لوگوں کی رہبری کے سلسلے میں اس

قسم کی بحث و تحقیق اور تنقید کا اصرار کے ساتھ

حکم دیتا ہے ۔

ہم دور کیوں جائیں ، عالم انسانیت کے عظیم مصلح حضرت محمد مصطفی (ص) اپنی حکیمانہ ہدایت کے ضمن میں براہ راست اور بالواسطہ ہمیں تشویق فرماتے ہیں کہ ہم نفس حقیقت کے در پئے رہیں ، صرف اس حیثیت سے کہ حق ہے اسے مانیں اور اسکی حمایت کریں اس بارے میں افراد کو نظر انداز کر دیں چاہے وہ کم مایہ اورپست ہو ۔

اور باطل کے خلاف ہوں ،اسکو ملیا میٹ کرنے کیلئے قیام کریں چاہے وہ شریف اور معزز شخص کی زبان سے جاری ہو حدود الٰہی کے نفاذ میں شریف اور رذیل کے درمیان فرق نہ کریں۔

محمد مصطفی اور نفاذ عدالت

احادیث صحیحہ میں ایا ہے کہ اسامہ بن زید یہ دونوں ہی باپ بیٹے رسول خدا کی نظر میں بلند مرتبہ تھے انھوں نے انحضرت سے قریش کے ایك شریف ،عورت کے بارے میں رسول اکرم سے سفارش کی جس نے چوری کی تھی اسامہ نے انحضرت (ص) کی بارگاہ میں عرض کی کہ حد شرعی نافذ نہ کیا جائے لیکن مصلح بزرگ رسول اکرم (ص) نے اس عورت پر حد شرعی جاری نہ ہونے کی سفارش مسترد کر دی اپ نے اس سلسلے میں مشہور فقرہ فرمایا :

اے لوگو تمہارے گذرے لوگوں نے اپنی تمام باتوں کو نظر انداز کیا ان لوگوں کا اگر شریف اور عزت دار چوری کرتا تھا تو چھوڑ دیئے اور کمزور ،گمنام شخص کو سخت سزا دیتے تھے خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی نے بھی چوری کی تو میں اسکے ہاتھ کاٹوں گا ۔

ان لا جواب بیانات کے ساتھ عدالت و مساوات کے

بانی رسول خدا نے اس شریف مخزومی خاتون کے بارے قوانین الہی کے حدود معطل کرنے سے انکار کر دیا باوجود اسکے کہ وہ اپنی قوم و قبیلے میں بلند نسب اور معزز تھی ـ

ا س طر ح سے رسول خدا نے اشتراکی فلسفیوں کے طبقاتی اختلافات ختم کرنے کی جد وجہد کے سیکڑوں سال پہلے اسے ختم کر دیا ـانحضرت نے جس وقت عدل ومساوات کے قانون کا اعلان فرمایا ، سب کو قانون کی نظر میں یکساں بتایا ،خود اپ نے توانا اور مقتدر ظالموں کے خلاف دبے کچلے بے پناہ تقوی شعاروں کی مدد کی ـ

یہ قانون بہت واضح طریقے سے قران و احادیث میں بیان کیا گیا ہےـقران فرماتا ہےـ

اے لوگو ہم نے تمہیں ایك مرد اور ایك عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں

تاکہ تم ایك دوسرے کو پہچان سکو در حقیقت اللہ کے نزدیك تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے (حجرات ٤٩ایت ١٣)

اور حدیث قدسی میں ہے

جو شخص بھی میرے احکام پر عمل کرے اسکا ٹھکانا بہشت ہے چاہے وہ حبشی غلام ہی ہو، اور جو شخص نا فرمانی کرے اسکا ٹھکانا اتش دوزخ ہے ، چاہے وہ قریش کا با عزت ہی ہو ـ

رسول خدا کی زیادہ تر احادیث میں اس کمال

انسانیت و عدالت کے شاندار نمونے موجود ہیں _

محمد مصطفی کے قریب و بعید ساتھي

رسول خدا (ص) نے جہاں ایندہ کے بارے میں پیش گوئي فرمائي ہے اور مستقبل کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے تو اپنے بعد کے اصحاب کی اسطرح تو صیف فرمائي ہے _

بہت سے لوگ پسندیدہ طریقے سے راہ حق پر گامزن رہیں گے اور اکثر منحرف ہو جائیں گے ، کچھ حق کے خلاف قیام کریں گے اور ایك گروہ ظلم و سرکشی کا طریقہ اپنائے گا _

عمار یاسر کو مخاطب کر کے فرمایا ،اے عمار تمہیں ظالم اور باغی گروہ قتل کرے گا _

حضرت علی (ع) سے فرمایا اے علي(ع) کیا تم اولین و اخرین کے سب سے بد بخت انسان کو پہچانتے ہو ؟

حضرت علی (ع) نے جواب دیا خدا و رسول بہتر جانتے ہیں

رسول خدا (ص) نے فرمایا اولین میںشقی ترین وہ شخص تھا جس نے قوم ثمود کا ناقہ پئے کیا اور اخرین شقی ترین وہ ہو گا جو تمہیں قتل کرے گا (۱)

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ بغیر شك اور تردید کے انحضرت کے اصحاب مرتبہ و مقام کے اعتبار سے عام لوگوں کی طرح فرق مراتب رکھتے ہیں کچھ انسانیت کے اعلی مرتبہء کمال و تقوی پر فائز ہوئے اور کچھ پستی اور تباہی کے گڑھے میں رہ گئے، تمام اصحاب رسول کو انحضرت کی صحبت کا شرف پانے سے یکساں افتخار حاصل نہ ہو سکا وہ

حقیقت و کمال کی راہ پانے میں ایك دوسرے کے برابر نہیں ہیں ـ

جب یہ صورتحال ہے تو کیا یہ قانون کہ اصحاب اور تمام لوگ دین اسلام کی نظر میں برابر ہیں ،اور فضیلت و بزرگی انہیںلوگوں کو حاصل ہے جو پرہیز گار ہیں اور قوانین اسلام پر عمل کرتے ہیں ،کیا یہ ان لوگوں کیلئے بھر پور ترین دلیل نہیں ہے جن سے ابھی احتیاط کا طریقہ نہیں چھوٹا ہے کہ اصحا ب رسول کی شخصیا ت کے بارے میں بحث و تنقید کی جائے ؟

صحابی نے جب تك راہ حق نہیں چھوڑا اور مقدس قانون اسلام سے انحراف نہیں کیا ہے صرف اسلئے کہ وہ صحا بی رسول ہے ،اسے کسی طرح بھی مفید نہیں ،جسطرح اج کے لوگ جو رسول خدا (ص) سے کافی زمانی فاصلہ رکھتے ہیں ،اگر وہ اسلام کے مقدس قانون پر عمل کریں اوراسلام ان کے رگ وپئے میں رچ وبس گیا ہے تو ان کا صحابی رسول نہ ہونا کسی طرح بھی نقصان رساں نہیں ،واقعیت یہ ہے کہ بہت سے ایسے افراد ہیں جو بظاہر نزدیك ہیں لیکن معنوی حیثیت سے دور ہیںاور بہت سے افراد ہیں جو بظاہر دور ہیں لیکن بباطن نزدیك ہیں ،میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ ہم اور اصحاب رسول خدا (ص) (ص) دعوت حق اور تبلیغ دین وشریعت کے معاملے میں یکساں اور برابر ہیں ،ہاں اصحاب رسول نے سب سے بڑا امتیاز جو انحضرت کی صحبت سے حا صل کیا وہ ہے رسول خدا کے دیدار کا فایدہ ،اور مستقیم قانون کو صاحب شریعت سے حاصل کرنا ـ

یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ امتیاز دو صورتوں سے خالی نہیں ،ایك تو عظیم نعمت یہ کہ انہوں نے

صحبت کا فیض اٹھایا ،اور مستقیم قانون بے واسطہ طریقے سے رسول اکرم (ص) سے حاصل کیا اور دوسرے یہ کہ اس صحابی کے لئے یہ چیز لا جواب دلیل و حجت ہے _

چنا نچہ اگر صرف رسول اکرم کی صحبت بروز قیامت سرمایہ حصول شفاعت ،یا صحابی کو بحث و تنقید سے بچا کر مسلمانوں کو ان کے موافق یا مخالف فیصلہ کرنے سے روکنے والی ہوتی رسول خدا(ص) ہر گز اپنی پارئہ جگر کے بارے میں وہ تاریخی اور ابد اثار خطاب نہ فرماتے کہ اے فاطمہ اے دختر رسول ،تو جو کچھ چاہتی ہے مجھ سے سوال نہ کر کیو نکہ عدل الہی کی بارگاہ میں رسول کی بیٹی ہوناکچھ بھی مفید نہیں (۱)_

انحضرت (ص) نے یہ تاریخی بیان اپنی بیٹی سے اس دن فرمایا ،جب ایہ وانذ ر عشیرتك الاقربین(اے رسول ،اپنے قریبی رشتہ دار وں کو ڈرایئے) نازل ہوئي تھي

جی ہاں ،رسول خدا نے عدل و مساوات کا جو بلند اصول لوگوں کیلئے پیش کیا تھا وہ احکام و حدود کے نفاذ میں سب کو ایك نظر سے دیکھتا ہے_

حفنی دائود کی نظر میں مولف کتاب

کچھ دن پہلے مرد فاضل و محقق جناب مرتضی عسکری نے اپنی کتاب (احادیث ام المومینین عائشه کو علماء و حق اگاہ محققین کے سامنے پیش کیا تھا ، انھو ں نے خاص طور سے اپنی کتاب کو دو جلد وں میں ایسے قارئین کے سامنے پیش کیا جن کا سراپا وجود حقیقت کا متلاشی اور سچے دل سے فلسفہء تاریخ اسلام اور اس کے علل اور تاریخ تشریع کے ساتھ اس

کے اصول سمجھنے کے خواہشمند ہیں

بات اجاگر کے درمیان ایسا مشاہدہ کیا کہ جناب ام المومنین عائشہ کے گردا گردنا قابل تردید مدار ك و ماخذ ہیں ،کہ اگر صرف انھیں مدارك پر توجہ کی جائے تو حق وحقیقت کے بارے میں اپنے افکار و عقائد کے سلسلے میں ازادانہ رائے قائم کی جا سکتی ہے ۔

اگر چہ یہی حق گوئي حقیقت طلبی بجائے خود کوتاہ فکروں کی نظر میں نا قابل معافی جرم ہے اگر اصحاب میں سے کسی کے خلاف جو انھوں نے ان کا مقام متعین کردیا ہے اس کا تحلیل و تجزیہ کیا جاے تو کبھی معاف نہیں کر سکتے ۔

اقائے عسکری نے اس کتاب میں بھر پور طریقے سے محققین اور تجزیہ نگار وں کی روش اپناتے ہوئے تنظیم و ترتیب میں عرق ریزی کی ہے اور اس کے مقدمہ میںان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کی تشریح کی ہے جو حقائق و اشگاف کرنے میں حق کے متلاشی کی راہ میں پیش اتی ہیں ۔

منجملہ یہ کہ ممکن ہے کوئي محقق اپنے احساسات و جذبات کا پابند ہو ، اور ایك گروہ کو دوسرے گروہ پر ایك شخصیت کو دوسری شخصیت پر متعصبانہ طریقے سے برتری دیدے ، حالانکہ حقیقت اس کے بر خلاف ہو ،اس کے ساتھ وہ خاص مقصد کو پیش نظر رکھتا ہو ،اور حق کو یہ طریقہ بعض اہل قلم نے اپنایا ہے جو چاہتے ہیں کہ دو مخالف راویوں کے درمیان مطابقت پیدا کریں ،ممکن ہے یہ مطابقت بظاہر خوش ایندہو ، لیکن یہ بات طئے شدہ ہے کہ حق دو متخالف اور متناقض ارا کے درمیان جمع نہیں ہو سکتا ہے ،،

اقای عسکری نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اپنے سلسلئہ مباحث میں اس قسم کے عیوب سے جو ہر

محقق کی تحقیق میںسامنے اتی ہے دور رہیں ان کا مقصد متعین ہے ،اور وہ اسی کے تعاقب مین موضوع سے باہر نہیں نکلتے ہیں انھوں نے اپنے دائرئہ کار کو اشخاص اور مقامات کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ ان کا مقصد اصلی صرف حق اور حقیقت معلوم کرنا ہے اور اسی کے ا رد گرد رہے ہیں۔

اس کے علاوہ انھوں نے اپنے ذاتی احساسات و جذبات سے الگ رہنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے انھوں

نے صرف عقل کو جج بنایا ہے،،

انھوں نے ایك گروہ کو دوسرے گروہ پر فضیلت دینے کا ذرا بھی پتہ نشان نہیں ،ذرا بھی مبالغہ نہیں ،، اگر کہا جائے کہ اقای عسکری بحث و تحقیق کی ڈگر میں، اس کتاب جو چیزمحققین کو اپنی طرف مائل اور تعریف و تحسین پر امادہ کرنے والی ہے وہ یہ کہ انھوں نے کوشش کی ہے کہ اس علمی بحث میں قانون کلی کی رعایت کریں ،اور احادیث ام المو منین مکمل حزم و احتیاط کے ساتھ تحلیل و تجزیہ کر کے حقیقت کو اشکار کیا ہے ۔

قتل علی اور شکر عائشہ،،

تاریخی قرائن ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ام المومنین کی احادیث پر شك اور تردید کریں جسے وہ احادیث جن میں خلافت شیخین کا تذکرہ ہے اور حضرت علي(ع) کا نام نہیں لیا گیا ہے اسی طرح وہ احادیث جن میں فضائل شیخین و عثمان اور حضرت علي(ع) روشن مذکور ہے ان میں بلا شك وشبہ جذبات اور جانبداری برتی

گئي ہے ،، کیو نکہ ابو بکر اور ان کی نسبت باپ اور بیٹی کی ہے اسی طرح انھوں نے عمر کی باتیں کہی ہیں اور علي(ع) کا تذکرہ کیا ہے جو ابوبکر وعمر کے رقیب تھے ،ان میں بد ترین فرق ہے _

پھر عثمان کے خلاف ان کی جد جہد لوگوں کو قتل عثمان پر ابھارنا اور پھر انھیں کے قتل کا انتقام لینے کے لئے قیام کرنا بھی مضبوط دلیل ہے جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ان کی تمام احادیث کو شك اور تردید کی نگاہ سے دیکھیں،اسی طرح وہ اقدامات جو انھوں نے حضرت علی کے خلاف کیں علی (ع) کے دشمنوں کی کمك ،طلحہ و زبیر کہ جنھوں نے علي(ع) کی بیعت توڑ دی تھی ،ایك پلیٹ فارم پر لانا،جنگ جمل کی اگ بھڑ کانا _ .... یہ تمام باتیں بجائے خود اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ انھیں علی جیسے پرہیز گار سے دیرینہ عداوت تھی اور اسی وجہ سے مسلمانوں کے گروہ میں تفرقہ و اختلاف پیدا ہو ا ان کے دل میں علی کی ایسی نفرت تھی جو کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی ،یہا ں تك کہ قتل علی کی خبر سن کر سجدئہ شکر ادا کیا اور یہ شعر بطور تمثیل پڑھا،،

فالقت عصاھا و استقر نہا النوي ... کما قر عینا بالاباب المسافر

اس نے دوڑ دھوپ ختم کر دی اور چین پالیا ...... جسطرح مسافر کی اپنے ٹھکانے پر پھونچکر انکھیںٹھنڈی ہوتی ہیں _

انکی تمام احادیث اسی قسم کے اہم ترین تاریخی

وقائع سے وابستہ ہیں جن پر بڑی حزم و احتیاط برتنی چاہیئے انکی شخصیت اور ان کے میلانات سے قطع نظر کرکے حقائق دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

حجابیت کے رخ سے بھی دوسروں کی طرح صحیح یہ ہے کہ وہ فتوی و اجتہاد میں لغزش و خطا سے دوچارہوئي ہوں کیو نکہ ادمی چاہے وہ کوئي بھی ہو جب تك اپنی رائے اور سلیقے پر عمل کر رہا ہے ممکن ہے کہ خطا و صواب کا نشانہ بنے لیکن محقق یہ حق نہیں رکھتا کہ عقل و درایت کو کنارے رکھ کر بزرگوں کی شخصیت کے مقابلے میں اپنے کو چھوٹا بنا لے اور حقائق چھپا ئے۔

اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نظریات و اجتہاد کے خطا وصواب کو اہمیت دیکر سب کو یکساں شمار کرے بلکہ ضروری ہے کہ تمام مفہوم حقیقت کو بیان کرے

اسی طرح جب تك ہم حق دیں‌ہر مجتہد میں امکان ہے کہ وہ لغزش و خطا سے دوچارہو جائے اور عدل الہی کی بارگاہ میں باز پرس کی جائے ،ام المومنین بھی اس قاعدے سے مستثنی نہیں ہیں ان پر ظلم نہیں ہے ،بلکہ علمی و تحقیقی نقطہ نظر سے ستم یہ ہو گا کہ علي(ص) اور عائشه کے بارے میں‌ہم جانبدارانہ فیصلہ کریں اور دونوں کو عدالت میں یکساں سمجھ لیں ،اور حضرت علي(ص) نے جو اجتہاد میں صحیح و صواب راستہ اختیار کیا (١) ان دوسرے لوگوں کے مقابل جنہوں نے اجتہاد میں غلطی کی جیسے عائشه و معاویہ اور دوسرے اصحاب جنہوں نے حضرت علي(ص) سے جنگ کی اور مخالف کا راستہ اپنایایکساں سمجھ لیا جائے۔

حضرت علی (ع) خدا کو حاضر و ناظر جانتے تھے

حضرت علی اس جہت سے کہ اپ باب مدینتہ العلم اور وصی محمد(ص) ہیں اسی طرح سے نہ اس حیثیت

سے کہ بھر پور قدرت بیان اور واضح لہجے میں حق بات کہتے تھے اور اس پر وہ جم بھی جاتے تھے اور یہ دین انھیں سے توانا ہوا اور حیثیت تشکیل پائي ،_نہیں_ ان تمام باتوں سے قطع نظر وہ ہر حیثیت سے تمام صفات کمال کے جامع تھے_

جس چیز نے علی کو ان تمام امور سے بالا تر قرار دیا یہ تھا کہ وہ برابر اپنے کردار و گفتار میں خدا کو حاضر و ناظر جانتے تھے ،

اور مسلمانوں کی مصلحتوں کے مقابل اپنی ذات میں شدت پسند تھے ،وہ مسلمان معاشرے کے عام دنیاوی فائدوں کو اپنے دنیاوی فائدے پر ترجیح دیتے تھے_

اپ کے دوران خلافت میں بلند ترین مراتب انسانیت ایك ذات میں سمٹے ہوئے نظر اتے ہیں _

وہ اپنے اس دور میںخاص طور سے لباس اور خوراك، احکام میں عدالت، فریبی دنیا کے مظاھرات سے کنارہ کشی کا کامل نمونہ تھے_

دوسروں نے عہد ئہ خلافت حاصل کرنے کی کوششیں کر ڈالیں ،جبکہ خلافت خود حضرت علی (ص) کی طرف دوڑی ائي ،دوسروں نے اپنے اور رشتہ داروں کے فائدوں کو مصالح عامہ پرترجیح دی ، جبکہ اپ نے عام لوگوں کے فائدوںکو اپنے اور رشتہ داروں پر ترجیح دی _

علي(ص) جس وقت کوفے میں تھے ،عقیل بن ابی طالب (ص) اپنے بھائي کی خدمت میں ائے حضرت علی (ص) نے ان سے کہا :

اے بھائي بڑے اچھے ائے ،کس لئے کوفہ ائے ہو؟

جو مشاہرہ مجھے ملتا ہے وہ میری معیشت کےلئے نا کافی ہے ، زیادہ خرچ کا بو جھ ہے جسکی وجہ سے بہت زیادہ قرض لد گیا ہے میں اس لئے ایا ہوں کہ میری مدد کیجئے _

خدا کی قسم اپنے مشاہرہ کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ،صبر کیجئے مال غنیمت تقسیم کرنے کا وقت ائیگا تو میں اپ کو دوں گا _

میں حجاز سے یہاں تك صرف اسی امید پر ایا ہوں کہ کچھ نقد حاصل کر لوں گا اپ کا مشاہرہ میرے درد کی دوا کیا کر سکے گا ، اور میرا کون سابوجھ ہلکا کرے گا ،امام نے بھائي کو جواب دیا ،

کیا اپ اس کے علاوہ بھی میرے گھر میں مال دنیا سے کوئي چیز دیکھ رہے ہیں ،؟ یا اپ اس امید پر بیٹھے ہیں کہ میں مسلمانوں کا مال اپ کو دے دوں گا اور میرا خدا اس صلئہ رحم کے بدلے اتش جہنم میں جلائے گا _

کسی تردید کے بغیر ،علی (ص) جسے پرہیز گار کے عدل و انصاف کو برداشت کرنے کی عقیل میں طاقت نہیں تھی ،وہ معاویہ کی خدمت میں پہونچ گئے جس کے یہاں حلال و حرام کا فرق نہیں تھا ،وہ مسلمانوں کے بیت المال کو ذاتی ملکیت سمجھتا تھا _

یہ واقعہ خود ہی ھماری رہنمائي کر تا ہے کہ حضرت علي(ص) کی شخصیت کیا تھی وہ کس قدر پر ہیز گار تھے ،اور عمومی منافع کو خود اور اپنے سے وابستہ افراد کے مصالح پر ترجیح دینے میں ان کا پا یہ کس قدر بلند تھا، بے باکانہ قسم کھائي جا سکتی

ہے کہ حضرت علی (ص) کے علاوہ اصحاب میں سے کوئي بھی اس بلند مرتبہ انسانیت و کمال تك نہیں پہونچا تھا ،

کیونکہ خود انھوں نے دل کی گہرائیوں سے ،اور جاوداں فقرہ ارشاد فرمایا تھا ،یا دنیا غرّی غیري

اے دنیا میرے سوا دوسرے کو دھوکہ دینا

علی اور مسند خلافت

میں نہیں سمجھتا کہ کوئي صحابی ایسا ہو گا جس کے فتوی و اجتہاد میںجائے تامل اور اعتراض کی گنجائشے نہ ہو ،سوائے علی (ص) کے ،کیو نکہ ان کے اجتہاد میں ذرا بھی شك وشبہ اور اعتراض نہیں کیا جا سکتا ،اس بات کو میںپوری بےباکی سے کہہ رہا ہوں ، اور تمام دقیق سیاسی معا ملات جو پیش ائے وہ اس دعوی کا ثبوت ہیں ۔

عمر نے معاملہ خلافت میں مداخلت کیانتیجے میںابوبکر مسند خلافت پر بیٹھ گئے ،انھوں نے اپنے فتوی میں اس دلیل پر زور دیا کہ فتنہ و اشوب دیکھ کر اس پر لگام چڑھائي گئي ہے ،ابوبکر کے بعد انھوں نے خود اس ذمہ داری کاسنگین بوجھ اٹھا لیا اورباربا اس بات کا اعتراف کیا کہ ابوبکر کے زمانے میں غلطیاں ہوئیں ،جس وقت بعض اصحاب نے ان کے فرزندعبداللہ کی بیعت کے بارے میں ان سے بات کی تو انھوں نے جواب دیا ،خاندان عمر کے لئے یہی کافی ہے کہ ان کا ایك فرد اس کا ذمہ دار ہو ،اور عدل الہی کی بارگاہ میں امت محمد کے بارے اس سے جواب طلب کیا جائے۔

لیکن حضرت علي(ص) نے شیخین کے مقابلے میں

معاملۂ خلافت کے سلسلے میںیہ دلیل دی کہ اس اہم کام کی مشغولیت تھی وہ جسد رسول (ص) کے دفن و کفن میں مشغول تھے (١)

یہ سب سے بڑ ا اعتراض ابو بکر و عمر پر تھا ،اور حضرت علي(ص) ان دونوں کے مقابل حقدار نظر ائے ہیں _

عمر کے بعد علی و عثمان کے درمیان خلیفہ کے انتخاب میں عبدالرحمن بن عوف بھی جوان چھ افراد میں تھے جنھیں عمر نے خلیفہ منتخب کرنے کیلئے مجلس شوری بنائي تھی ،انھوں نے اپنی رائے دی اور خلیفہ کی ذمہ داری کو اپنے فتوی سے متعین کیا ،اپنے اسی متعین فتوی کو ان دونوں کے سامنے پیش کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت علی ان کے اجتہاد

١_ اس وجہ سے حضرت علي(ص) سقیفہ بنی ساعدہ میں مو جود نہیں تھے ، اور ابو بکر و عمر نے انکی غیر موجودگی میں جلدی سے خلیفہ چن لیا اگر انھوں نے اتنا صبر کیا ہوتا کہ رسول کو سپرد لحد کر دیا جائے اور علی (ص) بھی وہاں سب کے ساتھ اجائیں تو شاید یہ واقعات پیش نہ ائے اور تاریخ اسلام کا دوسرا ہی نقشہ ہوتا_

کے پابند نہیں ہو سکتے ، خلافت قبول کرنے کیلئے پہلے حضرت علی کے سامنے شرط پیش کي_

حضرت علی (ع) کے سامنے فرزند عوف نے جو شرطیں پیش کی تھیں ان میں رضائے خدا و رسول اور مسلمانوں کے مفاد ات کی حد تك تو حریص تھے منصب خلافت حاصل ہوتا اور حکمرانی کرنا انکی نظر میں ہیچ تھا ،جبکہ عثمان کی زیادہ توجہ منصب خلافت حاصل کرنے کی تھی وہ دل سے یہی چاہتے تھے ،دوسرے امور کی ان کی نظر میں اہمیت نہیں تھی ،اور خدا اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ شروع ہی سے وہ

جس بات پر، ہوئے تھے اسمیں انھیں پوری سوجھ بوجھ کہاں تك تھی ، یا خلافت حاصل کرنے کے بعد ان میں پیدا ہوئي ،کیو نکہ یہ باتیں نفسانیت کے امور سے تعلق رکھتی ہیں ،اورہم اس بارے میں کوئي فیصلہ بھی نہیں کر سکتے ، کیو نکہ همارا استدلال صرف ظاہری حالات کی روشنی میں ہے۔

"عائشه کا تاریخی فتوی "

عائشه نے حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائي ایام میں تو موافقت اور انکی تائید کی ،پھر ان سے منحرف ہو کر ان کے خلاف فتوی دےدیا ،اس وجہ سے ان کا اجتہاد قابل اطمینان نہیں ہے ۔

خلافت کے سلسلے مین انکے رقیب ہوتے ہوئے بھی دلیل و بر ہان کے با وجود حضرت عائشه کی طرف عثمان سے جنگ اور مخالفت نہیں کی ،جب عثمان قتل ہو گئے تو حضرت علی (ص) نے طلحہ و زبیر اور دیگر تمام لوگوں کی بیعت قبول نہیں کی جس وقت تمام لوگوں نے اپ کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا تو اپ نے مسجد میں کھڑے ہو کر یہ فرمایا ، میں تمہاری خلافت سے بیزار تھا ،لیکن تم ہو کہ میرے سوا کسی کی حکومت پر راضی نہیں ہو ،اس بات کو سمجھ لو کہ میں کوئي بھی کام بغیر تمہاری صوابدیدہ اور صلاح کے انجام نہیں دوں گا ،تمہارے بیت المال کی کنجی میرے پاس ہے لیکن ایك درهم بھی بغیر تمہاری مرضی کے نہیں چھوئوں گا ۔

پھر پوچھا ،کیا تم اس بات پر راضی ہو ؟

تمام لوگوں نے چلّاکر کہا ہاں

اسوقت اپ نے فرمایا :

بار الہا ان لوگوں پر تو گواہ رہنا

۲۸

اس کے بعد اپ نے خلافت قبول فرمائي

حضرت علی (ص) کی رائے صائب تھی اپ نے اس طرح لوگوں کیلئے کسی بہانے کی گنجائشے نہیں چھوڑی کیو نکہ ان لوگوں نے اپ کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا تھا نہ یہ کہ اپ نے خود خلافت کی خواہش کی ، لہذا جس نے بھی اس ذمہ داری سے ہاتھ کھینچا اور علی (ص) کی مخالفت کی وہ خود دغاباز اور مجرم ہے ،اور جو شخص اپ کا وفادار رہا وہ مومن اور سچا ہے ـ

عائشه نے دوسری بار اجتہاد کا پرچم لہرایا یہ اس وقت کی بات ہے جب قاتلان عثمان سے انتقام لینے کیلئے انھیں اور طلحہ و زبیر جنہوں نے علی (ص) سے پیمان توڑا اور اپنی بیعت کچل ڈالی با قاعدہ ساتھ دینے پر امادہ ہوئے یہ مفاد پرستانہ اقدام بتاتا ہے کہ حضرت عائشه کی نیت اندیشہ مفاد سے خالی نہیں تھی ،تمام لوگ کہنے لگے کہ یہ عثمان کا بدلہ لینے کیلئے نہیں اٹھی ہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ و اختلاف پیدا کیا جائے اور جو لوگ حضرت علی (ع) سے وابستہ ہیں ان میں انتشار پیدا کیا جائے یہاں تك کہ اگر حضرت علی (ص) کے سوا کوئي اور ہوتا تو کبھی ایسا اقدام نہ کرتیں ـ

ام سلمہ کا تاریخی خط عائشه کے نام

حضرت علی (ص) کے خلاف معاملہ خلافت کے سلسلے مین عمر کے اقدام کے بعد عائشه کا اقدام دوسرا رخنہ تھا جو بنیاد اسلام میں پڑا ،میںیہ بات اپنی

طرف سے نہیں کہ رہا ہوں اور اس سے میری کوئي خاص غرض بھی نہیں ہے بلکہ یہ حقائق نا قابل انکار ہیں‌جن پر بزرگان قوم اور مشہور مورخین متفق ہیں ـ

عائشه کی کار وائي صحابہ کے زمانے سے اج تك تمام لوگ ان لوگون کے لئے نفرت کا سبب بنی جو حق اور حقیقت کے طرفدار ہیں ،اس دعوی کی گواہی حضرت ام سلمہ ہین جو دوسری زوجہء رسول ہیں ، انھوں نے پند ونصیحت بھرا خط عائشه کو لکھا اور اس اقدام سے باز رہنے کی خواہش ظاہر کی ،خاص طور سے انھیں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ و اختلاف سے روکا ـ خط

زوجہء رسول ام سلمہ کی طرف سے ام المومنین کو

میں خدا کی حمد و ثنا ء کرتی ہوں اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی ہوں

امابعد تم نے اس اقدام سے اپنے احترام کا پردہ چاك کیا جو رسول خدا اور ان کی امت کے درمیان تھا ،اور ان کے

حرم کا حجاب پارہ پارہ کیا قران نے تمہارا دامن جمع کیا ہے ،اسے خود سرا خاك میں نہ ملاو ،تمھارا مقام مرتبہ محفوظ ہے ،اسے بلاوجہ ضائع نہ کرو ،اس خدا ئے واحد سے ڈرو و جو اس امت کا نگہبان ہے ـ

رسول خدا (ص) نے عورتوں کی جہاد کا طریقہ متعین کیا ہے ،بلا شبہ اس سلسلے مین حکم صادر کیا ہے کیا تم نہیں جانتی ہو کہ انھوں نے تمہیں جنگ سے منع کیا ہے ؟ کیو نکہ اگر دین کے ستون میں ٹیڑھا ہو جائے

تو عورتوں کی طاقت سے کبھی سیدھا نہیںہو سکتا ،اور اسکی خرابی عورتوں سے اصلاح پزیر ہرگز نہیں ہو سکتی ، عورتوں کا جہاد اپنے کو لئے دیئے رکھنا ،پاک دامنی اور قناعت ہے _

اگر تم اس طرح بیابانوں مین اپنے اونٹ کو اس گھاٹ اور اس گھاٹ ہاکتی رہو اور رسول خدا تمھین دیکھ لیں تو تو انھیں کیا جواب دو گی حا لا نکہ تمہیں جلد یا دیر ان کے سامنے حاضر ہونا ہے _

میںہے باکانہ قسم کھاتی ہون کہ اگر میں اس حال میں رسول سے ملاقات کروں کہ ان کی حرمت ضائع کی ہو اور مجھ سے کہاجائے کہ اے ام سلمہ جنت میں اجاو تو میں شرم سے پانی پانی ہو جاو ں گی _

اس لئے اپنے پروردگار کی حفاظت کرو اور گھر میں بیٹھی رہو اگر تم اس امت سے سرورکار نہ رکھو تو یہ بجائے خود ان کے حق میں بہترین خدمت ہے ،اور میںجانتی ہوں کہ رسول خدا سے جو باتیںمیںنے سنی ہیںاگر اس سے تمہیں خبردار کروں تو تم سانپ کاٹے شخص کی طرح تڑپنے لگو گي، والسلام

خود یہ خط دوسری دلیل ہے کہ عائشه کا اجتہاد غلط تھا

اس خط میں اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ انھیں مسلمانوں کی جماعت میں ھم اھنگی کی فکر نہیں تھی ، نیز یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ازواج رسول میں سے دوسری کوئي بھی عائشه کے اس اقدام کے ساتھ نہیں تھیں اور نہ انھوں نے عائشه کی مدد کی ،

اس کتاب کے مولف کا مقصد

اقائے عسکری ، خداوند عالم انہیں حقیقت بیانی کی جزا دے میں نے اپنے دقیق علمی بحث میں هرگز

اس بات کا قصد نہیں کیا ہے کہ لوگوں کو عائشہ نے اپنے اجتہاد دو فتوی میں جو اشتباہات کئے ہیں ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکائیں ،اور مسلمانوں کے احساسات ابھاریں بلکہ انھوں نے اپنے بیان کے درمیان صرف خشنودی خدا کیلئے اس بات کی فکر کی ہے کہ تاریخی حالات کے مفاہیم جو زیادہ تر لوگوں کے ذہن اصحاب رسول ہونے کی وجہ سے پہچان نہیں پائے ہیں اور

تاریخ صحیح کی تفہیم نہ ہونے کی وجہ سے عظمت شریعت اسلام کی تفہیم سے محروم ہیں ان کی اصلاح و تصحیح کریں، کہ اوضاع تاریخی کے مفہوم سے عام لوگ جو محروم ہیں اور اصحاب رسول کو پہچان نہیں سکتے ہیں اور ان کی باتوں میں تمیز نہیں کر سکے ہیں ،اور نتیجے میں صحیح تاریخ سمجھنے اور ان کی شریعت اسلام میں حیثیت کو پہچان نہیں سکے ہیں ان کی اصلاح و تصحیح کریں ، انھوں نے اس راہ میں جو سعی کی ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ احادیث رسول خدا کو بغیر اپنے احساسات و جذبات کی مداخلت جزوی فوائد و تعصب کے راویان حدیث کے بارے میں علم و دانش کی روشنی میں ادراک کر سکیں ۔

کیونکہ اگر لوگ تمام یا کچھ حصئہ حدیث رسول کو سمجھ لیں تو بڑی اسانی سے اسلامی فرقوں اور مذاہب کے درمیان کا اختلاف کا سرا سمجھ میں اجائے گا ،اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس حد تك یہ اختلاف مصنوعی اور حکمرانوں کا خاص غرض سے پیدا کیا ہو ا ہے انھوں ہی نے ایك گروہ کو دوسرے گروہ پر ترجیح دی ہے حکومت چلانے اور اپنی پار ٹی مضبوط کرنے کیلئے

جن حدیث کو ضروری سمجھا بنا لیا یا اکثر صحابہ کی بیان کردہ حدیث کو من کے مطابق بدل لیا ، صحیح بات یہ ہے کہ انھوں نے حکومت کے استحکام کیلئے صحابہ پر دروغ بافی کی اور اپنی غرض کے لئے من پسند باتیں گڑھ لیں ـ

اس سے پہلے کہ اپنی علمی بحث کو ختم کروں جسے صرف خشنودی خدا کیلئے معرض تحریر میں لائي گئي ہے ، مناسب سمجھتا ہوں کہ دانشور محقق اقائے عسکری کے کان میں اہستہ سے ڈال دوں کہ وہ اپنے ان علمی مطالب کو جس کا بلند مقصد مذاہب اسلامی کو ایك دوسرے کے قریب لانا ہے اسے جاری رکھیں ،اپنے متین اور محکم اساس پر استوار اسلوب کو اس طرح قرار دیں کہ ارباب علم و دانش او ر اسکالروں کیلئے پسندیدہ ہوتاکہ اس طرح مسلمانوں میںباہمی اتحاد و ہم اہنگی پیدا ہو ،اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ تمام وجود جو بحث و تحقیق میں مستغرق ہے میری اس پیش کش کو عملی شکل دیدے۔

کیونکہ بنیادی طور سے اختلاف اور ذاتی دھڑا بندی ایك شیعہ اور سنی کے درمیان سمجھ میں انے والی بات نہیں ہے اور اسمیں شك نہیں کہ یہ دونوں فرقے جب تك مقاصد اور وجوہات دونوں کے خالص ہیں تو ایك دوسرے کے نقائص دور کرنے اور درستگی لانے میں دل وجان سے کوشش کریں ـ

ڈاکٹر حامد حفنی دائود
۱۷ شوال ۱۳۸۱
۲۳ مارچ ۱۹۹۲

کتاب کا مقصد تالیف

زیادہ تر ارباب تحقیق رسول خد(ص) ا کی احادیث کی طرف دیر سے متوجہ ہوئے ہیں کہ احادیث کا ایك دوسرے سے ربط یا ان احادیث اور ایات قران کے درمیان گھناونا اختلاف موجود ہے ،یہ امر اس بات کا سبب بنا کہ سلف کے دانشوروں نے رسول خدا پر اعتراضات اپ کی احادیث کی توجیہ و تاویل پر مشتمل کتابیں لکھیں ،ان میں تاویل مختلف الاحادیث اور بیان مشکل الحدیث اور بیان مشکل الاثار وغیرہ کتابیں لکھیں۔

اس طرح نقادوںاور عیب جوئي کر نے والے ملحدوں اور عیسائي مبلغوں کے ساتھ کچھ مستشرقین کو بھی اس بات پر ابھارا کہ دشمنی وعناد کی راہ سے اس قسم کی احادیث کے استناد میں اختلاف و تضاد دکھا کر پیغمر اسلام اور ان کے دین پر اعتراض کیا اور مذاق اڑایا،حالانکہ یہ دونوں گروہ اس بات سے غافل تھے کہ ان احادیث کے مجموعے کا بہت بڑاسرمایہ، خاص طور سے جن میں باہم اختلاف ہے یہ سبھی ایك ہی روش اور ایك ہی سیاق سے مربوط نہیں ہیں کہ انھیں اطمینان کے ساتھ سبھی کو رسول خدا کی واقعی حدیث سمجھ کر یکجا بحث و تحلیل کی جائے بلکہ یہ تمام احادیث خود ہی چند مختلف احادیث کا مجموعہ ہیں جنھیں مختلف راویوں اور بیان کرنے والوں کے طریقے سے ھم تك پہونچا ہے۔

ارباب تحقیق کو سب سے پہلے یہ چاہیئے کہ راویان حدیث کی دستہ بندی کریں مثلاوہ احادیث جو ام المومنین عائشه سے منسوب ہیں یاانس سے ابو هریره یا عبداللہ بن عمر سے ان تمام کو الگ الگ جمع کر کے دوسرے ایسے راویان حدیث جنہوں نے رسول خدا(ص) سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں (ان کے حالات زندگی ،انکا انداز فکر اوران کا عقیدہ) ان پر الگ الگ بحث و تحقیق کی جائے تاکہ حقیقت امر واضح ہو سکے

_

مجھے یہ بات اس وقت معلوم ہوئي ،جب میں صدر اسلام کے تاریخی حوادث کے ذیل میں احادیث کے بحث و تحقیق میں مشغول تھا ،خاص طور سے ان احادیث پر جو ام المومنین عائشه سے نقل کی گئي ہیں ،اس موقعہ پر میری نگاہ جذب ہو کر رہ گئي اور مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ تاریخ اسلام ابتدائے بعثت سے بعثت یزید کے زمانے تك کو اچھی طرح نہیں سمجھا گیا ہے _

یہ اسی وقت ممکن ہے کہ پہلے احادیث ام المومنین کو جو بجائے خود اکیلا تاریخ صدر اسلام کا اھم ترین سر چشمہ ہے حقیقت فہمی کیلئے اس کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا جائے

اس طرح مجھے یقین ہے کہ بعض ایات قرانی کو سمجھنا نیز وہ اسلامی فقہ جو اکیلی احادیث ام المومنین کی سند سے مروی ہیں ان کو بھی اسی اساس پر مطالعہ کرنا چاہیے _

جب میں اسلام کے پہلے دور کی تاریخی تنظیم کا تجزیہ کر رہا تھا ،میرے لئے نا گزیر ہو گیا کہ اسی تقسیم یعنی حدیث کی قدر وقیمت کے بارے میں بحث کو تمام مبا حث کو مقدم قرار دیکر اسی کا تحلیل و تجزیہ کروں _

اس قسم کے واردات کی اس حیثیت سے کہ صدر اسلام کے سر کردہ افراد میں بڑی مشکل بات ہے اس وادی میں قدم رکھنا کسی مسلمان محقق کیلئے

کوئي اسان بات نہیں ہے (غیر جانبدارانہ تحقیق کریں)

پہلی زحمت دشواری جو مشرق کے مسلمان ادیبو ں کو پیش اتی ہے وہ خود ان کے عقائد ہیں جنکی انھوں نے عادت ڈال لی ہے اور ان کی زندگی میں نشو و نما پاتا رہا اور ان کی نفسیات اور رگوں میں رچ بس گیا ہے اور یہی عقائد اسلامی معاشرے میں بھی رائج ہیں ـ

یہ لوگ صدر اسلام کے مسلمانوں کو عام ادمیوں سے بر تر خیال کرتے ہیں اس عہد کو اور اس زمانے کے افراد کو مقدس سمجھتے ہیں اور جو کچھ ان کے اور اس زمانے کے بارے میں سمجھ بیٹھے ہیں ،وہ دوسرے عہد کے مسلمانوں کے بارے میں باور نہیں کرتےـ

چنانچہ اس طرح کے ادیب ،قلمکار متذکرہ الجھن کوبحث و تحقیق میں نظر انداز نہیں کرتے ، تلاش حق و حقیقت کے بجائے ان کی باتیں اپنے معتقدات کے دفاع میں لگ جاتی ہیں ـ

جب میں نے یہ حقیقت سمجھ لی تو پکا ارادہ کر لیا کہ اس موضوع پر اپنے جذبات کو جو ام المومنین عائشہ کی زوجہ ء رسول کی حیثیت سے قائل ہوں ،انھیں اڑے نہ انے دوں ، اور اسلام کی محترم شخصیات کو جو نظر انداز کر دیا جاتاہے انھیں دوسرے عام لوگوں کے مقابل فرق نہ قرار دوں اور انہیں اس نقطہء نظر سے پہچانوں کہ وہ بھی عام لوگوں کی طرح گونا گوں احساسات و جذبات رکھتے تھے ،اس طرح میں حیات ام المومنین کے ادوار میں جو حوادث پیش ائے حقیقت معلوم کرنے کیلئے صرف اسی کو موضوع بحث و تنقید قرار دوں ـ

اگر چہ دعوی نہیں کرتا کہ میں اپنے اس ارادے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا ہوں ، لیکن اس سلسلے میں اپنی بھر پور تلاش و کو شش کر ڈالی ہے اس کا جو

کچھ فیصلہ ہے وہ دوسروں کو کر نا ہے ، لیکن خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ صرف صدر اسلام کی تاریخ ،قران اور اس کے احکام کی تحقیق کرنے والوں کو فائدہ پہونچانے کیلئے میں‌نے یہ سارے پاپڑ بیلے ہیں ،۔

اسلام یا ایمان و عقیدہ

دوسری بات یہ کہ جیسے ہی کوئي قلمکار پکا ارادہ کر کے اس مشکل کو اپنی بحث و تحقیق سے اٹھالیتاہے تودوسری مشکل گلے پڑ جاتی ہے کہ اس قسم کے مطالب کی نشر و اشاعت مسلمانوں کی ھم اہنگی کو متاثر کرتی ہے یہ سوال کھڑا ہو جاتا کہ اج جبکہ بہت سے مجاہدین اور مصلحین کی مسلسل مساعی سے خدا وند عالم نے مختلف گروہ میں بٹے ہوئے مسلمانوں کی ارزو ں اور میلا نات کو ایك دوسرے سے قریب کر دیا ہے ،ان میں برادری کے اسباب فراہم کر دئے ہیں کیا ایسی حالت میں مناسب ہے کہ اسقدر طویل زمانے کے بیتے دور کے بارے میں لکھا جائے کہ صرف یہی نہیں کہ باہمی تردید و اعتراض کی ہو ا بن جائے بلکہ سوئے ہوئے جذبات بھڑك اٹھیں اور اپس میں نفرت و عناد پیدا ہو جائے؟

لیکن اسی سوال کے مقابل میں مسئلہ بھی سامنے اجاتا ہے کہ جسے اسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔

اگر خیر اندیش اصلاح پسندوں کی کوشش بیکار کرنے کا نام دیکر ایسی بحث و تحقیق پسندیدہ نہ سمجھی جائے تو اس صورت میں تمام لو گوں پر علمی تحقیقات کے دروازے بند ہو جائیں گے اور یہ دانش و

معرفت پر ایسا ظلم ہو گا جو معاف کرنے کے قابل نہیں ،کیونکہ اس نتیجے مین اسلامی حقائق پر گذرتے عہدوں اور زمانوں پر جمود فکر ی اور تعصب کی جمی دھول سے مختلف فرقوں میں اختلاف و تفرقہ زیادہ پیدا ہو گا ،اور یہ مسلم ہے کہ کوئي بھی اصلاح پسند اورہم اہنگی کار سیا اس کی تائید و تصدیق نہ کرے گا _

اس سبب سے ہم پورے دلی خلوص کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے درمیان سے اصلاح پسند وں کی اواز کا جواب دیتے ہوئے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ تفرقہ و اختلاف جڑ سے ختم کرنے کی توفیق عطا ہو _

ہم دانش و معرفت کے مرتبہ کی نسبت سے احترام خاص کے قائل ہیں اس کا معا ملہ دوسرے معا ملوں سے الگ سمجھتے ہیں _

کیونکہ جن لوگوں نے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کی مسلسل کوشش کی بنیاد رکھی ہے مقدس اسلام کے پر چم تلے یکجہتی کی اواز بلند کر رہے ہیں حالانکہ خود اسلام بین الاقوامی سیاست کا انگیزہ نہیں ہے بلکہ وہ ایمان و عقید ہ سے عبارت ہے بلکہ وہ واقعات کا ایسا تسلسل ہے جو بحث و تحقیق اور بھر پور علمی تنقید سے پیدا ہونے والی چیز ہے ،ان حقائق کو مختلف بہانوں اور عنوانوں سے چھپانے سے ایمان و عقیدہ پر استوار وحدت وجود پزیر نہیں ہو سکتی ،اور اسلام کی صحیح و مستقیم راہ گمراھی و ضلالت کے کنویں سے برا مد نہیں ہو سکتی _

خدا وند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ متوا زن اور سیدھی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق کرامت فرمائے کہ

وہی سب کو سیدھی راہ دکھانے والا ہے _

عمیق اسلامی یکجہتي،

تیسری مشکل دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئي اواز ہے جسکا اصلی محرك ایمان ہے ،اس بات کا ایمان کہ اسلامی معاشرے میں صرف اسلام کی حکومت ہونی چاہئے اور اسی بنیاد پر ھماری یکجہتی واستوار ہونا چاہیے اس بنا پرہم سب لوگوں کی تمام تر کوششیں اس بات کیلئے ہونی چاہئے کہ اسلام زندہ ہو اور اسی ذھن میں رہنا چایئے ،اسی راہ سے اپنے کو مصروف رکھنا چاہیئے ،

اے راہ حق کے مجاہدو خدا اپ حضرات کو توفیق عطا کرے کیا اپ مسلمانوں کو اسلام کی طرف واپسی و خود سپردگی اور اسلامی قوانین کے نفاذ کی دعوت نہیں دے رہے ہیں ؟ کیا اس کی تاریخ کا تجزیہ و تحلیل اور حقیقی احادیث رسول اور حدیث بیان کرنے والوں کے حال و مال کے تجزیے و مطالع کے سوا بھی کوئي راستہ ہے ؟ تاکہ اسی کے واسطے سے اایات قران کی شان نزول معلوم کریں اور اسی روشنی میں احکام اسلام حاصل کر کے اسکی پیروی کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی دعوت دیں اور چونکہ اسلامی احکام پر عمل ناگزیر ہے اس لئے لا محالہ اس کا علم حاصل کرنا ھمارے لئے لازم ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ بغیر علم حاصل کئے عمل انجام پذیر نہیں ہو سکتا_ پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی یك جہتی اور معاشرے کو اسلام کی طرف واپس لانے کیلئے مستقل سعی میں اور تاریخ کی بحث و تحقیق نیز احادیث رسول کی چھان پٹك کے درمیان کوئي تضاد نہیں ہے بلکہ یہ اسلامی یك جہتی کیلئے اسکی حیثیت بنیاد کی ہے ایك دوسرے کی متمم ہے کونکہ مسلمانوںکو اسلام کی طرف واپس لانا اسی وقت

ممکن ہے جب باھم فکری یك جہتی پیدا ہو ایات قرانی اور احادیث رسول و تاریخ اسلام کو اچھی طرح سمجھا جائے ـ

اسی طرح جب تك اسلامی معاشرے میں ایمان واپس نہیں لایا جائیگا اس وقت تك مسلمانوں کے درمیان دوستی و برادری قائم نہیں ہو گی ،کیونکہ اگر اس کے سوا کچھ ہے تو مسلمان کی ھم اہنگی کی بنیاد کا پرچم ہے ؟

اور کون سی چیز ہے جو انہیں ایك دل اور ایك جہت عطا کرے گی ، اس طرح بھائي چارگی اسی و قت قائم ہو سکتی ہے

جبکہ مسلمانوں کو ایك دوسرے کی حقیقت حاصل کرنے اور حقیقت کی پیروی کرنے کیلئے مسلمانوں کو ایك دوسرے کی رائیں سجھنے اور صحیح تنقید عطا کی جائے ،تاکہ خدا کے ارشاد قرانی (میرے بندے وہ ہیں جو میری بات سنتے ہیں اور سب سے بہتر کی پیروی

نهضة ترجمة
Translation Movement

کرتے ہیں(۱)) صادق اسکے یہی ہماری اواز ہے ـ

خداوندعالم کی بارگاہ میں دعاہے کہ ھمیں اور تمام مسلمان بھائیوں کو اسی عظیم ارشاد کی پیروی کی توفیق عنایت کرے ـ

یہاں تك جتنے اعتراضات گنائے گئے یہ مسلمانوں سے مخصوص تھے ـ

بزرگوں کی پرستش

تمام قوموں اور ملتوں کی تاریخ کی طرح ان متذکر ہ باتوں کے انداز پر تاریخ اسلام میں بھی تین بڑی رکاوٹ اور مشکل برابر موجود رہی ،جو اکثر حقائق کے متلاشی اور تاریخ نگارشوں کے سد راہ رہی اور لوگوں کو علم و حقیقت کی پیروی سے روکتی رہي،

انکی اولین اور اہم ترین رکاوٹ پاك بزرگوں کے احترام کی عادت اس حد تك کہ جسے پرستش کہا جاسکتاہے ، کسی بھی بشر کی ابتدائے تاریخ سے عادت رہی کہ اپنے اسلاف کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے ، بت پرستی یہیں سے پیدا ہوئي ہے ، چنانچہ _نسر، یغوث،یعوق، ود، سواع(۱) ماضی میں نیك اور صالح تھے_

ان کے زمانے کے لوگ ان کا احترام کرتے تھے ،مرنے کے بعد ان کا احترام اتنا بڑھا کہ ان کی پوجا کی جانے لگي_

مزہ یہ ہے کہ ہم اپنے صالح اسلاف کو ان کی زندگی کے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ ان پر اس قدر تنقید و تردید کی جاتی ہے کہ ایك دوسرے کو قتل کا فتوی تك دیدیتے ہیں ، ان کو ان کے عزیزوں اور ماننے والوں کا خون بہانا بھی جائز جانتے ہیں ، لیکن ان کے مرنے کے چند سال بعد اج کی نسل میںان کی تعظیم و تکریم اتنی بڑھ گئي ہے کہ اب ان کی رفتار و گفتار پر تنقید و تجزیہ بھی جائز نہیں سمجھتے نہ اجازت دیتے اور اس رہگذر پر دانش و نظر میں اپنے اور دوسروں کو سناٹا کر دیا ہے _

اندھا تعصب

دوسری تعصب کی رکاوٹ ہے یہ ایسی رکاوٹ ہے کہ اس پر برتی ہے اور خود یہ رکاوٹ ایسی ہے کہ ادمی کو جہالت و بے خبری و نادانی کے اندھیرے میں ڈال دیتی

ہے ،یہ ایسی قربانگاہ ہے کہ طول تاریخ بشریت

میں ہر ملك اور ہر عہد میں جہاں دیکھئے بے شمار قربانیاں بکھری پڑی ہیں ـ

١ـسورہ زمر ١٨

رے کا شہر ساتویں صدی ھجری کے اوائل میں تعصب مذہبی کی وجہ سے دو بار ویرانے میں بدلا، (١) پہلے تو حنفیوں اور شافعیوں نے شیعوں کے خلاف ہنگامہ ارائي کی ، ان کا بے رحمانہ قتل عام کیا ، پھر شافعیوں نے حنفیوں پر دھاوا بولا اور انہیں تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا ، نتیجے میں گھر ویران ہوئے ، شہر ویرانے میں بدل گیا ، یہ قربانگاہ بے جا تعصب کے اثر کی معمولی سی جھلکی ہے ، حالا نکہ ایسی ہزاروں قربانیاں تاریخ میں بھری پڑی ہیں جو مذموم تعصب کی وجہ سے واقع ہوئیں ،ان مضحکہ خیز قربانیوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہےـ

عوام فریب لوگ

تیسری رکاوٹ تو سب سے زیادہ نفرت انگیز ہے، وہ راسخ اعمال ہیں جو ارباب اقتدار و طاقت نے مختلف عہد تاریخ میں اس کی نمائشےکی ہے

یہ لوگ تھے جو بندوق کی نوك اور اپنے اثر سے جو چاہتے کر ڈالتے تھے ، جیسا کہ مقتدر شخصیات نے عوام فریبی کا جال بچھاتے ہوئے بحث و تحقیق کی باگ روك لی اور سن٦٥٥ھ میں با قاعدہ طریقے سے اجتہاد کا دروازہ قوم کے فقہاپر بند کر دیا(٢)

نہ معلوم اب جبکہ اٹھ صدی بعد باب اجتہاد کھلنے

کے مقدمات فراہم ہوئے ہیں اس راہ میں کس حد تك انہوں نے ترقی کی ہے ، کیا اب بھی وقت نہیں ایا ہے کہ مسلمانوں کو بحث و تحقیق کی اجازت دی جائے ؟ اب تو پھانسی کی سزا صرف تقلید سلف میں منحصر ہو کر رہ گئي ، کسی دوسرے معاملے میں گردن نہیں ماری جاتي_

١_یہ پانچ بت قریش کے تھے جن کا ذکر قران میں ہے تفسیر در منثور سورئہ نوح ایة ٢٤ اور تمام تفاسیر دیکھی جاسکتی ہے _
٢_یاقوت،لغت (ري) ٤_٥٥ ٣

نہیں____ ایسا ہرگز نہیں ہو گا ، کیونکہ اصلاح پسندوں کی مسلسل کوششوں سے عکس دانش سے چہرئہ حقیقت اسقدر صاف نظر انے لگا ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ، بہت جلد ایسا وقت ارہا ہے کہ اس وقت کے لوگ بحث و تحقیق کی اجازت نہ ہونے سے جو زحمت اٹھانی پڑ رہی ہے اس پر ہنسیں گے ، جس طرح اج ھم تعصب بے جا کے مظاھرے کی وجہ سے شہر رے پر ہنس رہے ہیں _

ان متذکرہ رکاوٹوں کو جانے دیجئے ہم نے اصولی طور سے عادت بنالی ہے کہ جب بھی کسی کی تعریف و ستائشے سنتے ہیں اس کے عیوب سننے کے روا دار نہیں ہوئے نہ تنقید برداشت کرتے ہیں ،اور اگر اس کی عیب گیری پر امادہ ہوتے ہیں تو پھر تعریف نہیں سنتے_

لیکن میں نے ام المومنین عائشه کے بارے میں جو کچھ احادیث و تاریخ سے حاصل کیا ہے ،انھیں پیش کر رہا ہوں چاہے یہ تعارف ان کے حق میں عیب جوئي تعارف کے بطور یا تنقید ہو یا تعریف و ستائشے ہو _

اگر کوئي شخص اس پر مطمئن نہ ہو اور متذکرہ

مشکلات پر قابو نہ پا سکتا ہو ،کیونکہ یہ رکاوٹیں قلمکار اور قاری کے درمیان مشترك ہیں ، تو کتاب کو اس کے حوالے کر دے جو ان رکاوٹوں پر قابو پا سکتا ہو جی ہاں _ جو شخص ام المومنین عائشه کو تاریخ و حدیث کے درمیان سے پہچاننے کا خواہشمند ہے اسے احادیث مین تحقیق کا میدان ممکن بن گیا ہے وہ تحلیل و تجزیہ کر سکتا ہے ، صدر اسلام کی خاتون کے ادوار اس کے سامنے ہیں اور حقیقت کی پیروی کرنا نا شائستہ تر ہے ، اور سیدھی راہ چلنے والوں پر صلوات_

سید مرتضی عسکری ، بغداد، دانشکدئہ اصول الدین

١_بیپرس بند قدادی نے ٦٦٥ھ میں با قاعدہ مصر کے اندر باب اجتہاد بند کیا خطط مقریزی ص١٦١ دیکھی جا سکتی ہے کسقدر ہے کہ خود مصر میں صدیوں بند رکھنے کے بعد خود ہی کھولا ہے_

(فصل اول)

ازواج رسول (ص)

زینب بنت جحش

رسول اکرم (ص) کے ازدواج کے یہاں تك جتنے واقعات بیان کئے گئے ان میں زیادہ تر کی حکمت واضح ہے لیکن زینب سے ازدواج کی حکمت دوسری ہی ہے اس حکمت کو بیان کرنے کے لئے ایك مقدمے کی ضرورت ہے ، وہ یہ کہ جہاں تك میری واقفیت ہے دنیا کے اصلاح پسند اپنے معاشرتی اصلاح کے منصوبے نافذ کرنے کے لئے دوسروں سے پہلے خود ہی اس پر عمل کرتے ہیں _

اپنا اصلاحی اقدام خود اور اپنے خاندان والوں سے شروع کرتے ہیں اس سلسلے میں ہر طرح کی فدا کاری جو مقصد کیلئے ضروری ہے ، اٹھا ئیں رکھتے ، اس کے بعد وہ اپنے قریبی لوگوں ، رشتہ داروں اور بعد میں

دوسرے افراد بشر کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں _

پیغمبر خدا (ص) یکتا مصلح عالم بشریت تھے ، وہ بھی اس قانون سے مستثنی نہیں تھے ، انھوں نے معاشرے کی اصلاح اور جاہلیت کے نا پسند یدہ عادات و رسوم کو ختم کرنے کیلئے ، بحکم خدا پہلے اپنوں ہی سے تبلیغ شروع کی ، اسی بنیاد پر انہوں نے حجۃالوداع کے موقع پر فرمایا تھا ، سب سے پہلا سود جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں ،وہ میرے چچا عباس کا سود ہے _(۱)

ہر خون جو جاہلیت کے زمانے میں بہایا گیا وہ باطل ہے اور سب سے پہلا خون جسے میں باطل کر رہا ہوں وہ ربیعہ کے فرزند کا ہے اور یہ خاندان عبد المطلب کی فرد ہے _(۲)

رسول خدا (ص) کی سیرت میں اس مفہوم کے تاریخی شواہد بہت زیادہ ہیں زینب بنت جحش کے ازدواج کا واقعہ اسی قسم کا ایك نمونہ ہے ، جسے رسول خدا نے جہالت و نادانی کی بنیاد پر استوار اس رسم جاہلیت کو ختم کرنے کیلئے انجام دیا ، اس ازدواج سے رسول خدا کے دو بنیادی مقاصد تھے _

۱_رسول خدا کے چچا عباس زمانہء جاہلیت میں مشہور سود خوار تھے

۲_ خاندان عبد المطلب کی فرد ربیعہ کا شیر خوار فرزند قبیلہ بنی لیث میں تھا جسے قبیلہ ھذیل کے افراد نے غلطی سے قتل کر دیا تھا ، بنی ہاشم اس تاریخ تك جبکہ رسول نے یہ اعلان فرمایا اس شیر خوار کے اس قبیلے کے لوگوں سے قصاص کے خواہاں تھے

۱_ طبقاتی نا برابری ختم کرنا

۲_ منھ بولے بیٹے کے بارے میں احکام توڑنا (۱)

زید بن حارثہ رسول خدا کے منہ بولے بیٹے تھے ، بچپن میں کچھ عربوں کے ہجوم میں پھنس کر اغوا کر لئے گئے ، پھر وہ مکہ میں بیچنے کیلئے لائے گئے جس وقت زید بیچے جا رہے تھے وہاں رسول خدا موجود تھے ، اپ نے انھیں پسند کر کے اپنی زوجہ خدیجہ کے لئے خرید لیا ، زید کو خدیجہ نے رسول خدا ہی کو بخش دیا _

زیدکے ماں باپ اپنے جگر گوشے کے غائب ہونے سے سخت غم و اندوہ میں مبتلا ہوئے ، ان لوگوں کو زید کی کچھ خبر نہیں تھی ، ایك دن اچانك ٹکرائو ہو گیا اور زید کے افراد قبیلہ کی نظر زید پر پڑ گئي ، دونوں نے ایك دوسرے کو پہچان لیا ، زید نے ان لوگوں کے ذریعہ کچھ اشعار لکھ کر اپنے ماں باپ کے پاس یہ پیغام بھیجا _

اپ لوگ میرے بارے میں رنجیدہ نہ ہوں میں عرب کے سب سے شریف قبیلے میں زندگی بسر کر رہا ہوں ، یہاں مجھے تمام قسم کی اسائشے میّسرہے _

زید کے باپ اور چچا کو جب زید کے حال و مقام کی اطلاع ہوئي تو بھاری رقم لیکر مکے کی طرف چلے ، اس امید پر کہ زید کو خرید لیں گے ، جب یہ لوگ رسول خدا کی خدمت میں ائے تو اپنے انے کا مقصد بیان کیا _

انحضرت (ص) نے فرمایا : اگر زید مجھ سے جدا ہونا چاہیں تو مجھے کوئي اعتراض نہیں پھر اپ نے زید کو بلایا ، جب زید ائے تو اپنے باپ اور چچا کو پہچان لیا اور تصدیق کی کہ یہی میرے باپ اور چچا ہیں ، اس وقت رسول خدا نے زید سے ان کے باپ اور چچا کے انے کا مقصد بیان کیا اور فرمایا کہ تم ازاد ہو چاہے میرے ساتھ رہو یا اپنے باپ کے ساتھ جائو ، زید نے جواب دیا میں ہرگز کسی شخص کو بھی اپ کے اوپر ترجیح نہیں دوں

گا _

زید کے باپ نے زید کا جواب سن کر کہا :

بیٹا تم باپ کے سامنے غلامی کو ازادی پر ترجیح دے رہے ہو _

زید نے جواب دیا ، جی ہاں ، اس عظیم شخصیت کے مقابلے میں اور رسول خدا کی طرف اشارہ کیا ، اس وقت رسول خدا نے زید کا ہا تھ تھاما اور حجر اسماعیل کے پاس اکر بلند اواز سے فرمایا :

١_ رسم جاہلیت تھی کہ کوئي شخص اگر کسی کو اپنا بیٹا کہہ دیتا اور وہ لڑکا بھی اس پر راضی ہوتا تو اسے تمام لوگ اسی کا بیٹا کہتے اور صلبی فرزند کے تمام احکام اسکے لئے ثابت رہتے

اے موجود لوگو گواہ رہو ، زید میرا بیٹا ہے ، وہ میرا وارث ہوگا میں اسکا وارث ہوں گا (یا من حضراشہد واان زیدا ابنی یرثنی وارثہ)

یہ دیکھ کر زید کے باپ اور چچا خوشی سے پھولے نہیں سمائے ، اور وہ واپس ہو گئے ، اس تاریخ سے زید جو ازاد کردئہ رسول خدا تھے تمام لوگ انھیں زید بن محمد کہنے لگے _

زینب بنت جحش رسول خدا کی پھوپھی زاد بہن تھی انحضرت ہی انکی کفالت فرماتے تھے ، ان سے شادی کے بہت سے لوگوں نے پیغامات دئے تھے انھوں نے یہ معاملہ رسول خدا کے حوالے کر دیا تھا ، ا نحضرت نے ان سے فرمایا کہ تم زید سے شادی کرو _

زینب نے یہ سنا تو بھڑك اٹھیں ، کہنے لگیں ، میں اپ کی پھوپھی زاد بہن ہوں ، اور اپ مجھے اپنے ازاد کردہ شخص کے حوالے کر رہے ہیں ؟زینب کے بھائي

بہن بھی طبقاتی اختلاف کی وجہ سے اس بات پر راضی نہیں تھے ، اسی وقت خدا کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا _

کسی مومن مرد یا عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب خدا ورسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امرکے بارے میں صاحب اختیار ہو جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئي گمراہی میں مبتلا ہو گا

اس ایت نے تینوں کے بارے میں اعلان کر دیا کہ وہ خاموشی سے رسول کے فیصلے کو مان لیں ، زینب نے زید سے اپنی شادی کی امادگی ظاہر کر دی ، رسول خدا نے اپنے اسی مقصد کے ماتحت جسمیں طبقاتی نا برابری اور اشراف گیری کا زعم ختم کرنا تھا زینب کی زید سے شادی کر دی

زید کے گھر زینب چلی گئیں ، وہیں ایك دوسری عورت ام ایمن جو ازاد کردۂ رسول خدا تھیں اور ان کے فرزند کے ساتھ رہنے لگیں ، مانی بات ہے کہ یہ طرز زندگی زینب کو رنجیدہ کرنے والی تھی ، اسی وجہ سے زید کے ساتھ بد سلوکی ہونے لگی _

بات یہاں تك بڑھی کہ زید نے رسول خدا سے شکایت کی اور اجازت مانگی کہ زینب کو طلاق دیدیں ، لیکن رسول خدا نے فرمایا :

امسك علیك زوجك و اتق اللہ ، خدا سے ڈرو ، اور اپنی زوجہ کو طلاق مت دو ، لیکن زینب کی بد سلوکی نے زید کو اسقدر پریشان کیا کہ انکے اصرار کی وجہ سے رسول خدا بھی زینب کو طلاق دینے پر رضا مند ہو گئے اور زید نے

زینب کو طلاق دیدی _

جب زینب کے عدہء طلاق کی مدت ختم ہوئي تو رسول خدا کو حکم خدا وندی ہوا کہ ایك دوسری رسم جاہلیت ختم کرنے کیلئے ، زینب سے شادی کر لیں تاکہ لوگ عملی حیثیت سے دیکھ لیں کہ منھ بولے بیٹے کیلئے و صلبی فرزند کے احکا م ثابت نہیں ہیں ،اگر کسی کا منھ بولا بیٹا طلاق دیدے تو وہ اس سے شادی کر لے ، اس معاملے کو نافذ کرنا رسول خدا کیلئے بڑا مشکل تھا ، وہ لوگوں کی یاوہ گوئیوں کو دیکھ رہے تھے ، یہاں تك یہ ایت نازل ہوئي جس سے انحضرت کی روحانی حالت اور شدید بے چینی ظاہر ہوتی ہے _

تم لوگوں سے ڈرتے ہو ؟حالا نکہ خدا اسکا زیادہ سزاوار ہے کہ اس سے ڈراجائے ؟جب زید نے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کر دیا تاکہ مومنین کے لئے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئي ہرج نہ رہے (١)

اس واضح ایت کے بعد رسول خدا نے زینب سے شادی کر لي

ان تمام باتوں سے معلوم ہو گیا کہ رسول خدا کی زیادہ تر شادیوں کی حکمت و مصلحت یہ تھی کہ معاشرے میں احکام الہی کا نفاذ ہو اور جاہلیت کے زمانے سے چلی رہی ناپسندیدہ رسموں کو ختم کیا جائے اسمیں اپ کی خواہش نفس اور جنسی شہوت ذرا بھی دخل نہ تھا _

وہ خواتین جنھوں نے بے مہر اپنے کو رسول (ص) خدا کیلئے پیش کیا

کچھ دوسری عورتیں بھی تھیں جنھوں نے بغیر مہر

اپنے کو رسول خدا کی خدمت میں پیش کیا ، اس پیشکش کو قران نے لفظ (وھبت)سے تعبیر کیا ہے اسکی غرض یہ تھی کچھ عورتوں نے خود ہی اپنے کو بغیر مہر کے پیش کیا تھا کہ اپ انھیں اپنے حبالہء عقد میں لے لیں ، سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ان چند عورتوں کا نام ملتا ہے ، ان میں ایك خولہ بنت حکیم بھی تھیں _

١_ حیلہ ابو نعیم جلد ٥٣/٢ حالات زینب و تفسیر ایہ کیلئے مجمع البیان ملاحظہ ہو

خولہ بنت حکیم ہلالیہ

خولہ ان خواتین میں تھیں جنھوں نے اپنے کو پیغمبر کے لئے ہبہ کیا ، رسول خدا نے جواب میں ٹال مٹول دکھائي ، وہ پیغمبر کے گھر میں خدمت کرتی تھیں ، یہاں تك اپ نے ان کا نکاح عثمان بن مظنون سے کر دیا وہ عثمان کی وفات تك انھیں کے گھر رہیں (١)_

دوسری خواتین

سہل ساعدی کی روایت ہے کہ ایك عورت خدمت رسول میں ائي اور اپنے کو اپ کے حوالے کرتے ہوئے پیش کیا ، رسول نے جواب میں سکوت فرمایا ، وہاں ایك مسلمان موجود تھا ، اس نے عرض کی ، یا رسول اللہ ، اگر اپ کو اس عورت کی حاجت نہیں ہے تو اسکی شادی میرے ساتھ کر دیجئے ، انحضرت نے فرمایا اس عورت کو کیا مہر دو گے ؟

اس نے عرض کی ، یہی لباس جو میرے بدن پر ہے

انحضرت نے فرمایا : اگر یہ لباس جو پہنے ہوئے ہو اسے دیدوگے تو تم خود برہنہ ہو جائو گے ، کوئي

دوسری چیز دواس نے عرض کی ،اسکے سوا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں

انحضرت(ص) نے فرمایا :چاہے ایك لوہے کی انگوٹھی ہی ہو

اس نے عرض کی ، میرے پاس وہ بھی نہیں

انحضرت نے فرمایا : کیا تمھیں کچھ قران کے سورے یاد ہیں _

اس نے کہا : جی ہاں ،مجھے فلاں فلاں سورے یاد ہیں اس نے کئي سوروں کا نام لیا _

انحضرت (ص) نے فرمایا: میں اس عورت کی شادی تم سے انھیں قرانی سوروں کے بدلے کرتا ہوں جو تمھیں یاد ہیں _

سیرت کی کتابوں میں دوسری چند خواتین کے نام بھی ملتے ہیں جنھوں نے اپنے کو رسول کیلئے ہبہ کیا ان میں ام شریك اور ام لیلی کا نام ہے یہ خواتین خدمت رسول میں جسطرح پہونچیں ان کی دل خراش داستان کتابوں میں ملتی ہے لیکن رسول خدا نے ان میں کسی سے بھی شادی نہیں کی _

رسول کے لئے حکم خصوصي

گذشتہ صفحات میں ان با ایمان خواتین کے کچھ حالات بیان کئے گئے جو اس وقت مدینے میں تھیں ، ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کسطرح اسلام کی بلند مصلحتوں کے پیش نظر رسول خدا نے مختلف سرکش قبایل سے اپنائیت اور ازدواج کا سلوك اپنایا ، اسی کے ساتھ یہ

بھی قابل توجہ ہے کہ ہر مسلمان کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے ،لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ رسول خدا(ص) اس حکم سے مستثنی ہیں ، یہ استثناء سورہء احزاب کی ایت ۵۰_۵۲میں اسطرح ہے _

اے پیغمبر ہم نے اپ کے لئے اپ کی بیویوں کو جن کا مہر دیدیا ہے اور کنیزوں کو جنھیں خدا نے جنگ کے بغیر عطا کر دیا ہے اور اپ کے چچا کی بیٹیوں کو اور اپ کی پھوپھی کی بیٹیوں کو اور اپ کے ماموں کی بیٹیوں کو اور اپ کے خالہ کی بیٹیوں کو جنھوں نے اپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور اس مومنہ کو جو اپنا نفس نبی کو بخش دے ،اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو حلال کر دیا ہے ، یہ صرف اپ کے لئے ہے باقی دوسرے مومنین کے لئے نہیں ہے ، ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے ان لوگوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں کیا فریضہ قرار دیا ہے تاکہ اپ کے لئے کوئي زحمت اور مشقت نہ ہو _

ان میں سے جسکو اپ چاہیں کر لیں اور جس کو چاہیں اپنی پناہ میں رکھیں اور جن کو الگ کر دیا ہے ان میں سے بھی کسی کو چاہیں تو کوئي ہرج نہیں ہے ، یہ سب اسلئے ہے تاکہ ان کی انکھیں ٹھنڈی رہیں اور یہ رنجیدہ نہ ہوں ، اور جو کچھ اپ نے دیدیا ہے اس سے خوش رہیں اور اللہ تمھارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے ، اور وہ ہر شئے کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے ، اس کے بعد اپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان بیویوں کو بدل لیں چاہے دوسری عورتوں کا حسن کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے ، علاوہ ان عورتوں کے جو اپ کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں اور خدا ہر شئے کی نگرانی کرنے والا ہے_

خود یہی حکم خدا تھا جسکی ایات میں وضاحت کی گئي ، اور نتیجے میں رسول خدا (ص) کے لئے

راہیں کھول دی گئیں کہ وہ خود ہی جس بات کی صلاح دیکھیں اقدام فرمائیں،پیغمبر(ص) نے بھی جیسی مصلحت دیکھی ، اقدام فرمایا یہاں تك اپ کی وفات کے وقت اپ کی ازدواج کی تعداد نو تك پہنچ گئي ، لیکن یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ رسول خدا کے لئے نو عورتوں کی اجازت ہے اور دوسرے تمام مسلمانوں کو چار کی اجازت ہے _

گذشتہ ایات میں پیغمبر کی حدود ازادی بیان کی گئي اسمیں حسن و زیبائي کو الگ کر کے خواتین معین کرنے کا حکم دیا گیا ، یہ مصلحت اندیشی کے سوا کوئي دوسرا پہلو نہیں ہے ، شاید اسی دلیل سے موجو د خواتین کو چھوڑ کر دوسری اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی گئي ، جبکہ مرد مسلمان کیلئے یہ بات جائز ہے کہ چار عورتوں کو چھوڑ کر دوسری چار عورتوں سے عقد کرنے کیلئے طلاق کی اجازت ہے _

رسول خدا (ص) نے اپنے اس اختیار سے انسانی ضرورتوں کے انتظام کے لئے اسلام کے بلند مصالح اور معنوی سیاسی ہدایت کے لئے عزت دار عورتوں سے استفادہ فرمایا ، لیکن جب فتح مکہ کے بعد اسائشے فراہم ہو گئي تو اسکے بعد رسول خدانے کسی بھی خاتون سے ازدواج نہیں فرمایا ، کیونکہ اس حکم خاص سے استفادہے کی کوئي ضرورت باقی نہیں تھی _

نتیجہ تحقیق

رسول اکرم (ص) کے حالات ازدواج سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ انحضرت نے اپنی پچاس سال کی عمر تك جو انسان کی طبیعی توانائي کا حد کمال ہے صرف

ايك خاتون سے شادی کی جو اپ سے پندرہ سال بڑی تھیں اور انھوں نے پینسٹھ سال کی عمر ُپائي تھی ، اپ اسی طرح مکہ میں رہے یہاں تك کہ مدینے میں ہجرت فرمائي اور بے سہارا مسلمان معاشرے کے انتظامی امور کی سنگین ذمہ داری اپڑی _

جس زمانے میں اوارہ وطن مومنوں کا گروہ اپ کی خدمت میں اتا تھا کبھی انکی تعداد اسّی ہوتی جو مسجد کے صفّہ پر رہتے تھے ، بعض ان میں شرمگاہ چھپانے بھر کے لباس سے بھی ٹھیك سے نہیں رکھتے تھے ، اسی زمانے میں ایسی بے سہارا عورتیں بھی ہو گئیں جنکے شوہر جنگوں میں مارے گئے ، وہ اپنے باپ کے گھروں میں بھی واپس نہیں جا سکتی تھیں ، کیونکہ وہ ان کو خدا و رسول کا دشمن اور نجس سمجھتی تھیں ، خود وہاں ایسے حادثے معاشرے میں گذر رہے تھے کہ اساس حیثیت سے عورتوں کا وجود بھاری بوجھ سمجھا جاتا تھا کیونکہ باپ اپنی بچیوں کو فاقے کے ڈر سے زندہ دفن کر دیتے تھے ، رسول خدا سے جنگ کے زمانے میں بھی اپ کو شکست دینے کیلئے انکی بیٹیوں کو طلاق کی پیشکش کرتے تھے ، اخر کار نوبت یہاں تك پہونچی تھی کہ اگر بیوہ عورتوں کے باپ ہوتے تو اپنے ساتھیوں سے اصرار کرتے تھے کہ شادی کر لیں جیسے عمر کی بیٹی حفصہ کے ساتھ ایسا ہی ہوا _

کیا اس صورتحال میں حفصہ سے رسول خدا کی شادی ایك بیوہ کی نفسیاتی شکست اور عثمان و ابوبکر سے ازردگی ختم کرنے کیلئے نہیں تھی ؟

اسی زمانے میں دوسری خواتین جیسے ام سلمہ

جو بڑی عمر کی اور صاحب اولاد تھیں اور ان کے شوھر جنگ احد میں مارے گئے تھے ،شہر غربت میںکیا کر سکتی تھیں کیا ان کے لئے ایسا ممکن تھا کہ اسی خانوادے میں واپس جائیں جنکے تشدد سے تنگ اکر انھوں نے حبشہ کی طرف فرار کیا تھا _

یا وہ دوسری خاتون زینب بنت خزیمہ جنکی رسول خدا سے پہلے دو مرد وں سے شادیاں ہوئي تھیں اور دوسرے شوہر جنگ احد میں شھید ہوئے تھے ، وہ اپنی زندگی کے دن کیسے کاٹ سکتی تھیں ؟

اسی طرح ابو سفیان کی بیٹی ام حبیبہ جو اپنے خاندان کی سختیوں سے تنگ اکر اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ بھاگ گئي تھیں ، وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا انکی بیچارگی کا درمان سوائے اس کے اور کیا تھا کہ رسول کے زیر سایہ اجائیں ام حبیبہ اسی ابو سفیان کی بیٹی ہیں جس نے اسلام کا نام و نشان مٹانے اور رسول خدا کو ذلیل کرنے کیلئے کوئي پاپ نہیں چھوڑا _

رسول خدا (ص) کے خلاف جو بھی سرکشی کا پرچم بلند ہوا اسکا بانی مبانی ابو سفیان ، اپ نے اسی ابو سفیان کی ابرو کا اسطرح تحفظ فرمایا کہ جسکا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا ، ہاں ، اگر قریش نے ابو سفیان کی سر کشی میں یہ کوشش کی تھی کہ اپ کی بیٹیوں کو طلاق دلا کر انکے گھر واپس کردیا جائے اج وہی پیغمبر ہیں ، اسی ابو سفیان کی بیٹی کو حبشہ سے نکاح نامے کے ساتھ اپنی زوجہ بنا لیا ، انھیں اعزاز و اکرام کے ساتھ مدینہ بلوایا ، یعنی انھیں عرب کے شریف ترین شخص کی خاتون بنا لیا ، رسول خدا خانوادہ ء عبد المطلب سے جو تھے یہی وہ بات تھی کہ ابو سفیان جھومنے لگا ، اور ایسا جملہ زبان سے نکالا جو ہمیشہ کیلئے ضرب المثل بن گیا ذالك

الفحل لا یقدع انفہ _

یہ وہ مرد ہے کہ اسکی ناک نہیں رگڑی جا سکتی اسکے دماغ پر ہتھوڑا نہیں لگایا جا سکتا ، ایسی کردار کی عظمت کا رد عمل تمام بنی امیہ کے افراد خاندان میں کیا تھی جو کچھ گذشتہ صفحات میں نقل کیا گیا اسکی مثال میرے علم میں تو نہیں ہے لیکن اس واقع کی نظیر جو مجھے معلوم ہے قبیلہ بنی المصطلق کے سردار کی بیٹی کی شادی کا واقعہ ، تفصیلی انداز میں نظر اتا ہے

قبیلہ بنی المصطلق خزائمہ کی ایك شاخ تھا ، اور مدینے سے پانچ منزل پر رہتا تھا ، اسکا سردار حارث رسول خدا (ص) سے جنگ کرنے کیلئے قبائل عرب کو ملا کر ایك بڑا لشکر تیار کر چکا تھا کہ ناگہان رسول خدا نے اچانك ان پر حملہ کر دیا ،

اس وقت دوسرے قبائل جو اسکی کمك میں ائے تھے سبھی بھاگ گئے ، رسول خدا نے ان سے اسلام قبول کرنے کو کہا ، انھوں نے قبول نہیں کیا ، جنگ بھڑك اٹھی ، حارث کے قبیلے نے شکست کھا کر ہتھیار ڈال دئے ، قیدیوں میں خود حارث کی بیٹی بھی تھی ، جس انصاری نے اسے اسیر کیا تھا رسول خدا نے اسکو خرید کر ازاد کر دیا ، پھر اس سے خود ہی عقد کر لیا ، اور اپنی ازواج میں شامل کر لیا ، حالانکہ اگر چاہتے تو بطور کنیز اس سے ہم بستر ہوتے ، مسلمانوں نے اس ازدواج کے احترام میں اپنے تمام قیدیوں کو ازاد کر دیا ، اس اعلی ظرفی کی خبر حارث کو ملی تو مدینے ایا اور اسلام قبول کر لیا اسکے بعد تمام قبیلے والے مسلمان ہو گئے ، صلح حدیبیہ کے زمانے میں اسکا قبیلہ اور

خزائمہ کا قبیلہ جس طرح قریش ہم پیمان ہوئے تھے یہ بھی ہم پیمان ہوئے _

یہیں سے جنگ زدہ عرب کے قبائل کی حکمت پر نظر جاتی ہے ، وہ لوگ جب چاہتے تھے کہ صلح و اشتی قائم ہو تو ظالم قبیلہ مظلوم قبیلے کو اپنی بیٹی دیدیتا تھا ، اور اس طرح شادی بیاہ کے ذریعے سیاسی رابطہ بر قرار ہو جاتا تھا ، واضح بات ہے کہ رسول خدا کی تمام شادیاں اس قاعدے سے مستثنی نہیں تھیں ، مثلاً صفیہ سے اپکا نکاح جو خیبر کے یہودی سردار کی بیٹی تھیں یا ریحانہ جو بنی نظیر کے یہودیوں میں سے تھیں اور اسکا شوہر بنو قریظہ کا یہودی تھا _

اس طرح کی شادیوں سے رسول خدا کا مقصد واضح ہوتا ہے کہ اپ سرکش قبائل سے رشتہ قائم کرنا چاہتے تھے ، اس حکمت کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اپ نے کوئي ايك رشتہ بھی انصار سے قائم نہیں کیا ، کیونکہ انصار کی بیوہ عورتیں خود اپنے گھر اور ٹھکانے میں تھیں ، اپنے خاندان میں تھیں ، ان کو کسی سرپرستی یا معاشی تعاون کی ضرورت نہیں تھی ، بلکہ انصار ہی نے مکہ کے مہاجروں کی مالی مدد کی ، انھیں گھر ، لباس اور کھانا دیا ، ان تمام شادیوں سے رسول خدا کی حکمت عملی روشن ہے صرف دو مواقع ہیں جنکے تجزیے کی ضرورت ہے ، پہلی تو عائشه سے اپ کی شادی ، کیونکہ رسول خدا نے ان سے نو سال پورے ہوتے ہی ازدواج فرمایا ،اور خود ہی یہ رواج موجودہ عادات کے مخالف ہے ،اور جو لوگ شہری زندگی بسر کرتے ہیں ان کے خصوصیات سے میل نہیں کھاتا _

اس اعتراض کے جواب میں اول تو ہم یہ کہیں گے کہ اس عہد کے زمانی و مکانی حالت کو اج کے زمانی و مکانی حالت پر قیاس کرنا غلط ہے ، ہم یہ بھی کہیں

گے کہ خود رسول ہی نے ایسی کم عمر میں شادی نہیں کی ، بلکہ اپ نے بھی اپنی پیاری بیٹی کا عقد نو سال ہی کی عمر میں کیا ،اور یہ بات اسلامی قانونی لحاظ سے صحیح ہے دوسرے یہ کہ انسان کی فطرت ہے کہ گرم شہروں میں جلد بالغ ہو جاتا ہے اور جلد ہی ٹوٹ پھوٹ بھی جاتا ہے ، یہ چیز اج ہندوستان میں دیکھی

جا سکتی ہے ، وہاں کی اکثر لڑکیاں جلد بالغ اور بچے والی ہو جاتی ہیں اور جلد ہی بوڑھی بھی ہوجاتی ہیں ، اسی کے مقابل تبتی کہساروں معاملہ اس کے الٹا ہے ، جیسا کہ کہا جاتا ہے وہاں مردوں کا سن کبھی کبھی دو سو سال تك پہونچ جاتا ہے اور سو سال میں وہ جوان نظر اتا ہے ۔

دوسرا واقعہ زینب بنت جحش کے نکاح کا ہے ، جو رسول کے منھ بولے بیٹے اسامہ کی مطلقہ تھیں ، اس ازدواج کی حکمت میں نے وہیں بیان کی ہے ۔

ان تمام تجزیوں سے رسول خدا کی متعدد ازواج کی حکمت واضح ہے پھر ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اخر کیا بات ہوتی کہ رسول خدا کے خلاف بد گمانی اور غلط فہمی تعدد ازواج کے بارے میں پیدا ہو گئي ، اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جس وقت ہم نے حدیث و سیرت کے تجزیے کئے تو ہم نے دیکھا کہ تمام غلط فہمیاں صرف اور صرف ان حدیثوں سے رسول خدا کے عورت باز ہونے کی نشان دہی ہوتی ہے ، اور خود یہی اہم ترین مسئلہ اس کتاب کے لکھنے کا سبب بنا ہے ۔

ایندہ فصلوں میں ہم بعض روایات پر بحث کریں گے _

عائشہ رسول(ص) کے گھر میں

رشك، و غیرت

ہم نے بتایا کہ عائشہ نفسیاتی اعتبار سے بلند پرواز جاہ طلب ، تند خو اور شوھر کے لئے دل میں رشك برتنے والی تھیں ، وہ شوہر کے دل میں دوسرے کو جاگزیں نہیں دیکھ سکتی تھیں _

ان کے شدید غیرت و حسد کا نمونہ اس وقت نظر اتا ہے جب رسول خدا نے وقتی مصلحت کے تحت دوسری شادی کی _

عائشہ کا حسد اس وقت سامنے اتا ہے جب ام سلمہ زینب اور دوسری خواتین رسول کے گھر میں ائیں ، اس دور میں ان لوگوں کا نام درمیان میں اتا ہے اور بے جھجھك اپنے اندرونی احساسات کو بغیر کسی پردہ پوشی کے ظاہر کیا ہے ، اور اپنی شدید غیرت کو لچر اور بے بنیاد خیالات میں بیان کیا ہے _ خاص کر ان راتوں میں جب رسول خد(ص) ا عبادت کے لئے گھر سے نکلتے ہیں ، رسول خدا اندھیری راتوں میں جس وقت کے تمام دینا سکون و اطمیان سے سو رہی ہوتی

اپنے خدا سے راز و نیاز میں مصروف ہو جاتے ، کچھ رات گذرتی تو خداسے خلوت و عبادت کرتے ، اس قسم کی عبادت کا اقدام اسطرح ہوتا کہ رسول خدا کی ہر رات کسی زوجہ کیلئے مخصوص ہوتی ، یہی وجہ تھی کہ کچھ رات گذرنے کے بعد گھر سے باہر نکلتے جیسے مسجد میں یا بقیع کے قبرستان میں جاتے ، اور وہیں

عبادت كرتے ، اسی طرح ایك رات جبكہ عائشہ كی باری تھی ، رسول خدا كو انھیں كے گھر رہنا تھا ، جس وقت رسول (ص) خدا نے كچھ رات گذرنے كے بعد عبادت كے لئے گھر سے قدم نكالا عائشہ كی نسوانی رشك و غیرت بھڑك اٹھی ، انھوں نے رسول خدا كا تعاقب كیا ، ان كے پیچھے پیچھے چلیں تاكہ یہ دیكھیں كہ رسول خدا كہاں جا رہے ہیں اور كیا كر رہے ہیں ؟

عائشہ نے خود ہی مختلف مواقع اور مختلف راتوں میں اس تعاقب كے نمونے بیان كئے ہیں ، ائیےم انھیں كی زبانی سنیں _

راتوں كا تعاقب

عائشہ كہتی ہیں ، ایك رات میں نے محسوس كیا كہ رسول (ص) خدا اپنے بستر پر نہیں ہیں ، میرے غم و غصے سے بھرے و سوسے اور خیالات نے اس گمان پر مجبوركیا كہ یقینی طور سے كسی دوسری عورت كے یہاں گئے ہیں ، یہ سوچكر میں اپنی جگہ سے اٹھی اور انھیں تلاش كرنے لگی كہ ناگاہ انھیں مسجد میں پایا ، وہ مسجد میں پڑے فرما رہے تھے _

ربّ اغفرلی (خدا یا مجھے بخش دے)(۱)_

ایك اور جگہ فرماتی ہیں :

میں نے ایك رات دیكھا كہ پیغمبر اپنے بستر پر نہیں ہیں میں نے دل میں سوچا كہ یقینا كسی دوسری زوجہ كے یہاں گئے ہیں ، كان كھڑے كر كے ادھر ادھر تلاش كرنے لگی ناگہاں دیكھا كہ بارگاہ خدا وندی میں ركوع كر رہے ہیں (۲)

ان كا یہ بھی بیان ہے كہ میں نے ایك رات اپ كو اپنے بستر پر نہیں پایا ، انھیں ڈھونڈھنے كیلئے اپنی جگہ

سے اٹھی اور

١_ مسند احمد ج٦ /ص ١٤٧
٢_ مسند احمد ج٦ص ١٥١

تاریك رات میں ہر طرف بے اختیار ہاتھ چلانے لگی اچانك میرا ہاتھ ان کے تلوے پر پڑ گیا ، وہ مسجد کے اندر بارگاہ خدا وندی میں سجدہ کی حالت میں فرما رہے تھے (١)_

اسی طرح وہ فرماتی ہیں :

ایك رات میری باری تھی کہ رسول خدا میرے گھر رات بسر کریں ، اپ نے عباء دوش سے اتار کر ایك طرف ڈالا ، جوتے ڈھونڈ ھکر بستر کے نزدیك پیروں کے پاس ڈالا اسوقت اپنے چادر منہ پر ڈالی اور لیٹ گئے ، دیر تك ایسے ہی رہے اس حد تك کہ اندازہ کر لیا کہ میں سو گئي ہوں پھر اپ اپنی جگہ سے اٹھے دھیرے سے اپنی عبا اٹھائي اسطرح جوتے پہنے کہ اواز نہ ہو ، پھر اپ نے کواڑکھولی اور گھر سے اسطرح نکلے کہ پیروں کی چاپ بھی نہ سنائي دے ، میں بغیر کچھ سونچے اپنی جگہ سے اٹھی ، اپنے کپڑے پہنے ، اوڑھنی سر پر ڈالی اس پر عبا کھینچ کر تیزی کے ساتھ گھر سے نکلی اور ان کا پیچھا کرنے لگی ،میں نے انھیں بقیع کے قبرستان میں پایا ، رسول خدا وہاں بیٹھے اور کافی دیر ٹھرے رہے پھر میں نے دیکھا کہ تین بار ہاتھوں کو اسمان کی طرف بلند کیا ،پھر واپس ہوئے میں بھی واپس ہوئي ،وہ تیز بڑھنے لگے ،میں بھی تیز چلنے لگی ،وہ اور تیزی سے قدم بڑھائے میں نے بھی ایسا ہی کیا ، وہ دوڑنے لگے تو میں بھی دوڑی ، اخر کار ان سے پہلے گھر میں اگئي اور بس اتنی دیر کہ اپنے کپڑے اتار لے اور لیٹ گئي ،

اتنے میں رسول خدا اگئے ، اس وقت میری سانس پھول رہی تھی رسول خدا نے فرمایا ، اس طرح تیز سانسیں کیوں لے رہی ہو؟

کچھ نہیں ، اے خدا کے رسول

تم خود کہو گی یا میرا واقفکار خدا اس راز سے اگاہ کرے گا ؟

میرے ماں باپ فدا ہوں ، بات اصل میں ایسی اور ایسی تھي

اچھا تو وہ سیاہی جو میرے اگے اگے تھی وہ تم تھیں ؟

جی ہاں _اسوقت رسول خدا نے ہتھیلی سے میری پشت پر اسقدر زور سے مارا کہ درد ہونے لگا _

تو نے ایسا گمان کیا تھا کہ خدا و رسول تیرے اوپر ظلم کریں گے ؟(٢)

یہ بھی بیان ہے :

١_ مسند احمد ج٦ ص٥٨ و ج٦ ص٢٠١
٢_ مسند احمد ج٦ ص٢٢١

٥٠

ایك رات رسول خدا میرے پاس سے نکل کھڑے ہوئے میری غیرت اور حسد خویش میں ایا ، غصے میں بھر گئي ، جب انحضڑت واپس ائے اور میرا حال دیکھا تو وجہ پوچھی ، اور فرمایا عائشه تجھے کیا ہوگیا ہے پھر بھی تو حسد اور غصہ کرتی ہے _

اخر میرے جیسی اپ جیسے کی حسد کیوں نہ کرے _

تو پھر اپنے شيطان كے جال ميں پھنس گئي ہے(١)

یہ بھی بیان ہے :

جب كچھ رات گذر گئي ، رسول خدا اٹھے اور گھر سے نكل گئے ميں نے گمان كيا كہ كسی زوجہ كے گھر گئے ہوں گے _

پھر ميں اٹھی اور دھيرے دھيرے ان كا پيچھا كرنے لگی ، يہاں تك كہ اپ بقيع كے قبرستان ميں گئے ، وہاں اپ بيٹھ گئے ، اور ان مومنوں سے جو ابدی نيند سوئے ہوئے تھے خطاب فرمايا :

اے گروہ مومنين تم پرصلوات

اچانك اپ مڑے تو مجھے اپنا پيچھا كرتے پايا تو فرمايا :

وائے ہو اس پر ، اگر قابو چلے تو كيا كيا كر گذرے (٢)

عائشه اور ديگر ازواج رسول (ص)

مد بھيڑ _سوتاپا

ام المومنين عائشه سے رنگ و صورت سے رشك و حسد اور نسوانی غيرت ، اور بد خلقی ظاہر ہوئي ہے ، جس كے نمونے دوسری ازواج رسول كے لئے اپے سے باہر ہونے ، برتن توڑنے اور كھانوں كو پھينكنے ، چال ڈھال كے ڈھنگ اور مد بھيڑوں ميں نظر اتے ہيں ، ميں نے ان دونوں باتوں كی الگ الگ طريقے سے بحث و تحقيق كی ہے ، پہلے عائشه كے رد عمل كو پيش كرونگا كہ دوسری خواتين نے رسول خدا كے لئے كھانا تيار كر كے خدمت ميں حاضر كيا تو عائشه كا رد عمل كيا ہوا ، اسكے بعد دوسری ازواج رسول سے انكی مد بھيڑوں كو مورد بحث و تحقيق قرار دوں گا _

١_مسند احمد ج٦ ص ١١٥
٢_ مسند احمد ,ج٦صفحات ٨٦ و ١١١, بروايت قاسم مسند طيالمى حديث ١٤٢٩

بد حواسياں

فلما رايت الجاريہ اخذتنى رعدة حتى استقلنى افكل ، فضربت القصعة فرميت بها

ميں نے جيسے ہى كھانے لئے ہوئي كنيز كو ديكھا تو ميں تھر تھر كانپنے لگى ، پھر تو ميں نے بد حواسى ميں كھانے كا برتن تھاما اور دور پھينك ديا _

اتفاق ايسا ہوا كہ انحضرت(ص) عائشہ كے گھر ميں تھے ، ايك دوسرى زوجہ نے اپ كے لئے كھانا تيار كر كے بھيجا اس وقت ام المومنين قابو سے باہر ہو گئيں اور شديد رد عمل ميں ايسا غصہ دكھايا كہ اسكے نمونے يہاں پيش كئے جاتے ہيں

عائشہ اور ام سلمہ كى غذا

ايك دن رسول خدا (ص) عائشہ كے گھر ميں تھے ام سلمہ نے رسول خدا (ص) كے لئے كھانا تيار كر كے ايك برتن ميں ركھ كر بھيجا ، عائشہ كو پہلے يہ ام سلمہ كى ہى يہ خوش خدمتى معلوم ہو گئي تھى وہ خود كو عبا ميں لپيٹے ہوئي تھيں ، ہاتھ ميں پتھر تھا ،اسى پتھر سے كھانے كے برتن كو ايسا مارا كہ برتن ٹوٹ گيا ،رسول خدا (ص) نے عائشہ كى يہ حركت ديكھى تو اس برتن كے بدلے دوسرا برتن ام سلمہ كے لئے بھيج ديا(١)

عائشہ اور حفصہ كا كھانا

خود ہى عائشہ كا بيان ہے:

میں نے رسول(ص) خدا کے لئے کھانا تیار کیا تھا ، اتنے میں مجھے خبر ملی کہ حفصہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے ، میں نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ تیار رہو اگر دیکھنا کہ حفصہ مجھ سے پہلے کھانا لے ائي ہے تو اس سے چھین کر دور پھینك دینا ، کنیز حکم بجا لائي اور ایسا ہی کیا ، نتیجے میں حفصہ کے کھانے کا برتن ٹوٹ گیا اور جو کچھ برتن میں تھا چرمی دستر خوان پر بکھر گیا ،رسول (ص)

١ _ صحیح مسلم باب الغیرة

خدا نے بذات خود گرے ہوئے کھانے کو جمع کر کے مجھ سے فرمایا :

اپنا برتن لائو اور حفصہ کے ٹوٹے برتن کے بدلے اسے بھیج دو (١)

عائشه اور صفیہ کا کھانا

صفیہ کا تعارف گذشتہ صفحات میں کیا گیا ، اب ذرا ام المومنین عائشه کے بارے میں بھی سنئے ، خود عائشه کی زبانی کھانے کا برتن دور پھینکنا اور صفیہ کا برتن ٹوٹنا ملاحظہ فرمایئے عائشه کہتی ہیں :

ایك دن رسول(ص) خدا میرے گھر میں تھے ، صفیہ نے کھانا پکا کر انحضرت کی خدمت میں بھیجا ، جب میں نے کھانا لئے ہوئے کنیز کو دیکھا تو میرے جسم مین لرزہ پڑ گیا یہاں تك کہ میں نے بد حواسی میں کھانے کا برتن چھین کر دور پھینك دیا ، میں نے رسول(ص) خدا کی انکھیں غصے سے لال دیکھیں ان کے تمام وجود سے غم و غصہ جھلك رہا تھا ، میں نے

فوڑاً کہا :

رسول خدا کے غصے سے حضرت کی پناہ چاہتی ہوں ، مجھے امید ہے کہ نفرین نہ فرمائیں گے ، تو بہ کرو _

اب میں اس عمل کی تلافی کیسے کروں ؟

ویسا ہی کھانا بھیجو اور ویسا ہی برتن فراہم کر کے بدلے میں بھیجو (۲)_

مد بھیڑیں

تغار علی قلب زوجھا ، فلا ترید ان تشارکھا فیہ انثی غیرھا

عائشه اپنے شوہر پر بہت حاسد تھیں یہ حداست تھا کہ اپنے سوا دوسری عورت کے لئے شوہر کے دل میں ذرا گنجائشے نہیں دیکھ سکتی تھیں اب موقع ہے کہ دیگر ازواج رسول سے ام المومنین عائشه کی تند مد بھیڑوں اور گرما گرم اقدامات کا مطالبہ کیا جائے_

۱_ مسند احمد ج٦ /۱۱۱،و کنزالعمال ج٤ ,ص٤٤
۲_ مسند احمد ج ٦ ص ۲۷۷ ،۱٤٤_ نسائي ج۲ ص ۱۵۹، سیرة حلبیہ ۲۸۳، ۲۸٤

عائشه و صفیہ

عائشه اور صفیہ ایك گھر یلو مد بھیڑ میں ایك دوسرے کے ساتھ بد کلامی کرنے لگیں طعنہ زنی کے ساتھ مار پیٹ کرنے لگیں _

جب رسول خدا کو ان دونوں کے جھگڑے اور دعوے کی خبر ہوئي تو صفیہ سے فرمایا جو عائشه کی ملامت اور ڈینگو ں سے سخت رنجیدہ تھیں

تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرے باپ ہارون تھے اور چچا حضرت موسی تھے ؟(۱)

خود عائشہ کا بیان ہے :

میں نے رسول خدا سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ صفیہ ایسی اور ویسی ہے ، میں نے اسکی بڑی مذمت کی رسول خدا نے میرا جواب دیا :

صفیہ کے بارے میں تم نے ایسی باتیں کہی ہیں کہ اس سے سمندر بھی گندہ ہو جائے (۲)

صفیہ کا بیان ہے :

میں رسول خدا کی خدمت میں روتی ہوئي پہونچی ،مجھے روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا :

جس کی بیٹی کیو ں رورہی ہو؟

میں نے سنا ہے کہ عائشہ و صفیہ بیٹھ کر میری برائیاں کرتی ہیں (۳)

سودہ کے ساتھ

ام المومنین عائشہ کا سودہ کے ساتھ دعوی اور تھپڑ بازی کا قصہ یوںپیش ایا کہ ایك دن عائشہ نے سودہ کوشعر گنگنا تے ہوئے سن لیا ،عدی و تیم تبتغی من تحالف_

عدی اور تیم (دونوں کے نام ہیں) اس بات کے در پے ہیں کہ ایك دوسرے کے ساتھ تعاون کے ہم پیمان ہوں _

سودہ سے یہ شعر سن کر ام المومنین لال بھبھوکا سرخ انگارہ ہوگئیں _

۱_ طبقات ابن سعد ج۸
۲_ ترمذی بحوالہ زر کشی اجابہ ص۷۳
۳_ مستدرك الصحیحین ج٤ ، ص۲۹

عمر کی بیٹی حفصہ سے کہا :

سودہ اپنے شعر سے میری اور تمھاری مذمت کر رہی ہے (۱)میں اس بد تمیزی کی سزا دونگی جب تم دیکھنا کہ میں سودہ کا گلا دبا دیا ہے تو میری مدد کو اجانا _

پھر وہ اٹھیں اور سودہ کے پاس پہونچی ان کا گریبان پکڑ لیا ، اور ان کے اوپر گھونسے اور لاتیںبرسانے لگیں ، حفصہ بھی ام المومنین کی پشتیبانی میں کھڑی تھیں ، ام سلمہ نے یہ منظر دیکھا تو سودہ کی مدد کرنے پہونچ گئیں _

اب تو چار عورتیں غصے اور کینہ توزی کا مظاہرہ کر رہی تھیں ، نتیجے میں گھوسے بازی سے اواز تیز ہوتی گئي ، لوگوں نے رسول خدا کو خبر دی کہ اپ کے ازواج جان لینے دینے پر امادہ ہیں ، انحضرت تشریف لائے اور ان سے خطاب فرمایا :

تم سب پر افسوس ہے اخر تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ؟

عائشہ نے جواب دیا :

خدا کے رسول اپ نے سنا نہیں کہ سودہ یہ شعر پڑھ رہی ہے عدی و تیم تبتغی من تحالف _

وائے ہو تم پر ، اس شعر مین تمھارے قبیلہ تیم کی طرف نہیں ہے نہ حفصہ کے قبیلہ عدی کی طرف اشارہ ہے ، بلکہ یہ تو بنی تیم کے دو قبیلوں کی طرف اشارہ ہے _

بے مہر یہ عورتوں کے ساتھ

عائشہ کا بیان ہے:

ایسی عورتوں پر جو بغیر مہر لئے اپنے کو رسول خدا کیلئے پیش کرتیں اور اپ کی زوجہ بننے کی خواہشمند ہوتیں ، میرا خون

۱_ جیسا کہ بیان کیا گیا عائشےہ قبیلۂ تیم سے تھیں اور حفصہ قبیلۂ عدی سے یہ دونوں تیم و عدی قبیلے الگ الگ قریش کے قبیلے تھے

جوش مارنے لگتا ، مارے غصے کے میں ان سے کہتی ، کیا ازاد اور اہمیت والی عورت بھی خود کو دوسروں کے لئے بخشتی ہے ؟

خاص طور سے ایسے وقت جبکہ یہ ایت نازل ہوئي ،اپنی ازواج میں سے جسے چاہو الگ کردو اور جسے چاہو اپنے لئے رکھو ، تمھارے اوپر کوئي گناہ نہیں (سورہ احزاب ایت ۵۰_ ۵۱)

میں نے رسول خدا کی طرف رخ کر کے کہا ، میں دیکھ رہی ہوں کہ خدا بھی اپ کی خواہش کے مطابق ایت اتار دیتا ہے (۱)

ابن سعد نے اپنی طبقات میں تفصیلی طور سے خواتین کے بارے میں جنھوں نے بغیر مہر لئے اپنے کو رسول کے لئے پیش کیا ، اور انحضرت(ص) کی زوجہ بننے کی خواہش کی ان کے بارے میں قلم فرسائي کی ہے ، خاص طور سے اس خاتون کے لئے جن کے بارے میں ابھی اشارہ کیا گیا ، اسکا نام شریك اورغزیہ بتایا ہے (۲)اسی بات کو ابن حجر نے بھی کتاب اصابہ میں تفصیل سے لکھا ہے (۳)

لیکن بطور کلی علماء نے ان متذکرہ خاتون کے بارے میں جسکی طرف قران نے اشارہ کیا ہے ، اختلاف کیا ہے ، اور یہ اختلاف اس صورت سے ہے کہ جس خاتون یا جن خواتین نے اپنے کو بے مہر لئے خدمت رسالت میں پیش کیا اور ام المومنین عائشه کے غم و غصے کا شکار ہوئیں وہ ايك ہيں يا كئي عورتيں ہيں ، اگر چہ ايت صرف ايك عورت كے بارے ميں نازل ہوئي ہے ، افسوسناك بات تو يہ ہے كہ اس خاتون كے نام كى اج تك نشاندہى نہيں ہو سكى _

لیکن اس دلیل سے کہ عائشه نے جن خواتین کیلئے غم و غصہ ظاہر کیا اسے جمع کے لفظ سے بیان کیا ہے (كنت انحا ء على اللائي و هبن)

(میں ان عورتوں پر جو بے مہر لئے)اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ كئي خواتین تھیں امام احمد نے اپنی مسند میں اس بات کو جمع کی ضمیر کے ساتھ ام المومنین کی طرف نسبت دی ہے _

وہ (عائشه)ان عورتوں کو ملامت کرنے لگیںجنہوںنے اپنے کو بغیر مہر لئے رسول کی خدمت میں پیش کیا (٤)

مسلم نے اپنی صحیح میں هشام کی روایت نقل کی ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں تھیں جنھوں نے بغیر مہر لئے رسول

١_ صحیح بخاری تفسیر سورہ احزاب میں ج٣ ص١١٨_ صحیح مسلم ج٤ ص ٢٧٤
٢_ طبقات بن سعدج ٨ص ١٥٤_١٥٦
٣_ اصابہ ابن حجر ج٤ ص ٣٦١و ١٧٤
٤_ مسند احمد ج٤ ص ١٣٤ _ صحیح بخاری ج٤ ص ١٦٢ - ابن هشام ج٤ ص ٣٢٥ _

سے ازدواج کی خواہش ظاہر کی ، اور اپنے کو رسول کے لئے بخشا ، عائشه اس بات پر بہت غصہ ہوئیں اور کہاکیا یہ عورت کیلئے شرمناك نہیں ہے کہ خود کو کسی مرد کیلئے بخشے اور بغیر مہر کے ازدواج کی خواہش کرے (۱)

ملیکہ کے ساتھ

رسول خدا نے فتح مکہ کے بعد ملیکہ بنت کعب سے عقد فرمایا ، ملیکہ کے باپ کعب فتح مکہ کے موقع پر خالد کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے ۔

کہتے ہیں کہ ملیکہ انتہائي حسین و خوبصورت عورت تھی ، گویا اس وصال سے عائشه کا نفرت و عناد بر انگیختہ ہونا بنیادی بات ہو سکتی ہے کیونکہ عائشه اپنی خاص موقع شناسی اور نسوانی تندی احساس لئے ہوئے ملیکہ سے ملیں اور کہا ، تمھیں شرم نہیں اتی کہ اپنے باپ کے قاتل کو شوہر بنا لیا ہے ؟

ملیکہ اسانی سے عائشه کی اس سرزنش کا شکار ہوگئیں اور ایسا دھوکہ کھایا کہ رسول خدا سے الگ ہو گئیں ، رسول خدا نے بھی انھیں طلاق دیدی اس کے رشتہ دار رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ :

اے خدا کے رسول وہ ابھی نوجوان ہے ، وہ دھوکہ کھا گئي ہے ، اس سے جو رد عمل ظاہر ہوا ہے اس کی اپنی رائے سے نہیں ہوا ہے اسے معاف کر دیجئے اور واپس بلا لیجئے ، لیکن رسول خدا نے اسے قبو ل نہ فرمایا (۲)

اسماء کے ساتھ

اسماء بنت لقمان قبیلہ کندہ کی خاتون تھیں ، وہ

خاص طور سے عائشه کے رشك و حسد کا شکار ہوئیں ، رسول خدا نے اسماء سے عقد فرمایا عائشه تو اس قسم کی باتوں میں سخت حساس ہو ہی جاتی تھیں اسکی مسافر ت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے قبضے میں کر لیا اور طعنہ دیا کہ ،

(اب دوسری بار اوارہ وطن ہے اور انھیں بھی ہم سے چھین کر اپنے لئے خاص ، ہم سے لے لی)

١_ صحیح مسلم ج٣ ص ١٦٣
٢_ طبقات ابن سعد ج٨ ص ١٤٨_ تاریخ ذھبی ج١ ص ٣٣٥ _ تاریخ ابن کثیرہ ج٥ ص ١٩٩ _ اصابہ ج٤ ص ٣٩٢

قبیلہ کندہ کا ایك وفد جسمیں اسماء کا باپ لقمان بھی تھا ، رسول خدا کی خدمت میں ایا رسول خدا نے ان سے اسماء کی خواستگاری کی جب رسول کی ازواج نے اسماء کو دیکھا تو رشك کرنے لگیں اور رسول کی نظر سے گرانے کے لئے مکاری سے بولیں ،اگر خوش قسمت بننا چاہتی ہو تو جسوقت رسول خدا تمھارے پاس ائیں ان سے کہو ،تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں اسماء اسانی سے دھوکہ کھا گئي ، جیسے ہی رسول خدا نے کمرے میں قدم رکھا اور اس کی طرف بڑھے ، اسماء نے کہا :

تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں

جو بھی خدا کی پناہ طلب کرے ، وہ اسکی امان میں ہے ، اب تم اپنے گھر واپس جائو ، اپ غصے میں بھرے کمرے سے باہر نکل ائے اسماء کا واقعہ حمزہ بن ابواسید ساعدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اسطرح نقل کرتے ہیں ، رسول خدا نے قبیلہ جون و کندہ کی اسماء بنت نعمان سے عقد کیا ، مجھے بھیجا کہ

اسے جاکر لے ائوں وہ ائي تو عائشه و حفصہ نے سازش کی کہ اسے ايك خضاب کرے اور دوسری سر میں کنگھی کرے اسی درمیان دونوں میں سے کسی نے ايك نے اسماء سے کہا :

رسول خدا(ص) اس عورت سے خوش ہوتے ہیں جو کہتی ہے کہ میں خدا کی پناہ طلب کرتی ہوں ، تم بھی اگر انکی پیاری بننا چاہتی ہو تو ایسا ہی کہو ،رسول خدا اسماء کے پاس ائے تو جیسا اسے پڑھایا گیا تھا اس نے رسول خدا سے کہا ، اپ سے خدا کی پناہ طلب کرتی ہوں ،یہ سنتے ہی رسول خدا نے استین سے اپنا منھ چھپا کر تین بار فرمایا:

تو نے سب سے بڑی پناہ پکڑی ، پھر اپ کمرے سے باہر اگئے اور مجھ سے فرمایا :

ابو اسید اسکو اسکے خاندان میں واپس پہونچا دو اور دو روٹی بھر کے تھیلے بطور تحفہ دیدینا اسماء اس اچانك واقعے سے سناٹے میں تھی ، جو فریب دیا گیا تھا ،اسکی وجہ سے بہت رنجیدہ تھی عمر بھر اس واقع کو یاد کرتی رہی ، وہ کہتی تھی اب مجھے اسماء نہ کہا کرو بلکہ بد بخت کہا کرو اور اسطرح پکا را کرو ادعونی الشقية (میرے لئے بد بخت کو بلا دو)(١)

اس واقع سے معلوم ہوتا ہے کہ جن خواتین نےام المومنین کے سکھانے پڑھانے سے خدا کی پناہ طلب کی وہ ايك سے زیادہ تھیں _

١_ ذیل المذیل طبری ج١٢ ص٧٩ و مستدرك حاکم ج٧ ص٣٤ _ استیعاب ج٢ ص ٧٠٣ _ اصابہ ج٣ ص ٥٣٠ ٩٥ میں ہے کہ اسماء تمام عمر خون تھوکتی رہی اسے دق ہو گئي تھی اور وہ مر گئي _

ماریہ کے ساتھ

اسکندریہ کے حکمراں مقوقس ۷ھ اپنے بوڑھے بھائي مابور کے ساتھ ماریہ اور اسکی بہن شیریں کو رسول(ص) خدا کے ایلچی حاطب (۱)بن بلتعہ کے ساتھ انحضرت(ص) کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ، انھیں کے ساتھ ہزار مثقال سونا ، بیس ریشمی کپڑے ، مشہور خچر دلدل اور عفیر نام کا گدھا روانہ کیا ، حاطب نے راستے میں ماریہ اور شیریں کو اسلام قبول کرنے کیلئے کہا ان دونوں نے خوشی سے اسلام قبول کر لیا ، لیکن مابور مدینہ پہونچنے تك اپنے دین پر باقی تھا ـ

رسول خدا (ص) نے ماریہ کو اپنے لئے مخصوص فرمالیا اور انھیں محلہ عالیہ(۲) کے ایك گھر جو اج مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے رکھا ازاد عورتوں کی طرح انھیں حجاب میں رکھا اور ان سے ازدواج فرمایا ،ماریہ کو حمل ٹھرا اور اسی گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس وقت ابراہیم پیدا ہوئے انحضرت (ص) کی کنیز سلمی (۳) نے دایہ کے فرائض انجام دئے ، سلمی کے شوہر ابو رافع نے جب انحضرت(ص) کو فرزند ابراہیم کے ولادت کی خوشخبری سنائي تو اپ نے خوشی میں انھیں انعام دیا ـ

ابراہیم کی ولادت ۸ھ میں ہوئي ، انصار کو اس سے بڑی خوشی ہوئي تھی انھوں نے ماریہ کی ضرورت پوری کرنے میں ایك دوسرے سے باری لے جانے کی کوشش کی اور بوجھ بٹانے کی ہر ممکن سعی کی ، کیونکہ وہ ماریہ سے رسول(ص) خدا کا والہانہ تعلق دیکھ رہے تھے ـ

اس لئے دوسری ازواج کو جب ولادت ابراہیم کی خبر معلوم ہوئي تو ماریہ سے ان کا رشك و حسد بڑھ گیا ، وہ جل بھن گئیں ، انھوں نے اعتراض و شکایت کی

زبانیں بھی کھول دیں ، لیکن اس طعن و میں کوئي بھی عائشه سے اگے نہ بڑھ سکا _(٤)

١_ حاطب کا نام عمر بن عمیر اور کنیت ابو عبد اللہ تھی _ قبیلہ لخم کے تھے رسول نے انہیں ٦ھ میں مقوقس کے پاس بھیجا _ مقوقس نے ماریہ اور شیریں و دیگر ہدایا کے ساتھ روانہ کیا _ حاطب کی ٣١ھ میں مدینہ میں وفات ہوئي _ عثمان نے انکی نماز جنازہ پڑھائي _ اسد الغابہ _ اصابہ اور استیعاب دیکھئے

٢_ مدینے کے بالائي حصہ کو عالیہ کہتے _ وہاں قبیلہ بنی نظیر رہتا تھا

٣_ زوجہء رسول صفیہ کی کنیز سلمی تھیں_ وہ جنگ خیبر میں موجود تھیں حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کی دایہ کے فرائض بھی انجام دئے تھے _ انہوں نے غسل فاطمہ میں بھی شرکت کی تھی

٤_ طبقات بن سعد ج١ ص ١٣٤

خود عائشه کا بیان :

مجھے ماریہ سے زیادہ کسی عورت پر رشك و حسد نہیں ہوا ، ماریہ بہت حسین تھی ، اسکے بال گھونگھریالے تھے ، جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا ، اس پر مزید یہ کہ رسول خدا اس سے بہت محبت کرتے تھے _

رسول خدا (ص) نے شروع میں ماریہ کو حارثہ (١)بن نعمان کے گھر میں رکھا اور جب میں نے رسول(ص) خدا کی اس سے والہانہ محبت دیکھی تو ماریہ کی مخالفت میں جٹ گئي ، اس قدر ستایا کہ ماریہ نے مجھ سے تنگ اکر رسول سے شکایت کی ، رسول (ص) خدا نے بھی اسے عالیہ کے مکان میں منتقل کر دیا اور وہیں اسکے پاس جاتے ،یہ تو میرے اوپر اور بھی گراں گذرا خاص طور سے میری اتش رنج اور جلن اتنی بڑھی کہ خدا نے اسے لڑکا بھی دیدیا ، حالانکہ خدا نے مجھے اولاد سے محروم رکھا وہ یہ بھی کہتی ہیں _

جب ابراہیم پیدا ہوئے ایك دن رسول خدا بچے کو میرے پاس لائے اور فرمایا :

_ذرا ديكھوتو مجھ سے كس قدر شباھت ركھتا ہے

_ نہيں ، ہرگز ايسا نہيں ، ميں تو كوئي شباہت نہيں ديكھتي

_ كيا تم اسے ميرى طرح گورا نہيں ديكھ رہى ہو ،بالكل ميرے بدن كى طرح ہے_

_ ارے جسے بھى بكرى كا دودھ پلايا جائے گا سفيد اور موٹا ہوہى جائےگا_

عائشه اور حفصہ كى انہيں حركتوں اور سخت جلن كى وجہ سے خدا نے ماريہ كى برائت ميں سورہ تحريم نازل فرمائي موثق روايات كى بناء پر رسول خدا نے حفصہ كے گھر ميں ماريہ سے ہمبسترى فرمائي _ جب حفصہ كو اس كى خبر ہوئي تو بھڑك اٹھيں _لگيں انحضرت سے چلّا چلا كر گلا شكايتيں كرنے ، اس قدر اسمان سر پر اٹھا يا كہ رسول خدا (ص) نے حفصہ كى دلجوئي اور خوشنودى كے لئے ماريہ كو اپنے اوپر حرام كر ليا ، ليكن اسى كے ساتھ حفصہ سے كہا كہ يہ بات كسى سے نہ كہنا ، اور اس راز كو كسى دوسرے سے بيان نہ كرنا حفصہ نے رسول خدا (ص) كى تمام تاكيدوں كو قطعى نظر انداز كر ديا ، اس راز كو عائشه

١_ حارثہ قبيلہ بنى نجار سے تھے _ جنگ بدر اور بعد كى دوسرى جنگوں ميں شريك رہے حارثہ كى خلافت معاويہ كى زمانے ميں وفات ہوئي _ اسد الغابہ ج١ ص ٣٥٨ _ اصابہ ج١ ص ١٥٣٢

سے بيان كر ڈالا ، وہ بھى ايك تحريك ميں معاون ہو گئيں پھر تو دونوں كى عيارياں اور كج رفتارياں بڑھتى گئيں ، اخر كار ان دونوں كى سرزنش ميں سورہ تحريم نازل ہوئي اور خدا نے اس راز سے پردہ اٹھا يا _(١)

سورہ تحریم

خدا کے نام سے جو بخشنے والا اور مہربان ہے

اے پیغمبر(ص) تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جسے خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہے ، تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو ؟اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے ـ

اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے ، اللہ تمہارا مولا ہے اور وہی دانا اور حکیم ہے ـ

اور جس وقت پیغمبر نے اپنی ایك بیوی (حفصہ) سے راز کی ایك بات کہی تھی ، پھر جب اس بیوی نے اس راز کو (عائشه)پر راز ظاہر کر دیا ، خدا نے اس افشائے راز کو پیغمبر سے باخبر کر دیا (پیغمبر(ص) نے بھی) اس پر کسی حد تك جو عائشه اور حفصہ کے درمیان گذری تھی تذکرے کے انداز میں حفصہ سے بیان کیا اور بعض سے در گزر کیا ، پھر جب پیغمبر نے اس افشائے راز کی بات بتائي تو حفصہ نے پوچھا اپ کو اس کی کس نے خبر دی ؟ پیغمبر نے حفصہ کے جواب میں فرمایا ، مجھے اس نے خبر دی ہے جو سب کچھ جانتا ہے اور اچھی طرح با خبر ہے

اگر تم دونوں (عائشه و حفصہ)خدا کی طرف واپس اتی ہو اور توبہ کرتی ہو تو تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں ، اور اگر پیغمبر (ص) کے مقابلے میں تم نے باہم جتھہ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولی ہے اور اس کے بعد جبرئیل اور مومنوں میں مرد صالح ہے ، اور سب ملائکہ اسکے ساتھی اور مددگار ہیں ،بعید نہیں کہ اگر پیغمبر تم سب بیویوں کو طلاق دیدے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں ، سچی مسلمان ، با

ایمان ، اطاعت گذار ، توبہ والی ، عبادت گذار اور روزہ دار ہوں خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ _

١_ طبقات بن سعد ج٨ ص ١٣٤

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچائو اپنے اپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس اگ سے جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے ، جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے ، جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انھیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں _

اے کافرو اج معذرتیں پیش نہ کرو تمھیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسے تم عمل کر رہے تھے _

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ، اللہ سے توبہ کرو ، خالص توبہ ، امید ہے کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہر یں بہہ رہی ہوں گی ، یہ وہ دن ہوگا جب اللہ اپنے پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے اگے اگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا ، اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ، ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے اور ہم سے درگزر فرما ، تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے _

اے رسول ، کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش ائو ، ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے _

اللہ کافروں کے معاملے میں نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے وہ ہمارے دو صالح بندوں کی

زوجیت میں تھیں ، مگر انھوں نے اپنے شوھروں سے خیانت کی اور اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی نہ کام اسکے ، دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جائو اگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جائو اور اہل ایمان کے مقابلے میں اللہ فرعون کے بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جبکہ اس نے دعا کی ،اے میرے رب ، میرے لئے اپنے یہاں جنت میں ایك گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے اور ظالم قوم سے مجھے نجات دے اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونك دی اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی _

سورہ تحریم ام المومنین عائشه بنت ابو بکر اور حفصہ بنت عمر بن خطا ب کے بارے میں نازل ہوئي ہے ، اس سلسلے میں سیکڑوں حدیثیں ابن عباس کے طریق سے اور خود عمر بن خطاب کے طریق سے وار د ہوئي ہیں جن سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے_ (۱)

اور میں انشاء اللہ بعد کے صفحات میں جہاں ام المومنین عائشه کی احادیث پر بحث کروں گا ، وہیں تفصیلی تبصرہ کروں گا _

۱_صحیح بخاری مطبوعہ مصر سال ۳۶_۳۷ جلد ۳/ ص۱۳۷ ،تفسیر سورہء تحریم ، کتاب فضائل القران جلد ۳ / ص۱۳۸ ، اور باب موعظہ الرجل جلد ۳/ ص ۱٤۷ ،کتاب المظالم جلد ٤/ ص٤۷ ، صحیح مسلم الرضاع جلد ۱/ ۵۰۹ صحیح ترمذی ج۲ / ٤۰۹ ، مطبوعہ ہندوستان ، صحیح نسائي ج۱/ ص ۳۰۲ ، اسکے علاوہ تفسیر طبری اور در منثور بھی دیکھی جا سکتی ہے

عائشه اور خدیجہ کی یادیں

عائشه کا بیان ہے :

ازواج رسول(ص) خدا میں خدیجہ سے زیادہ مجھے کسی پر بھی رشك و حسد نہیں ہوا ، وجہ یہ تھی کہ رسول(ص) خدا انھیں بہت یا د کرتے تھے ہر وقت تعریف کرتے رہتے ، خصوصیت یہ تھی کہ خدا وند عالم نے اپنے پیغمبر کو وحی کے ذریعے خبر دی تھی کہ خدیجہ کے لئے جنت میں ایك پر شکوہ اور سجا سجایا محل عطا فرمایا ہے _(۱)

یہ بھی بیان ہے کہ_ حالانکہ میں نے خدیجہ کو نہیں دیکھا تھا ، پھر خدیجہ سے زیادہ کسی پر بھی رشك و حسد نہیں ہوا ، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا کہ رسول خدا (ص) خدیجہ کی اچھائیوں کو یاد کرتے ، انکی تعریف و ستائشے کرتے ، اکثر اپ ایك گوسفند ان کے نام سے قربانی کرتے ،اسکی بوٹیاں کرکے تقسیم فرما دیتے (۲)

یہ بھی حکایت کرتی ہیں کہ :

ایك دن خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول خدا سے ملاقات کی اجازت مانگی ، رسول (ص) خدا نے جیسے ہی ہالہ کی اواز سنی ، خدیجہ کی یاد اگئي اپ کی حالت شدت سے متغیر ہوگئي اور بے اختیار فرمایا :

ہائے میرے خدا ، ہالہ

یہ سنکر میری تو خدیجہ سے جلن بھڑك اٹھی تھی ، فوراً کہا اپ اس بے دانت کی بڑھیا کو کتنا یاد کرتے رہتے ہیں ؟

زمانہ ہوا کہ وہ مر گئي اور خدا نے اس سے بہتر اپ کو عطا فرما دیا (۳)

ایك دوسری روایت میں یہی بات یوں بیان کی ہے _

میرے اس اعتراض پر رسول (ص) خدا کو میں نے دیکھا کہ چہرہ بھڑك اٹھا ، چہرے کی حالت متغیر ہو کر

ویسی ہو گئي

______

١_ بخاری ج٢ ص٢٧٧
٢_ بخاری ج٢ ص٢١٠
٣_ حضرت خدیجہ کے حالات زندگی ، فداکاریاں ، امتیازی اور اہم ترین اخلاقی خصوصیات پر مستقل کتاب کی ضرورت ہے _ اپ کے حالات طبقات بن سعد ، استیعاب ، اسد الغابہ اور اصابہ کے علاوہ وہ بہت سی کتابیں دیکھنے کی ضرورت ہے _

جیسی وحی نازل ہوتے وقت ہوتی ، جب اپ اسمانی حکم کے منتظر ہوتے کہ پیغام رحمت نازل ہوتا ہے یا عذاب (١)

ايك دوسری روایت میں ہے _

عائشه کہتی ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا ، نہیں ... ہرگز خدا وند عالم نے مجھے اسکے بدلے اس سے اچھی عورت نہیں دی ، کیونکہ جسوقت تمام لوگ میرا انکار کررہے تھے ، وہ مجھ پر ایمان لائیں ، لوگ جب مجھے جھوٹا سمجھ رہے تھے ، خدیجہ نے میری تصدیق کی ، جب لوگوں نے مجھے مالی پریشانیوں میں ڈالا تو انھوں نے اپنی بے حساب دولت میں مجھے شريك کیا ، خدا نے دوسری عورتوں سے مجھے اولاد نہیں دی ،خدیجہ سے مجھے اولاد عطا فرمائي(٢)

رسول (ص) خدا ہمیشہ اپنی اس پہلی رفیقہ حیات کی اچھائیوں کو یاد کرتے ، انکی یادوں اور یاد گاروں کی تجدید فرماتے ، ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوك فرماتے ، انھیں دوسروں پر مقدم کرتے انکی یادیں تمام زندگی پر محیط رہیں ، یہی وجہ تھی کہ ام المومنین کا سینہ ان کی نفرت و حسد و جلن سے بھر گیا تھا ، اسی وجہ سے جب بھی خدیجہ کا نام اتا ، اپ انھیں یاد کرتے تو یہ اعتراض کی زبان کھول دیتیں سب سے بد تر یہ کہ وہ خدیجہ کی تعریف سنکر اندوہ سے

پاگل ہو جاتیں اپنے کو سرزنش و مذمت کا سزاوار پاتیں ، انھیں باتو ں کی وجہ سے خدیجہ کی بیٹی حضرت فاطمہ اور ان کے بچوں سے روابط خراب تھے ، کیونکہ رسول خدا ان سے والہانہ پیار کرتے _

اسی دشمنی اور اندرونی نفرت کے اثرات کا اندازہ مسند احمد بن حنبل کی روایت سے ہوتا ہے جسے نعمان بن بشیر نے بیان کیا ہے _

ایك دن ابو بکر نے رسول خدا (ص) سے ملاقات کی اجازت چاہی اسی وقت انھوں نے کمرے سے عائشه کی اواز سنی جو چلا رہی تھیں _

خدا کی قسم ، میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اپ علی کو میرے باپ سے زیادہ چاہتے ہیں

حضرت علی (ع) نے اپنے بارے میں نفرت و عناد کا ایك گوشہ ایك تقریر میں بیان فرمایا ، لیکن وہ ...عائشه ، اس نے عورتوں کے مزاج کے مطابق عقل کو طاق پر رکھ دیا ہے ، کینہ و عناد کے شرارت اپنے دل میں اسطرح بھڑکا لئے ہیں جیسے لوہاروں کی بھٹی دھونکی جاتی ہے ، اگر اس سے کہا جائے کہ جو سلوك ،میرے ساتھ کرتی ہے دوسرے کے ساتھ بھی کرے تو ہرگز پسند نہ کر یگی نہ مانے گی اخر امیر المومنین نے بات اس پر ختم کی _

اسکے باوجود اسکے سابقہ احترامات محفوظ ہیں ، اسکے کرتوتوں کا بدلہ خدا دیگا ، وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے _

١_ مسند احمد ج٦ ص ١٥٠، ١٥٤
٢_ مسند احمد ج٦ ص١١٧ ،وسنن ترمذی ص٢٤٧

ابن ابی الحدید کی عبارت

و کانت تکثر الشکوی من عائشه ، و یغشا ھا نساء المدینہ فینقلن الیھا کلمات عن عائشه_

فاطمہ کا دل عائشه کے طعنوں سے بھر ابوا تھا کیونکہ مدینے کی عورتیں اپ کے پاس اتیں اور طعنوں بھری باتیں عائشه کی پہونچاتی رہتی تھیں ابن ابی الحدید :

حضرت علی بن ابی طالب(ع) کے بیان کینہ ء عائشه کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی الحدید معتزلی کے بیان و شرح کو بھی بیان کیا جائے کیونکہ یہ بیان غور طلب ہے ، وہ لکھتے ہیں :

میں جس وقت علم کلام کی تحصیل میں مشغول تھا ، میں نے امام کے اس خطبے کو اپنے استاد شیخ ابو یعقوب یوسف بن اسماعیل لمعانی کے سامنے پڑھا ، اور ان سے خواہش ظاہر کی کہ اس کے راز سے مطلع فرمائیے ، شیخ نے میری خواہش قبول کی ، انھوں نے جو اس خطبے کی تشریح فرمائي اسکو بطور خلاصہ یہاں نقل کر رہا ہوں ، کیو نکہ انکی پوری بات اس وقت میرے حافظے میں نہیں ، پوری تفصیل کو اختصار کے ساتھ پیش کر رہا ہوں _

شیخ ابو یعقوب نے اس طرح کہا :

فاطمہ کی سوتیلی ماں

پہلی بار عائشه و فاطمہ کے درمیان کینہ و دشمنی اسطرح شروع ہوئي کہ رسول خدا نے خدیجہ کے انتقال کے بعد عائشه سے عقد فرمایا ، خدیجہ کی جگہ عائشه کو ملی حالانکہ فاطمہ حضرت خدیجہ کی بیٹی تھیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس بیٹی کی ماں مر جائے

اور اسکا باپ دوسری شادی کرلے تو اس بیٹی سے باپ کی دوسری زوجہ سے تعلقات ٹھیك نہیں رہتے ، اور یہ بات فطری اور مسلم ہے ، کیونکہ ہر عورت اپنے شوہر کی پہلی زوجہ کی اولاد سے دشمنی کا برتائو کرتی ہے ، خاص طور سے ایسی حالت میں کہ جب شوہر کی پہلی زوجہ سے شدید وابستگی کا مظاہرہ ہو

اسی طرح اگر بیٹی باپ کو دوسری عورت کی طرف توجہ کرے اسکی سوتیلی ماں ہو تو غمگین اور نگراں رہتی ہے ، باوجود یکہ خدیجہ دنیا سے گذر چکی تھیں لیکن بہر حال عائشه حضرت فاطمہ کی سوتیلی ماں تھیں ، اگر خدیجہ زندہ ہوتیں اور

عائشه کے قدم پیغمبر کے گھر میں ائے ہوتے تو دشمنی اور لڑائي سخت اور شدید ہوتی ، لیکن جبکہ ماں کا انتقال ہو چکا تھا تو یہ دشمنی وراثت میں فاطمہ کو ملی تھی ـ

دوسری طرف دیکھئے کہ کہا جاتا ہے کہ رسول(ص) خدا عائشه سے بہت محبت فرماتے تھے(۱) انکی بہت مراعات فرماتے ، یہ بنیادی چیز کہ رسول جس قدر عائشه سے زیادہ محبت فرماتے اسی قدر حضرت فاطمہ کا رنج و اندوہ بڑھتا جاتا ، احساسات مجروح ہوتے رہتےـ

فاطمہ(ع) پیغمبر (ص) کی پیاري

رسول(ص) خدا اپنی بیٹی فاطمہ کو لوگوں کی توقع سے زیادہ پیار کرتے اور تعظیم فرماتے ، اور عام ادمی جسقدر اپنی بیٹی سے اظہار محبت کرتا ہے اسی سے کہیں زیادہ محبت فرماتے ، یہ پدرانہ شفقت و

محبت حد سے زیادہ اور کہیں زیادہ نظر اتی ہے _

پیغمبر(ص) خدا چاہے وہ عام نشست ہو یا خاص ، مختلف موقعوں پر بارہا فرما چکے تھے ، فاطمہ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے ، وہ مریم بنت عمران کی مانند ہے (۲)

جب فاطمہ عرصہ محشر سے گذرینگی تو عرش کی جانب سے منادی پکارے گا اپنی انکھیں بند کر لو کہ فاطمہ تمھارے درمیان سے گذرنے والی ہیں (۳)

اس قسم کی تمام احادیث میں ذرا بھی شك و شبہ نہیں کیا جا سکتا فاطمہ اور علی سے شادی بھی خدا وند عالم نے مقرب فرشتوں کو گواہ بنا کر اسمان پر فرمائي تھی (٤)

رسول(ص) خدا نے اکثر فرمایا کہ جو چیز فاطمہ کو رنج پہونچاتی ہے وہ مجھے رنج پہونچاتی ہے ، جو کچھ اسے غضبناك کرتی ہے مجھے غضبناك کرتی ہے (۵)

۱_ عائشےہ سے رسول خدا (ص) کی محبت کے سارے افسانے تنہا عائشےہ سے مروی ہیں اور میں انشاء ا اگلے صفحات میں ان پر تبصرہ کروں گا _

۲_ کنزل العمال ج٦ ص۲۱۹ حدیث شمارہ ۳۸۵۳_۳۸۵٤_۳۸۵۵

۳_مستدرك ج۳ ص۱۵۳_۱۵٦

٤_ مستدرك ج۳ ص۱۵۸ _۱۵۹ وکنز ج٦ص۲۱۸حدیث ۳۸۳٤

۵_ مصدر سابق

وہ میری پارہ جگر ہے اسکی نگرانی سے میں رنجیدہ و ملول ہوتا ہوں (۱)

اس قسم کی احادیث سے رسول کی زوجہ عائشه کیلئے اس بات کا سبب بنا کہ وہ فاطمہ سے حسد کریں ، جس قدر رسول(ص) خدا اپنی بیٹی فاطمہ کا احترام فرماتے ان کا کینہ و عناد تیز سے تیز تر ہوتا ،

حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ اس سے بھی کمتر حسن سلوك بھی سوتیلی ماں کے کینہ و عناد کو بڑھادیتا ہے ـ

لیکن رسول کے اعزاز و اکرام فاطمہ سے جس قدر عائشه کے دل میں کینہ و عناد تیز ہوتا ، حضرت علی کے دل میں خوشی بڑھتی اور فاطمہ کا احترام ان کے دل میں زیادہ ہوتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں کے دل میں عداوت و دشمنی پیدا کر دیتی ہیں کیو نکہ مثل مشہور ہے راتوں کی ہمدم (محدثات اللیل)

حضرت فاطمہ(ع) عائشه کی بہت شکایت کرتیں اور مدینے کی ہمسایہ عورتیں کبھی کبھی اپ کے پاس اکر عائشه کی باتیں ان سے بیان کرتیں ، پھر حضرت فاطمہ(ع) کا رد عمل عائشه سے بیان کرتیں جس طرح فاطمہ اپنا درد دل اپنے شوہر علی (ع) سے کہتی تھیں اسی طرح عائشه اپنے باپ سے اسکی شکایت کرتی تھیں کیو نکہ وہ جانتی تھیں کہ شوہر سے شکایت کرنے سے ان کے شوہر نہیں مانیں گے ـ

عناد کے کئي رخ

یہ معاملہ بجائے خود ابوبکر کے دل میں نا پسند یدہ اثرات مرتب کرتا تھا ، وہ اس سے رنجیدہ ہوتے تھے ، اور جب وہ دیکھتے تھے کہ رسول(ص) خدا علی کی تعریف و ستائشے کا کوئي موقع فرو گذاشت نہیں کرتے انھیں اپنے سے مخصوص قرار دیا ہے ، مقرب بنا لیا ہے تو ان کے دل میں کینہ و عناد کی اگ بھڑك اٹھتی ، پیغمبر (ص) کے نزدیك علی کا مرتبہ و مقام دیکھ کر انھیں رشك اتا ، جبکہ وہ اپنے کو سسر ہونے کی حیثیت سے علی سے زیادہ اسکا مستحق سمجھتے ـ

یہ حسد اور نفسیاتی کسك عائشه کے چچیرے بھائي طلحہ کے دل میں بھی تھی عائشه اپنے باپ ابو

بکر اور بھائي طلحہ کے پاس جاکر انکی توقعات کو سنتی تھیں ان کے دلی درد پر توجہ کرتیں ، وہ دونوں بھی اظہار ہمدردی کرتے ، اسطرح علی و فاطمہ سے کینہ وعداوت کا تبادلہ ہوتا ، ان لوگوں کے دل میں جس قدر بھی علی سے عداوت سخت تر ہونے کی بات ہو میں اسکی صفائي نہیں دے سکتا ، ادھر علی (ع) و عائشه کے درمیان حیات پیغمبر (ص) کے زمانے میں ایسے واقعے پیش ائے ، گفتگو کے

١_ کنزالعمال _ اسد الغابہ _ استیعاب _ حلیہ ابو نعیم و خلاصہ تہذیب الکمال

تبادلے ہوئے جو ان کے پوسیدہ احساسات اور فتنے ابھارنے کیلئے کافی تھے _

جیسے کہ روایت ہے ، ایك دن رسول خدا (ص) نے علی سے راز دار انہ بات کی اور یہ رازداری کافی طویل ہوئي (١)عائشه اس بات کی فکر میں لگی ہوئي تھیں اپنے کو اچانك ان دونوں کے درمیان پہونچا دیا اور کہا کہ اخر کون سی اہم بات ہے کہ اپ دونوں اتنی دیر سے گفتگو کر رہے ہیں ، کافی دیر لگا دی ؟

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول (ص) خدا اس ناگہانی امد سے سخت غضبناك ہوئے اسی کے ساتھ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ رسول (ص) خدا کیلئے کھانا بھیجا گیا تھا انھوں نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ انتظار میں رہے ، جیسے ہی کھانا ائے اسے پھینك دے اس قسم کے معاملات عام طور سے عورت اور شوہر کے گھر والوں کے درمیان پیش اتے ہیں _

فرزندان فاطمہ سے رسول کا والہانہ پیار :

فاطمہ کو کئي لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں ، حالانکہ عائشه اولاد سے محروم رہیں اور عائشه کے بے اولاد ہونے کا بد ترین اور دردناك ترین پہلو یہ تھا کہ رسول خدا نے فرزندان فاطمہ کو اپنی اولاد کہا ،ہمیشہ انھیں اپنا فرزند کہکے خطاب فرماتے مثلافرماتے ، میرے فرزند کو لائو ...میرے فرزند کو مت روکو ...اور یا میرے فرزند کے ساتھ کیا کر رہا ہے؟

ان حالات میں جب اپنے شوہر کو ایك بے اولاد عورت دیکھتی ہے کہ اپنے بیٹی کے فرزندوں کو اپنا فرزند کہہ رہا ہے اور ان کے ساتھ ایك شفیق اور مہربان باپ کی طرح برتائو کر رہا ہے ، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے انکی قدر و منزلت بڑھا رہا ہے تو کیا سوچے گی ؟

کیا وہ ان بچوں اور انکی ماں سے محبت کریگی یا ان سے نفرت کریگی ؟کیا یہ مسلسل سلگنے والی بھٹی مہربانی اور صفائي چاہے گی یا زوال کی ارزو کریگی ، اس سے بھی زیادہ دردناك تر بات یہ تھی کہ رسول نے حکم دیا _

١_ اس راز و نیاز کو مورخوں نے جنگ طائف کے موقع پر بتایا ہے _ کہتے ہیں کہ جب راز و نیاز کافی دیر ہوا تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ رسول نے اپنے چچیرے بھائي سے دیر تك راز و نیاز کیا ایك روایت ہے کہ یہ بات ابو بکر نے کہی تھی _ رسول خدا (ص) نے جواب دیا کہ میں نے راز و نیاز نہیں کیا بلکہ یہ خدا کی جانب سے راز و نیاز تھا _ صحیح ترمذی ج٢ ص ٢٠٠ _ تاریخ خطیب ج7 ص ٤٠٢_ کنز العمال _ اسد الغابہ

مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کئے جائیں ، اسی وقت حکم دیا کہ ان کے داماد علی کا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رہے ؟(١)

اور یہ کہ پہلے ابو بکر کو سورہء برائة کی تبلیغ کے لئے دیا کہ مکہ جا کر مشرکین کو سنائیں پھر انھیں اس عہدے سے بر طرف کر کے اپنے داماد علی کو دیدیا

(۲)یہ بات بھی عائشه کیلئے بڑی ناگوار تھی جب خدا نے ماریہ کو ابراہیم جیسا فرزند عطا فرمایا ، علی اپنی مسرت روك نہیں سکے ، جس طرح اپ دوسری ازواج رسول کے ساتھ تعاون فرماتے تھے ، ماریہ کے ساتھ بھی تمام توجہ کے ساتھ کمك اور تعاون فرمایا _

جب ماریہ پر الزام لگایا گیا تو یہ علی تھے جنھوں نے دل و جان سے انکی صفائي کی کوشش کی ، اس الزام کو بے بنیاد ثابت کرنے کا عملی اقدام فرمایا یا اس سے بہتر لفظوں میں کہا جائے کہ خدا نے علی کے ہاتھوں حق ظاہر کیا اور الزام کا بطلان یوںظاہر کیا کہ انکھوں سے دیکھا جاسکے ، اور اس بارے میں ذرا بھی چون و چرا کی گنجائشے نہ رہ جائے _

ان تمام باتوں نے عائشه کے دل میں کینہ و نفرت بھر دیا ، ان کے خلاف تمام کینہ توزیوں کےلئے راسخ کر دیا _

جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو ماریہ کے غم و اندوہ میں طعنوں اور زبان کے زخموں نے بھی سر ابھارے یہ علی و فاطمہ کو بھی جھیلنا پڑا کیونکہ یہ دونوں ماریہ کو اہمیت دیتے تھے ، اور چاہتے تھے کہ ماریہ کو صاحب اولاد ہونے کی وجہ سے دوسری ازواج خاص کر عائشه پر برتری حاصل ہو جائے ،لیکن تقدیر نہ تو ان لوگوں کی ارزو کے مطابق تھی نہ ماریہ کی خواہش کے مطابق _

علی اور مسئلہ خلافت

علی کو ذرا بھی شك نہ تھا کہ بعد رسول خلافت انھیں کو ملے گی ، دوسرا کوئي بھی ان کا رقیب نہیں (۳)یہی اطمینان قلب تھا کہ جس وقت ان کے چچا عباس نے غسل پیغمبر(ص) کے وقت کہا :

۱_ مسند احمد کنز ج٦ ص ۱۵۲ حدیث ۲٤۹۵ و منتخب کنز ج۵ ص ۲۹ _ مستدرك ج۳ ص ۱۲۵ _ صحیح ترمذی ج۱۳ ص ۱۷٦

٢_ مسند احمد ج١ ص ٣٣١ و مستدرك ج٣ ص ٥١ _٥٢ _ مسند احمد ج١ ص ٢ بطريق ابو بكر و على خصائص نسائي
٣_ یہ ابن ابی الحدید کے استاد کی بات صحیح نہیں _ کتاب عبد اللہ بن سبا ج١ ص ١٠٦ _ فصل خلافت ملاحظہ ہو

ہاتھ بڑھائو تاکہ تمہاری بیعت کر لوں تاکہ لوگ کہیں کہ رسول(ص) کے چچا نے اپنے بھتیجے کی بیعت کر لی ، یہ تمہارے حق میں مفید ہو گا پھر کسی کو تمہاری مخالفت کا یا رانہ نہ ہو گا _

علی نے جواب دیا :

اے چچا کیا میرے علاوہ بھی کوئي ہے جسے خلافت کی طمع ہو ؟

تم جلدہی دیکھ لو گے

مجھے پسند نہیں کہ مسئلہ خلافت پچھلے دروازے سے ظاہر ہو ، بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمام لوگ اشکار طریقے سے شریك ہوں اور خلافت کے بارے میں رائے دیں ، یہ کہا اور خاموش ہو گئے _

اور جب رسول کی بیماری نے شدت پکڑی تو رسول نے جیش اسامہ کو حرکت کا حکم دیا (١) اور ابو بکر اور دوسرے اکابر قریش مہاجر و انصار کو حکم دیا کہ جیش اسامہ کے ساتھ اسامہ کی ما تحتی میں چلے جائیں ، اگر یہ بات مان لی جاتی اور پیغمبر کی وفات ہوئي تو علی کی خلافت مسلّم اور قطعی تھي_

خود علی کا خیال تھا کہ اگر پیغمبر(ص) کی وفات ہو جائے تو مدینے میں خلافت کا جھگڑا نہ ہو گا ، اس صورتحال میں لوگ اسانی سے انکی بیعت کر لیں گے اور اس بیعت کا فسخ یا ان کا حریف ہونا ممکن ہی نہ تھا ، لا محالہ تمام لوگ انکی بیعت کریں گے _

لیکن ابو بکر نے عائشه کے اس پیغام کی بنیاد پر کہ رسول خدا (ص) کی وفات کا ہنگام اگیا ہے، لشکر اسامہ سے علحدہ ہو کر مدینے پلٹ ائے _

لیکن جہاں تك لوگوں کو نماز پڑھانے والی ابو بکر کی بات ہے تو میری دانست میں حضرت علی نے اس کا ماحول تیار کرنے کیلئے عائشه کو متعارف کرایا ہے _

١_ طبقات بن سعد میں ہے کہ تمام مہاجرین و انصار کے سربراوردہ حضرات حکم رسول سے مامور تھے کہ لشکر اسامہ میں شریك ہوں ان میں ابو بکر عمر ابو عبید ہ جراح سعد بن ابی وقاص وغیرہ تھے ، بعض نے اس حکم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ بڑے بڑے مہاجرین و انصار پر اس چھوکرے کو سردار بنا دیا ہے ، جب یہ خبر رسول کو ہوئي تو غصے میں منبر پر گئے اور حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا ، یہ کیسی باتیں ہیں جو لشکراسامہ کے بارے میں سن رہا ہوں ، روز شنبہ انحضرت نے اس اعتراض کا جواب دیا اور تیسرے دن دو شنبہ کو انتقال فرمایا ، طبقات بن سعد ، تہذیب بن عساکر ، کنز العمال ملاحظہ فرمائیے

جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول خد(ص) ا نے فرمایا کہ کوئي جا کر لوگوں کو نماز پڑھا دے اور کسی معین شخص کا نام نہیں لیا ، وہ صبح کی نماز کا وقت تھا ، لیکن یہ حکم دینے کے بعد رسول (ص) خدا ذاتی طور سے اخری لمحے میں علی اور فضل بن عباس کے کاندھوں کا سہارا لئے ہوئے باہر ائے اور محراب میں بیٹھ گئے پھر اپ نے خود ہی نماز پڑھائي اور گھر واپس اگئے ، سورج نکل ایا تھا کہ دنیا سے تشریف لے گئے _

عمر نے اسی امادگی اور ابو بکر کا لوگوں کو نماز پڑھانا ان کے استحقاق خلافت کی دلیل بنایا ہے ، وہ کہتے ہیں کہ :

تم میں کون اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کہ جسے رسول (ص) خدا نے نماز پڑھانے کیلئے مقدم قرار دیا اس سے مقدم سمجھے؟

اور یہ بات کہ رسول (ص) خدا گھر سے باہر ائے اور

خود ہی نماز پڑھائي اس پر حمل نہيں كيا ہے كہ اس سے ابوبكر كی امامت روكنا تھا ، بلكہ كہتے ہيں كہ انحضرت (ص) اس بات پر مائل تھے كہ جہاں تك ممكن ہو خود ہی يہ كام انجام ديں اس واقع اور اس مسئلے كا سہارا ليتے ہوئے لوگوں نے ابوبكر كی بيعت كر لی حالانكہ اس سازش كا الزام علی نے عائشه پر لگايا ہے كہ يہ پورا ماحول انھوں ہی نے تيار كيا تھا ، اپ نے بارہا اس بات كو اپنے اصحاب سے جو اپ كے اردگرد تھے فرمايا :

انحضرت (ص) نے عائشه و حفصہ سے اس معاملے ميں فرمايا ، تم دونوں يوسف والی عورتيں ہو ، اپ اس كاروائي سے اپنی نفرت اور ناپسنديدگی فرما رہے تھے _

خاص طور سے اپ نے عائشه سے اپنی برہمی ظاہر فرمائي ، كيو نكہ يہ عائشه اور حفصہ ہی تھيں جنھوں نے حكم رسول سے استفادہ كرتے ہوئے اپنے اپنے باپ كو نماز پڑھانے كی پيش دستی كی اور رسول(ص) خدا كو جب اس نيابت كی اگاہی ہوئي تو رنجيدہ ہو كر بذات خود باہر ائے اور ابو بكر كو اس امامت سے روك كر زندگی كے اخری لمحے ميں عملی طور سے عائشه كے اقدام كو ناكام بنايا _

اس صورتحال ميں رسول خدا (ص) وسيع تر ماحول تيار كئے ہوئے حالات ميں اس سے زيادہ كر بھی نہيں سكتے تھے كيونكہ عمر و ابوبكر نے ماحول پر پورے طور سے قبضہ كر كے لوگوں كو اسكے لئے تيار كر ليا تھا ، اس سلسلے ميں مہاجرين و انصار كے سربراوردہ افراد ان كے شريك تھے ، گردش زمانہ اور تقدير اسمانی نے بھی ان لوگوں كی مدد كی تھی _

يہ حادثے علی كے لئے تمام دردوں سے اذيتناك تھے

، عظیم مصیبت اور بڑی افت تھی جو اپ کی روح کو تکلیف پہونچاتی تھی ، اسکا ذمہ دار وہ صرف عائشہ کو قرار دیتے تھے ، اس بات کو بار با اپ نے اصحاب سے کہہ کر خدا سے انصاف کا مطالبہ کیا _

اس سے بڑھکر یہ کہ علی (ع) نے بیعت ابو بکر سے اس وقت تك رکے رہے جب تك اپ کو مجبور نہیں کیا گیا(۱)اپ نے کیا کیا مصائب جھیلے یہ ساری باتیں مشہور ہیں _

جس وقت رسول خدا(ص) نے انتقال فرمایا ، اور جب تك طویل بیماری کے بعد فاطمہ (ع) نے انتقال فرمایا ، برابر عائشه کی طرف جناب فاطمہ کو طعنوں بھری باتوں کا سامنا کرنا پڑا جس سے اپ کی روح لرزاٹھی تھی ، جناب فاطمہ اور حضرت علی (ع) کے لئے سوائے صبر کے چارہ نہ تھا ، وہ اپنے غم و اندوہ کی شکایت خدا ہی سے کر سکتے تھے _

عائشہ اپنے باپ کی حمایت اور خلافت کی چکی پھرانے والوں میں سر فہرست تھیں مرتبہ و مقام روز بروز بڑھتا رہا ، جبکہ حضرت فاطمہ(ع) اور حضرت علی (ع) شکست خوردہ کی طرح طاقت و اقتدار سے الگ رکھے گئے ،فدك فاطمہ سے چھین لیا گیا ، اپ نے بارہا اسے واپس لینے کی کوشش کی لیکن تمام کوششوں کا کوئي نتیجہ نہ نکلا _(۲)

اس درمیان جو اپ کے پاس امد و رفت کرتیں عائشه کی طعنوں سے بھر پور باتیں اپ سے بیان کرتیں ، اس طرح اپ کے دل کو سخت تکلیف پہونچتی اور انکی اور انکے شوہر کی باتیں عائشه سے بیان کر کے اتش کینہ

و عداوت کو ان دونوں کے درمیان بھڑکا تی تھیں _

لیکن ان دونوں گروہوں کے درمیان انتہائي بد تر اختلاف موجود تھا ، ایك گروہ کامیاب تھا اور دوسرا گروہ شکست خوردہ ، ایك حکمراں تھا دوسرا محکوم ، یہی وہ حالت ہے کہ غالب گروہ کی باتیں شکست خوردہ کو بڑی تکلیف پہونچاتی ہیں ، اور یہ بات طئے ہے کہ دشمن کی ملامت سے ادمی کو جو روحانی اذیت ہوتی ہے وہ تمام مصیبتوں سے دردناك ہوتی ہے _

یہاں تك میرے استاد کی بات پہونچی تھی کہ میں نے عرض کی کیا اپ بھی کہتے ہیں کہ رسول (ص) خدا نے کسی معین شخص کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا تھا ، یہ صرف عائشه تھیں جنھوں نے خود سرانہ طریقے سے اپنے باپ کو اس کام پر مامور کیا تھا _

١_ تفصیلات کیلئے کتاب عبد اللہ بن سبا فصل سقیفہ ملاحظہ فرمائیں
٢_ طبقات بن سعد ج٢ _ صحیح بخاری _ المغازی باب غزوئہ خیبر ج٣ ص ٣٨ _ صحیح مسلم ج١ ص ٧٢ _ ج٣ ص ١٥٣ _ طبری _ ابن کثیر _ مسند احمد بن حنبل ج١ ص ٤ _ ج ٦ ص٩

استاد نے جواب دیا ، میں یہ نہیں کہتا ، یہ بات علی نے کہی ہے ، اور ظاہر ہے کہ انکی ذمہ داری الگ ہے اور میری ذمہ داری الگ ہے ، وہ خود جائے واقعہ پر موجود تھے اور تمام باتوں کو اپنی انکھوں سے دیکھا تھا ، لیکن مجھے جو حدیثیں ملی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا نے ابوبکر کو نماز پڑھانے پر مامور کیا تھا ، جبکہ علی کا مدرك علم و اطلاع ہے ، انھوں نے تمام سرگرمیوں کو خود دیکھا تھا ،یا کم سے کم اپ اس پر ظن قوی رکھتے تھے _

اسکے بعد استاد اپنی بات اگے بیان کرنے لگے_

بالاخر فاطمہ (ع) نے انتقال فرمایا ، اپ کے انتقال میں تما م خواتین نے شرکت کی سوائے عائشه کے جنھوں نے نہ صرف یہ کہ سستی دکھائي اور بنت نبی کی ماتم پرسی میں نہیں گئیں بلکہ اس کے بر عکس اپنی خوشی اور شادمانی کا اظہار کیا جو علی تك پہونچائي گئي _

علی نے فاطمہ کے انتقال کے بعد ابوبکر کی بیعت کر لی ،اور جیسا کہ کہتے ہیں عائشه نے بیعت علی کے بعد چونکہ کوئي انکے باپ کا حریف خلافت نہیں تھا نہ خلافت کا دعویدار تھا بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا ،یہی صورتحال خلافت عثمان کے زمانے تك رہی ، جبکہ پرانے کینے سینوں میں موجیں مار رہے تھے ، اور خون بھڑك رہے تھے ،زمانہ جیسے جیسے گذرتا علی پر مصائب بڑھتے ہی جاتے ، اپ کی روحانی اذیت میں اضافہ ہی ہوتا ، دل کا درد بڑھتا جاتا یہاں تك کہ عثمان قتل کر دئے گئے ،عثمان کو قتل کرانے میں عائشه نے خود ہی موثر کردار ادا کیا ، لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکا یا ، وہ عثمان کی سب سے بڑی مخالف تھیں ، قتل عثمان کے سلسلے میں لوگوں سے کہتیں ، خدا عثمان کو قتل کرے _

عائشه نے اسلئے عثمان کو خون بہانے کی بات کہی کہ وہ چاہتی تھیں کہ عثمان خاندان بنی امیہ سے ہیں ، ان سے چھین کر ان کے خاندان تیم میں پھر واپس اجائے ، اور اس سلسلے میں انھوں نے اپنے چچیرے بھائي طلحہ کو اگے اگے کر کے خلافت کا امید وار بھی بنا دیا تھا ،لیکن جب عثمان قتل کر دئے گئے تو لوگوں نے عائشه کی توقع کے خلاف علی بن ابی طالب کو خلافت کے لئے چن لیا ،_ انکی بیعت کر لی ، جب یہ خبر عائشه کو ملی تو بے اختیار انہ فریاد کرنے لگیں ،ہائے افسوس عثمان پر ، عثمان مظلوم قتل کئے

گئے ـ

ا س طرح عائشه نے دوسری بار فرزند ابو طالب سے اپنی پرانی دشمنی ظاہر کی ، اور اس راه میں اتنی کوشش کی کہ لوگوں کو علی (ع) کی خلاف اس قدربھڑکایا کہ جنگ جمل ہوگئي ، اور پھر بعد میں وہی راه اپنائي جسے میں نے شروع میں بیان کیا ،یہ شیخ ابو یعقوب کے بیان کا خلاصہ تھا جو نہ تو مذہب اہلبیت پر تھے نہ شیعہ کی طرح جانبداری برتنے والے تھے ـ

ہم نے خطبہء امیر المومنین کا بڑا حصہ پاشالی طریقے سے بیان کیا جسے بن ابی الحدید نے نقل کیا ہے ، اس سے ام

المومنین عائشه کی علی سے کینہء دیرینہ کی وضاحت ہوتی ہے ، بن ابی الحدید کے استاد نے اپنے بیان میں عائشه کی زندگی کے پیچیده اور مبہم گوشوں کی اچھی طرح تشریح کی ہے ، اسمیں انھوں نے ازدواج کے دوران اہلبیت سے روابط کے حالات ، بعد وفات رسول(ص) اہلبیت (ع) کے خلاف کا روائیوں کی مکمل تشریح کی ہے ، ہم نے بھی جہاں تك ان کی زندگی کے رخوں کے اشارے کئے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں ، کیونکہ اگر انکی زندگی کے ادوار کا اس سے زیاده تحقیقی تجزیہ کریں جس نے اسلامی معاشرے کو متاثر کیا ...جو بجائے خود ایك مستقل کتاب کی متقاضی ہے ، تو خوف ہے کہ ہم اپنے مقصد اصلی سے ہٹ جائیں گے ، ہمارا تو صرف یہ مقصد ہے کہ ام المومنین کی احادیث کا تجزیہ کریں ـ

خلاصہ

جو کچھ ہم نے قارئین تك پہونچایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ، ام المومنین سخت متعصب خاتون تھیں ، طبیعت میں حسد بھرا ہوا تھا جسے حیات رسول(ص) کے زمانے میں دوسری ازواج رسول سے ان کے برتائو اور اہلبیت کے ساتھ سلوك کو دیکھ کر معلوم کیا جاسکتا ہے _

اس کے علاوہ جب کہ ہم نے تھوڑا حصہ نقل کیا اور ائندہ تفصیل سے بیان کریں گے ، ام المومنین اپنی گرمئي مزاج خاندان والوں کے مفادات کے تحفظ ، اپنی پارٹی کی مصلحتوں(١) کے بارے بڑی غیرت مند اور متعصب تھیں ، اپنی طبیعی سختی کی صفت ہی کی وجہ سے انھوں نے سخت اور اہم کارستانیاں اور سنگین افعال کے لئے اپنی تلخ و تند اور انقلابی باتوں کا جال بچھایا_

١_ ام المومنین عائشےہ نے رسول خدا کے گھر میں اپنی پارٹی بنا لی تھی ، جیسا کہ خود اس بارے میں کہتی ہیں ، ازواج رسول دو گروہوں میں بٹ گئیں ، ایك پارٹی میں عائشےہ حفصہ اور سودہ تھیں اور دوسری پارٹی میں ام سلمہ اور دوسری ازواج تھیں ، بقیہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ اسی دوسری پارٹی میں تھیں جو مخالف عائشےہ تھی ، اس سلسلے میں صحیح بخاری ملاحظہ فرمایئے لیکن رسول خدا کے گھر کے باہر ام المومنین نے اپنے خاندان تحفظ کے مفادات اور اپنی پارٹی کی ترقی کیلئے برابر کام کرتی رہیں _

فصل دوم

شیخین

١_ ابو بکر کا لقب صدیق اور عتیق تھا ، نام عبد اللہ تھا ، ابو قحافہ عثمان کے فرزند تھے قبیلہ تیم کی فرد تھے جو قریش کا قبیلہ تھا ،ان کی ماں کا نام ام الخیر تھا ، جو سلمی یا لیلی کے نام سے موسوم تھیں ، عامر کی بیٹی تھیں ، یہ بھی تیم کے قرشی قبیلے کی تھیں _

ابو بکر عام الفیل کے دو یا تین سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے ، یہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے خدیجہ ، علی زید اور جعفر کے بعد اسلام قبول کرنے میں سبقت کی ـ

ابو بکر نے رسول (ص) خدا کے ہمراہ مکہ سے مدینہ ہجرت کی ، جنگ بدر اور بعد کی جنگوں میں شريك ہوئے ، وفات پیغمبر کے بعد اس سے پہلے کہ جنازہ رسول دفن ہو سقیفہ بن ساعدہ میں اپنے دیرینہ ساتھی عمر کے تعاون سے ايك اسان انقلاب کے سہارے زمام امور اپنے ہاتھ میں لی ـ

ابو بکر نے ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ کو انتقال کیا ، ان کا جنازہ رسول کے پہلو میں دفن کیا گیا ، عمر ٦۳ سال پائي ، انکی خلافت کا زمانہ دو سال تین مہینے اور چھبیس یا دس دن تك رہا ـ

۲ـ ابو حفص ، فاروق ، عمر بن خطاب ، قریشی قبیلہ عدی کی فرد نفیلی کی نسل سے تھے ، انکی ماں کا نام حنتمہ تھا جو مغیرہ کے فرزند هشام یا ہاشم کی بیٹی کہی جاتی ہیں ـ

عمر نے پچاس لوگوں کے بعد اسلام قبول کیا اور مسلمان ہوئے ، کچھ دن بعد مکہ سے مدینے ہجرت کی ، جنگ بدر اور دوسری جنگوں میں شريك رہے ـ

ابو بکر نے بستر مرگ پر انھیں اپنا جانشین بنایا ، ایام خلافت عمر ہی میں اسلامی فتوحات جزیرة العرب کے باہر شروع ہوئیں ، عمر نے ٥٥ سال یا بقولے ٦۳ سال عمر پائي ، ۲٦ ذی الحجہ ۲۳ میں مغیرہ کے غلام ابو لولو کے خنجر سے زخمی ہوئے ـ

پہلی محرم ۲٤ ھ کو جوار ابو بکر میں دفن کئے گئے ، زمانہء خلافت دس سال چھ مہینے پانچ روز ہے ، ابو

بکر و عمر صدر اسلام میں ایك دوسرے کے جگری دوست تھے ، ہمیشہ دونوں کا نام ایك ساتھ اتا ہے اسی لئے انھیں شیخین کہا جاتا ہے _

سکھ چین کا زمانہ

صدر اسلام کی اکیلی خاتون مفتي

ام المومنین عائشہ کی تمام زندگی سوائے ابو بکر اور ان کے دوست عمر کے زمانہ خلافت کے ، شدید سیاسی کشمکش اور ناقابل شکست سر گرمیوں میں گذری ، تاکہ یہ خلافت جو خاندان تیم سے نکل گئي ہے ، پھر واپس اکر ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو حکمراں بنا سکے _

لیکن جیسا کہ ہم نے بتایا خلافت شیخین (ابو بکر و عمر)کے زمانے میں اس خیال سے کہ ان کے گروہ نے دوسرے گروہوں پر بنام مدینہ پیش دستی کر کے زمام حکومت قبضے میں کر لیا تھا ، بہت خوش تھیں اورذہن ودماغ کو بڑا سکون و اطمینان نصیب ہوا تھا کیونکہ اس زمانے میں جو شخص خلیفہ ہے یا جو اس کے حوالی موالی ہیں انکے نزدیك ان کا مرتبہ و مقام ساری دنیا میں اور دنیائے اسلام میں بہت بڑھ گیا تھا ، اسکی وجہ سے دنیا بھر کی اور سارے مسلمان کی توجہ انھیں کی طرف مڑ گئي تھی ، تمام ازواج رسول کے مقابلے میں صرف انھیں کی طرف گردن جھکتی تھی ، رسول خدا کی دوسری تمام خواتین سے ان کا مرتبہ بلند تر ہو گیا تھا _

رسول خدا(ص) نے رحلت فرمائي تو اپ کی ازواج قید حیات میں تھیں ، لیکن تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ عمر

و ابو بکر نے عائشه کے علاوہ کسی بھی زوجہ ء رسول کو خاص مرتبہ و مقام عطا کیا ہو ، کیا معاملات کے تصفیے میں یا فتوی کے سلسلے میں ان کے علاوہ کسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہو _

ہماری اس دلیل کو طبقات بن سعد میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے جنھوں نے محمد بن ابی بکر کے فرزند قاسم کا قول نقل کیا ہے ، وہ لکھتے ہیں :

عائشه زمانہ حکومت ابو بکر ، عمر اور عثمان میں اکیلی وہ خاتون تھیں جو فتوی صادر کرتیں تھیں ، اور یہ صورتحال زندگی کے اخری لمحے تک رہی (۱)

دوسری جگہ محمود بن لبید کا قول لکھا ہے :

عائشه زمانہ حکومت ابوبکر و عمر و عثمان میں فتوی صادر کرتیں اور احکام نافذ کرتی تھیں ، اور اخری عمر تک یہ سلسلہ جاری رہا _

۱_ طبقات بن سعد ج۸ ص۳۷۵

ابو بکر اور عمر کے علاوہ تمام صحابائے کبار ان سے مراجعہ فرماتے ، رسول(ص) خدا کی سنت اور مختلف مسائل ان سے پوچھتے اور انھیں سے حکم حاصل کرتے _

ان تمام باتوں کو جانے دیجیئے ، عمر نے جس وقت تمام ازواج رسول کا وظیفہ مقرر کیا تو عائشه کو سب پر مقدم رکھا ان کے حقوق دوسروں سے زیادہ قرار دئے

یہ معاملہ طبقات بن سعد میں مصعب بن سعد کا قول اس طرح نقل کیا ہے _ عمر نے ازواج رسول کا ماہانہ وظیفہ دس ہزار مقرر کیا اور عائشه کو سب پر مقدم کر

کے بارہ ہزار مقرر کیا ، عمر کی دلیل یہ تھی کہ عائشه رسول خدا کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں(۱)

عائشه حج کے لئے گئیں

اس صورتحال کے با وجود خلیفہ وقت عمر بن خطاب تمام ازواج رسول پر انھیں مقدم قرار دینے فتوی حاصل کرنے ، سنت رسول معلوم کرنے ، تمام مسلمانوں میں ان کا مرتبہ و مقام بڑھانے ، دوسروں کے مقابل ان کا زیادہ وظیفہ مقرر کرنے کے با وجود ام المومنین عائشه کو دوسری ازواج رسول کی طرح مدینے سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے ، یہاں تك کہ حج و عمرہ کی بھی اجازت نہیں دیتے تھے _

عمر کی سیاست یہ تھی کہ بڑے اور مشہور صحابہ مدینے سے باہر نہ جائیں اسی بنیاد پر جب زبیر نے جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت چاہی تو جواب دیا (۲)نہیں ، مجھے اتفاق نہیں ہے ،

۱_ طبقات بن سعد ج۸ ص٦٧ ، اجابہ ٧١ _٧٥،کنز العمال ج٧ ص١١٦ منتخب کنز ،اصابہ ج٤ س٣٤٩ ، طبری ج٤ ص١٦١ ، ابن کثیر ج٢ ص٢٤٧ _مستدرك ج٤ ص ٨ _ شرح نہج البلاغہ ج٣ ص ١٥٤ _ بلاذری ص ٤٥٤ _ ٤٥٥ احکام السلطانیہ ماوردی ص ٢٢٢_ واضح ہو کہ یہ خلافت کا سیاسی مقتضا تھا کہ عائشےہ کو رسول کی چہیتی بیوی کی حیثیت سے متعارف کرایا جائے لیکن حقیقت ایسی نہیں تھی ، بلکہ خلافت نے اپنے زمانے میں اس بات کو مشہور کیا

٢_ ابن ابی الحدید ج٤ ص٤٥٧ ،تاریخ خطیب بغدادی ج٧ ص٤٥٣

کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اصحاب رسول لوگوں کے درمیان پھیل جائیں گے تو گمراہی پھیلائیں گے(۱)

لیکن عمر نے اپنی عمر کے اخری سال ازواج رسول کو مدینے سے باہر جانے کی پالیسی بدل دی تھی ، یہ بات طبقات بن سعد میں اس طرح ہے _

عمر بن خطاب ازواج رسول کو مدینے کے باہر جانے سے روکتے تھے ، یہاں تك کہ حج و عمرے کیلئے بھی جانے سے روکتے ، لیکن ٢٣ ھ میں جبکہ انھوں نے اخری حج کیا تمام ازواج نے سوائے زینب اور سودہ کے ان سے اجازت چاہی کہ حج کیلئے مدینے سے باہر جائیں سودہ اور زینب نے حج کیلئے بھی گھر سے قدم باہر نہ نکالا ، وہ کہتی تھیں _

ہم وفات رسول کے بعد ہرگز اونٹ کی پشت پر سوار نہیں ہوئے ، یہ اس بات کا کنایہ تھا کہ انھوں نے کبھی سفر نہیں کیا _(٢)

خود سودہ کہتی ہیں ، میں نے رسول (ص) خدا کی حیات میں حج و عمرہ کیا اب حکم رسول کے مطابق گھر میں بیٹھی ہوں _

بہر حال عمر نے ازواج رسول کی درخواست منظور کی اور حکم دیا کہ ان کے لئے ھودج تیار کئے جائیں ، ان پر سبز رنگ کی محملیں سجائي گئیں تاکہ ازواج رسول لوگوں کی انکھوں سے پوشیدہ رہیں ،

١_ واقعی عمر کس بات سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے گمراہی کا اندیشہ کیوں تھا ؟ کیا انھیں اسکا ڈر تھا کہ اصحاب رسول لوگوں کے درمیان جا کر حلال و حرام اور قوانین اسلام متغیر کر کے گمراہی پھیلائیں گے ؟یا اس سے ڈر تے تھے کہ بعض اکابر صحابہ کے بارے میں اصحاب رسول کی لوگوں کو جانکاری ہو جائے گی ، اور لوگ خلافت کے افراد سے بد ظن ہو جائیں گے ؟ یا بعض کو مدینے سے اسلئے جا نے نہیں دیتے تھے کہ انکی مخالفت کا اندیشہ تھا ؟ بہر حال یہ مسئلہ الگ سے علمی استدلال کے ساتھ مطالع کا مستحق ہے ، عمر جیسے ھوشمند اور زیرك کی بات کو یو نہی نہیں اڑ ایا جا سکتا ، ان کے اقدام کو عوامی رنگ دنیا انصاف سے بعید ہے انکی دور اندیشی اور سیاسی بصیرت پر ظلم ہے (سردار نیا)

٢_ زینب اور سودہ کے گھر سے نہ نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول خدا نے اخری حج میں انھیں ازواج سے فرمایا تھا ، اس حج کے بعد تم سب کو گھر میں بیٹھی رہنا ہے ، یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد تم میں سے جو بھی تقوی اختیار کرے اور حکم کی مخالفت نہ کرے اور اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی رہے گی ، گھر سے قدم باہر نہ نکالے گی ، وہ قیامت میں بھی میری زوجہ رہے گی طبقات بن سعد ٨/ ٢٠٨

پھر ان کی نگرانی میں عثمان اور عبد الرحمن بن

عوف(۱) کو معین کر کے ضروری احکامات صادر کئے گئے ا ور اسطرح انھوں نے مدینے سے مکہ سفر کیا _

عثمان اگے اگے سواری بانك رہے تھے ، کبھی کبھی بلند اواز سے اعلان کرتے ، خبر دار ، کسی کو حق نہیں کہ محمل کے قریب ائے اور خواتین رسول کو دیکھے _

پھر وہ خود بھی کسی کو ان سے قریب انے سے روکتے ، چنانچہ راستے میں ایك شخص محمل کے قریب ایا تو اسے للکارا _

دور رہو ، دور رہو _

عبد الرحمن سواری کے پیچھے پیچھے تھے ، انھوں نے بھی بانك لگائي ، الگ رہو _

مسور بن مخرمہ (۲)کا بیان ہے:

اتفاق سے اگر کوئي شخص اپنی سواری ٹھیك کرنے کیلئے راستے میں ٹھر گیا اور اونٹ بیٹھا دیا تو عثمان جو قافلے کے اگے اگے چل رہے تھے ، اسکے قریب جا کر کنارے کردیتے اور اگر راستہ وسیع ہوتا تو حکم دیتے کہ قافلہ اپنا راستہ بدل کر اس مرد سے کنارے ہو جائے ، اور داہنے یا بائیں راستے سے نکل جائے ، اگر اس کے علاوہ صورتحال ہوتی تو قافلے کو حکم دیتے کہ قافلہ ٹھر جائے تاکہ اس شخص کا کام ختم ہو جائے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر اگے بڑھ جائے ، اسکے بعد عثمان حکم دیتے کہ قافلہ اگے چلے ، میں خود گواہ ہوں کہ انھوں نے مکے سے چلنے والے لوگوں کو جو مخالف سمت سے سامنے ائے تھے ، حکم دیا کہ راستے کے داہنے یا بائیں جانب اپنے اونٹوں کو بٹھا ئیں تاکہ قافلے پر نگاہ پڑنے کا فاصلہ دور ہو جائے _

۱_ ابو محمد ، عبد الرحمن بن عوف قریش کے بنی زھرہ سے تھے ، انکی ماں شفا بھی اسی قبیلے سے تھیں ، عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے ، جاہلی زمانے میں عبد عمر یا عبد کعبہ نام تھا ، رسول خدا نے ان کے

اسلام قبول کرنے کے بعد عبد الرحمن نام رکھا ، انھوں نے حبشہ اور مدینے مین ہجرت کی ، جنگ بدر میں اور تمام جنگوں میںشرکت کی ، عمر نے انھیں شوری کی ایك فرد نامزد کیا تھا ، عبد الرحمن نے ۳۱ھ یا یا۳۲ھ مدینے میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن کئے گئے ، اصابہ ۲/ ۴۰۸ _ ۴۱۰ استیعاب در حاشیہ اصابہ ، اسد الغابہ ۳/ ۳۱۳ _ ۳۱۷ ملاحظہ ہو

۲_ ابو عبد الرحمن کنیت تھی ، مسوربن مخرمہ بن نوفل نام تھا ، قبیلہ قریش کے بنی زھرہ کی فرد تھے ، انکی ماں عاتکہ بنت عوف ، عبد الرحمن بن عوف کی بہن تھیں ، مسور ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے ، اور جس سال شامیوں نے ابن زبیر پر چڑھائي کی اور خانہ کعبہ پر منجنیق سے گولے برسائے ، یہ مسور وہاں حجر اسماعیل میں نماز پڑھ رہے تھے ایك پتھر انھیں لگا اور مر گئے ، انکی موت ربیع الاول ٦٤ ھ میں ہوئي ، اسد الغابہ ٤/ ٣٦٥ ، طبقات بن سعد ، استیعاب اور اصابہ دیکھی جائے

عمر راستے میں جہاں بھی منزل قرار دیتے ازواج رسول وہیں اترتی تھیں ، انھیں اکثر گھاٹی کے اندر رکھا جا تا اور وہ خود گھاٹی کے دہانے پر قیام کرتے ، یا بعض روایات کی بنا پر ان ازواج رسول کو گھاٹی کے انتہائي حصے پر رکھا جاتا جہاں تك پہونچنے کا راستہ نہیں ہوتا ، یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی منزل درختوں کے سائے میں رکھی جاتی اور کسی حال میں بھی لوگوں کو اجازت نہیں تھی کہ ان کے پاس سے گذرے۔

ام المومنین عائشه نے صرف اسی حج میں مدینے سے قدم باہر نکالا ، پھر تمام زمانہ خلافت عمر میں کبھی مدینے سے باہر نہیں گئیں ، وہ بڑے سکھ چین سے احترام کے ساتھ اپنے ہی گھر میں زندگی گذارتی رہیں ارباب حکومت و اقتدار بعض معاملات میں انھیں فتوی کے سلسلے میں رجوع کرتے اور ان کے احکام پر عمل کرتے _

وہ بھی ان کے جواب میں مناسب حال حدیث رسول سناتی تھیں ، وظیفہ کے امتیاز کے علاوہ یہی ایك بات کہ ارباب اقتدار صرف انھیں سے فتوی اور احکام حاصل کرتے اس کا ثبوت ہے کہ وہ حکومت کی نظر میں تعظیم و احترام کی مستحق تھیں ، جس خاتون کی خود خلیفہ تعظیم کرے اسکی دوسرے افراد کس قدر تعظیم

کرتے ہوں گے یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے ـ

اب یہ ...

اس فصل کو ایك واقعے پر ختم کیا جاتا ہے ، جس سے اندازہ ہو تا ہے کہ خلیفہ عمران کا کسقدر احترام کرتے تھے ـ

ازاد کردہء عائشه ذکوان کا بیان ہے کہ مال غنیمت کی ایك ٹوکری فتح عراق کے بعد خلیفہ عمر کی خدمت میں پیش کی گئي ، اسمیں ایك موتی تھا عمر نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا ، جانتے ہو اس موتی کی قیمت کیا ہے ؟

سب نے کہا ، جی نہیں ، وہ لوگ یہ بھی نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ اسے مسلمانوں میں کسطرح سے تقسیم کیا جائے ـ

عمر نے کہا ، کیا تم لوگ اجازت دیتے ہو کہ موتی عائشه کو دیدیا جا ئے ، کیونکہ رسول خدا ان کو بہت پیار کرتے تھے ؟

سب نے کہا ، جی ہاں

عمر نے وہ موتی عائشه کے پاس بھیجوا دیا

عائشه نے کہا ،خدا نے عمر کو کتنی عظیم فتح عطا کی ہے ؟(۱)ـ

۱ـ سیر النبلاء ج۲ ص ۱۳۳ ـ مستدرك حاکم و تلخیص ذهبي

احادیث عائشه تقویت خلافت کے بارے میں

حدیث گڑھنے کے مواقع

قریب قریب یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ام المومنین عائشہ کی احادیث ان کے باپ ابوبکر کے زمانے میں اور اسی طرح عمر کے زمانے میں بہت کم گڑھی گئیں ، کیونکہ ان ایام میں لوگوں کی تمام توجہ فتوحات کی طرف تھی بار بار لشکر کشی کی وجہ سے مال غنیمت حاصل ہو رہا تھا ـ

دوسرے یہ کہ عام طور سے فکری ہم اہنگی اور عدم اختلاف تھا ، سبھی لوگوں نے پورے طور سے ان لوگوں کی خلافت مان لی تھی ، اور یہ کہ تمام مدینے کے باشندے کم و بیش صحبت رسول سے فیضیاب تھے یا اصحاب کے ہم عصر تھے ، اسلئے بطور کلی حدیث کی مقدار عددی اعتبار سے بہت کم تھی ، اور اس وقت زیادہ حدیثیں گڑھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی ـ

لیکن ان تمام حالات کے باوجود اس زمانے میں بھی عائشہ کی احادیث نقل کی گئیں ہیں ، جو حکومت وقت (ابو بکر و عمر) کے اثبات میں ہیں ، کیونکہ عائشہ کی شخصیت اپنے باپ اور ان کے جگری دوست عمر کی حکومت کے سخت ترین طرفداروں میں سے تھی ، لوگوں کے دل میں بہتر اور گہرے انداز میں ثابت و راسخ کرنے کیلئے اس سے بہتر کیا تھا کہ ان کے مرتبہ و مقام کے بارے میں رسول خدا کے ارشادات بیان کئے جائیں ، انھیں پیغمبر کی نظر میں بلند مقام اور اہم ترین بتایا جائے ـ

اب یہاں بطور نمونہ اس قسم کی چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جنھیں حکومت ابو بکر و عمر کے زمانے کی سمجھنا زیادہ مناسب ہے ـ

یہ حدیث مسلم نے اپنی صحیح میں قول عائشہ نقل کیا ہے جو اسی قسم کی ہے توجہ فرمائیے

عائشہ کہتی ہیں کہ رسول(ص) خدا جسوقت بستر

بیماری پر تھے ، مجھ سے فرمایا ، اپنے باپ اور بھائي سے کہو کہ میرے پاس ائیں تاکہ میں ایك وصیت لکھ دوں ، کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہو ں کہ کوئي خام طمع امید لگائے یا کہے کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں ، حالانکہ خدا و مومنین سوائے ابوبکر کے کسی دوسرے کو اسکا حقدار نہیں سمجھتے (۱)

بخاری بھی ابو ملیکہ سے ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں :

۱_ صحیح مسلم باب فضائل ابو بکر ج۷ ص۱۱۰ ، مسند احمد ج٦ ص٤٧_١٤٤،و طبقات بن سعد ، و کنز العمال _ منتخب کنز

عائشه نے کہا کہ جب رسول(ص) خدا کی بیماری شدت پکڑگئي تو عبد الرحمن بن ابی بکر سے فرمایا ، شانے کی ہڈی (۱) یا کوئي تختی میرے لئے فراہم کرو کہ ابو بکر کے بارے میں وصیت ان کے نام کے ساتھ لکھ دوں تاکہ کوئي انکی مخالفت نہ کرے (۲)

لیکن جیسے ہی عبد الرحمن اٹھے کہ حکم رسول بجالائیں ، رسول خدا (ص) نے فرمایا اے ابو بکر خدا و مومنین ہرگز اجازت نہ دیں گے کہ تمھارے خلاف نزاع بڑھے (اور چونکہ پیغمبر کے ارشاد کے مطابق خدا و مومنین خلافت و حکومت ابوبکر کے بارے میں اج تك کسی قسم کے اختلاف کی اجا زت نہیں دے رہے ہیں اسلئے وصیت لکھنے کی ضرورت نہیں)

یہ بھی صحیح مسلم میں ابو ملیکہ کا قول مروی ہے، کہ عائشه سے پوچھا گیا ، اگر فرض کیا جائے کہ رسول خدا اپنا جا نشین معین کریں تو کس کا انتخاب فرمائیں گے ؟

عائشه نے جواب دیا ، ابو بکر کو

ابو بکر کے بعد کس کو خلافت کے لئے نامزد کریں گے ؟

عمر کو

ان کے بعد ؟

ابو عبیده جراح کو (۳)

اس طرح کی روایات جنهیں ام المومنین عائشه سے فضائل شیخین میںروایت کی گئیں ہیں بہت زیاده ہیں ، ہم ان روایات کو تحقیق کے باب میں انکا تجزیہ کریں گے ، یہاں اسے بطور نمونہ پیش کیا گیا _

١_ اس زمانے میں کاغذ کی جگہ شانے کی ہڈی استعمال کی جاتی تھی
٢_ صحیح مسلم ج٧ ص١١٠ ، طبقات بن سعد ،مسند احمد ، مستدرك ، کنزل العمال منتخب _ مستدرك میں ابو عبیده نام ملتا ہے
٣_ ابو عبیده جراح کا نام عامر بن عبد اللّٰہ قرشی فہری تھا ، سابقین اسلا م میں تھے ، دونوں ہجرت میں شریك ہوئے ، عمر کی طرف سے حاکم شام ہوئے ١٨ھ میں وہیں مرض طاعون میں انتقال کیا ، اور بعد میں اردن میں دفن کئے گئے ، استیعاب ، اصابہ اسد الغابہ

ان احادیث کی پیدائشے کا زمانہ

یہ احتمال زیاده ہے کہ اس قسم کی احادیث کی روایت اور شہرت ابو بکر اور عمر کے زمانہ ء خلافت میں ہوئي ، کیونکہ ان دونوں خلفاء راشدین کا نام ایك کے بعد دوسرے کا ترتیب سے لیا گیا ہے ، لیکن یہ کہ اگر رسول کسی کو خلیفہ بنانا چاہتے تو اسی ترتیب سے خلیفہ بنا تے _

ہم اس قسم کی احادیث کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں

پہلی قسم ان احادیث کی ہے جن میں چاروں خلفاء کے نام اسی ترتیب سے علی ابن ابی طالب تك لئے گئے ہیں _

جس ترتیب سے خلیفہ بنے ہیں ، میرے خیال میں ایسی حدیثیں حضرت علی بن ابی طالب کے بعد بنائي گئي ہیں ، جبکہ چاروں خلفاء کا زمانہ ختم ہو چکا تھا _

محب طبری نے ریاض النضرہ میں حدیث رسول کو نقل کیا ہے وہ اسی قسم میں اتی ہیں _

رسول خد(ص) ا نے فرمایا: میں اور ابو بکر ، عمر ، عثمان اور علی حضرت ادم کی خلقت سے ہزار سال پہلے انوار کی شکل میں عرش کے دا ہنی جانب تھے ، جب ادم خلق ہوئے تو خدا وند عالم نے ہمیں انکی پشت میں قرار دیا اور اسی طرح پاکیزہ اصلاب میں منتقل ہوتے رہے ، یہاں تك کہ مجھے صلب عبد اللہ میں ابو بکر کو صلب ابو قحافہ میں عمر کو صلب خطاب میں ، عثمان کو صلب عفان اور علی کو صلب ابو طالب میں منتقل کیا _

پھر خدا وند عالم نے ان سب کو میرے لئے چن لیا ، نتیجے میں ابو بکر کو صدیق اور عمر کو فاروق ، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو میرا وصی قرار دیا ،پس جو شخص بھی میرے اصحاب کی برائي کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے میری برائي کی ، اور جو شخص بھی مجھے دشنام دے اس نے خدا کو دشنام دیا ، اور جو شخص خدا کو دشنام دیگا اسے اوندھے منہ جہنم میں جھونك دیا جائے گا

اس حدیث کا وضعی زمانہ خود بخود روشن ہے

۱_ اس قسم کی احادیث کا گڑ ھا جانا اور شائع ہونے کا زمانہ اس وقت کو سمجھنا چاہیئے جب چاروں

خلفاء کی خلافت ختم ہو چکی تھی ، بلکہ بہت بعد میں ہونا چاہیئے کیونکہ میری بیان کی ہوئي باتوں کے علاوہ اس حدیث میں دشنام دینا اور برا بھلا کہنے کی بات ہے ، اور ہم جانتے ہیں کہ سب و شتم کی رسم حکومت معاویہ کے زمانے میں اور اسکے بعد

جاری ہوئي ، اور اسکا حکم اسی نے دیا تھا ، رسول خدا کے زمانے میں یہ رسم نہیں تھی کہ کوئي کسی صحابی کو دشنام دے اور اس حکم کا خدا و رسول کی جانب سے مستحق قرار پائے ـ

۲ـ اگر چہ اس حدیث میں چاروں خلفاء کا نام ترتیب خلافت کے لحاظ سے ایا ہے ، اس قسم کی احادیث امام کے زمانے میں نہ گڑھی جا سکتی ہے نہ مشہور کی جا سکتی ہے کیونکہ جس وقت امام نے خلافت قبول فرمائي تو تمام لوگ پورے طور سے دو گروہوں میں بٹ گئے تھے ، ايك گروہ شدت سے عثمان کو برا بھلا کہہ رہا تھا ، دوسرا گروہ بھی حضرت علی (ع) ولی کو اچھا نہیں سمجھ رہا تھا ، انھیں اچھائیوں کے ساتھ یاد نہیں کرتا تھا ،، اس صورتحال میں کون شخص ایسی حدیث وضع کر سکتا ہے ؟

۳ـ حکو مت معاویہ میں بھی اگر چہ سب و شتم کا بازار ہر جگہ گرم تھا حدیثیں گڑھنے میں لوگ ايك دوسرے سے بازی لیجانے کی کوشش کر رہے تھے ، لیکن بنیادی حیثیت سے اس کو صرف علی اور انکی اولاد اور بنی ہاشم کے خلاف مخصوص رکھا گیا تھا ، اور اموی سیاست اس بات کی متقاضی تھی کہ حضرت علی کو دیگر خلفاء راشدین سے الگ کر دیا جائے ، ان کا نام اس ستون سے حذف کر دیا جائے ، ان تینوں کو

ہر حقیقت سے علی پر برتری دی جائے ، اور ہم جانتے ہیں کہ یہی سیاست اخری حکومت بنی امیہ تك جاری رہی _

٤_ ان تمام باتوں کے بعد ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس حدیث کے وضع و انتشار کا زمانہ اس عہد میں متعین ہوتا ہے جب بنی امیہ کا زوال ہو رہا تھا اور بنی عباس کو اقتدار ملنے کے اثار نمایاں تھے _

اسکی دلیل یہ ہے کہ خلفاء بنی عباس بھی جنھوں نے اپنے چچا کے فرزندوں علویین کے نام پر اقتدار حاصل کیا تو اپنے سلف بنی امیہ کی طرح معمولی بہانوں سے علویوں کا بے رحمانہ خون بہایا _

ان باتوں کی بنیاد پر اس حدیث کے وضع و انتشار کا زمانہ یہی متعین ہوتا ہے کہ بنی امیہ کا دور ختم ہو رہا تھا اور اہلبیت کے نام پر لوگوں کو دعوت دی جا رہی تھی ، کیو نکہ یہی موقع تھا جب بنی ہاشم کے دونوں خاندان علوی اور عباسی مل کر اموی اقتدار کو اکھاڑ پھینکنے کی سعی کر رہے تھے اور بنی عباس کی سیاست اس موقع پر ایسی تھی کہ اموی سیاست کو ذکر دینے کیلئے نام علی کو خلفاء ثلثہ کے نام کے ساتھ شائع کیا جائے در انحالیکہ ہم جانتے ہیں کہ خلفاء بنی امیہ ان تینوں خلفاء کو ہٹا کر صرف علی ہی پر سب و شتم کرتے تھے ، حضرت علی (ع) کے نام کو خلفاء راشدین کی فہرست سے حذف کر دیا تھا _

ایسا گمان ہوتا ہے کہ بنی عباس اتنے ہی پر مطمئن نہیں ہوئے انھوں نے قدم اگے بڑھایا اور بنی امیہ کی

سیاست اور ان کے دعوے کو باطل کرنے کیلئے خاص

طور سے عثمان کا نام خلفاء کی فہرست سے حذف کر دیا ، درج ذیل حدیث میرے اس دعوے کی واضح دلیل ہے کہ اسی عہد میں بنائي گئي ہو گی _

جابر بن عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے ساتھ مدینے کے ایك باغ میں تھے ، اچانك اپ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا ، ابھی تمھارے پاس ایك شخص ائے گا جو جنتی ہو گا _

ہم نے گردن اٹھا ئي کہ اس جنتی شخص کو دیکھیں اتنے میں ابوبکر اگئے ، ہم نے انھیں اس بشارت کی مبارکباد دی _

ذرا دیر نہ گذری تھی کہ رسول (ص) خدا نے دوسری بار فرمایا :

ایك جنتی شخص ابھی تمھارے پاس ائے گا _

ہم نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عمر پھونچے ، ہم نے انھیں اس بشارت کی تہنیت پیش کی ذرا دیر بعد تیسری بار رسول (ص) خدا نے فرمایا ، ایك جنتی شخص تمھارے پا س ائے گا اور پھر رسول(ص) خدا نے درخت خرما کی شاخ کے نیچے اپنے ہاتھ اسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا :

خدا وند کیا اچھا ہو کہ تو ارادہ فرمادے کہ وہ شخص علی ہو اتنے میں علی پھونچے ، ہم نے اس عظیم موہبت پر انھیں تہنیت پیش کی _

ہم جو اس حدیث کے صحیح نہ ہونے کی بات کہہ رہے یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم رسول خدا اور ان ذریت طاہرہ اور تقوی شعار صحابہ کے فضائل کا انکار کر رہے ہیں ، نہیں ، ہر گز ایسا نہیں ، ہم ہرگز ان کے فضائل کے منکر نہیں ، لیکن یقین نہیں اتا کہ خدا نے صرف انھیں گروہ صحابہ کو جو مسند خلافت پر برا جمان

ہوئے ، اور جو لوگ اس مرتبے پر فائز نہیں ہوئے ان کے درمیان اس حد تك فرق کے قائل ہو جائیں کہ انکی طینت کو نور سے اور انکی طینت کو مٹی سے خلق کیا جائے ۔

ان باتوں کے علاوہ اور دوسرے دلائل جو ائندہ بیان کئے جائیں گے خود ہی حق دیتے ہیں کہ اس قسم کی احادیث کو صحیح و درست ماننے میں جو خلفاء راشدین کا انکی خلافت کی ترتیب سے پئے در پئے ایا ہے شك اور تردید کی نظر ڈالیں ۔

دوسرے قسم کی احادیث میں وہ حدیثیں اتی ہیں جن میں تینوں خلفاء کا نام اول سے عثمان تك یکے بعد دیگری ایا ہے ۔

ہمارے عقیدے کے مطابق اور پہلے قسم کی احادیث کے بارے میں جو کچھ عرض کیا گیا اس کی روشنی میں اس قسم کی احادیث بھی عثمان کی حکومت کے زمانے میں گڑھی گئي ہیں ان سے پہلے نہیں گڑھی گئي ہیں ، چنانچہ ان میں سے کچھ احادیث میں عثمان کے قتل ہونے کا بھی بیان ہے ، اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عثمان کے قتل کے بعد یہ

حدیثیں گڑھی گئي ہیں ، تاریخ قتل سے پہلے نہیں ۔

تیسرے قسم کی احادیث وہ ہیں جن میں فقط شیخین کا نام ہے ، ایك کے بعد دوسرے کانام ایا ہے ، ہمارا تو اس بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث عمر کے بر سر اقتدار انے کے بعد گڑھی گئي ہیں ، انکی خلافت سے پہلے نہیں ۔

چوتھے قسم کی احادیث وہ ہیں جن میں صرف خلافت ابوبکر کا نام ہے اور چونکہ ان میں صرف ابوبکر کا نام ہے عمر کا نام درمیان میں نہیں ہے اسلئے گمان قوی ہے کہ عمر کی حکومت سے پہلے ان کو گڑھا گیا ہے ، اس بنا ء پر احتمال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابو بکر کے نام سے وصیت لکھنے کی حدیث ان کے خلیفہ ہو جانے کے بعد روایت کی گئي ہے کیو نکہ ان میں عمر کا نام نہیں ہے ـ

لیکن یہ حدیث کہ (اگر یہ بات طئے کی جاتی کہ رسول خدا (ص) کسی کو اپنا جانشین بنائیں تو پہلے ابو بکر کو معین کر تے ، ان کے بعد عمرکو اور ان کے بعد ابو عبیدہ جراح کو)گمان قوی ہے کہ یہ حدیث عمر کی حکومت کے زمانے میں عثمان سے پہلے گڑھی گئي ہے ، کیونکہ عمر خود ابو عبیدہ کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو انھیں کو خلیفہ بناتا ـ

ہم نے بعض ان احادیث عائشہ کو یہاں بیان کیا جنکی اشاعت خلافت شیخین کے زمانے میں ہوئي حا لانکہ اس قسم کی ڈھیر ساری احادیث موجود ہیں ، جنھیں ہم خلافت شیخین کا زمانہ ختم ہونے کے وقت سمجھنے پر مجبور ہیں انہیں میں یہ حدیث ہے کہ جناتوں نے عمر کی نوحہ سرائي کی اس حدیث کی اشاعت قتل عمر کے بعد یا شاید بہت بعد میں شائع ہوئي ہو گي ـ

عمر کے لئے جناتوں کا نوحہ

ہم نے اس سے پہلے کی فصل میں بیان کیا کہ عائشہ نے اپنے باپ ابو بکر اور ان کے پرانے ساتھی عمر کی حکو مت کی تائید اور استحکا م کے لئے احادیث رسول بیان کیں ان میں بعض کا تجزیہ کر کے کہا ہے کہ ان احادیث کی پیدائشے اور اشاعت کسی

طرح بھی ابو بکر و عمر کے زمانے سے میل نہیں کھاتیں ، بلکہ کئي سال بعد ان دونوں کی حکومتیں ختم ہو نے کے بعد زبانوں پر اتی ہیں ، انھیں میں ایك حدیث ہے جناتوں کی نوحہ خوانی عمر کے سوگ میں ، جس کے بارے میں احتمال قوی ہے کہ عمر کے موت کے کافی دنوں بعد یہ گڑھی گئي ہے ، متذکرہ حدیث اس طرح ہے _

ام المومنین عائشه سے روایت کی گئي ہے کہ عمر کے قتل ہونے کے تین دن پہلے جناتوںنے مجلس عزا منعقد کی اور نوحہ خوانی کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے _

ابعد قتیل بالمدینہ اظلمت لہ الارض ، تھتز العضاہ یا سوق جزی اللہ خیراً من امام و بارکت ید اللہ ، فی ذاك الادیم الممزق فمن یسع او یرکب،جناحی نعامة لید رك ما قدمت بالامس، لیسبق قضیت اموراً ، ثم غادرت بعدھا بوائق فی اکمامھا لم تفتق فما کنت اخشی ان یکون وفاتہ بکفی سبتی ازرق العین مطرق

استیعاب ج٢ص ٢٤١ _کتاب الاغانی ج٨ص ١٩٢

کیا اس مقتول کے بعد جو مدینہ میں اپنے خون میں نہایا اور دنیا تیرہ و تار ہو گئي ، روئے زمین پر دوبارہ بھی سبزہ اگے گا ؟

خدا وند عالم ہم سب کی طرف سے تمہارے جیسے امام کو جزائے خیر دے ، اور تیرے شکم دریدہ کو اپنی رحمت اور کرم کا مورد قرار دے _

کوئي شخص بھی ہو لاکھ فکر کرے کہ تیری طرح کارنامے انجام دے جو تو کر گیا اسے انجام دے ڈالے

ہرگز عہدہ بر انہ ہو سکے گا ، اپنی حکمرانی کے زمانے میں کاموں کو بڑے اچھے ڈھنگ سے انجام دیا لیکن تیرے بعد کتنے ہی فتنوں نے سر ابھارا ہے ـ

کبھی خواب و خیال میں بھی نہ سوچا گیا تھا ، وہ یہ دیکھنے کو ملا کہ ایسے امام کی موت ایسے بد خصلت دشمن نیلی انکھ والے بھڑیئے کے ہاتھوں انجام پائے گی ہمارے خیال میں یہ اشعار عمر کی موت کے بہت بعد کی پیدا وار ہیں ـ

کیونکہ ...

۱ـ متذکرہ اشعار میں اٹھے ہوئے فتنوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو عثمان کی خلافت کے نصف اخر میں پیش ائے ، نہ کہ عمر کے اخری زمانے میں یا عثمان کے اوائل حکومت میں ذرا اس مصر عے پر توجہ فرمایئے ...لیکن تمہارے بعد کیسے کیسے سوئے ہوئے فتنے ظاہر ہوئےـ

۲ـ اگر ہم مان بھی لیں کہ فتنہ ظاہر ہونا غیر واضح کنایہ ہے ، پھر قاتل عمر کا تعارف اسقدر واضح کیسے ، وہ بھی جرم کے تین دن یا کچھ پہلے یہ ایسا معاملہ ہے کہ حادثہ واقع ہو جانے کے بعد ہونا چاہیئے نہ کہ اس سے پہلے ـ

۳ـ ام المومنین عائشہ کے قول کی بناء پر جناتوں نے پاپ بھرے واقعے کے تین روز قبل اور وہ بھی نیلی انکھ والا بھیڑیا صفت کے ہاتھوں ، یہ ایسا معاملہ ہے جو قران کے واضح نص کے خلاف ہے کیونکہ کلام خدا کے بموجب ان جناتوں کو داستان سلیمان پیغمبر میں دو قدم بعد کی خبر نہ تھی ، تین روز پہلے کی بات تو دور کی ہے ، وہ سلیمان پیغمبر کی موت کو نہ سمجھ سکے یہی جنات پورے ایك سال رنج و عذاب جھیلتے رہے ، حضرت سلیمان کی موت ان کے چند قدم کے

فاصلے پر ہوئي تھی لیکن وہ بے خبر رہے ، سلیمان مرنے کے بعد ایك سال اپنے عصا کے سہارے ٹکے رہے وہ سلیمان کو چند قدم کے فاصلے

سے دیکھتے رہے ، رات دن قصر بنانے میں اپنی جان کھپاتے رہے ، اخر ایك سال بعد جب دیمك نے عصا کھا لیا تو عصا ٹوٹ گیا ، اور سلیمان کا جسد بے جان زمین پر گرا ، اسوقت جناتوں کو معلوم ہوا کہ ہم نے ایك سال تك بلا وجہ جا ن کھپائي ، اس حساب سے اپ ہی بتایئےہ اس وحشتناك راز یعنی موت عمر کی تین دن پہلے سے انھیں اطلاع ہو گئي ، اور حصباء کی سر زمین پر ام المومنین کے سامنے انھو ں نے خلیفہ کے سوگ میں مجلس عزا منعقد کی ؟ بہر حال یہ حدیث عمر کی وفات کے بعد روایت ہوئي ہو گی اس سے پہلے نہیں ، پھر یہ کہ اسے ام المومنین عائشه کے ابیات سمجھیں تب تو یہ صورتحال بنتی ہے _

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابو الفرج نے اغانی (۱) میں شماخ شاعر کے حالات لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ اس کے دو بھائي تھے دونوں ہی شاعر تھے ، ایك کا نام مزرد تھا اور دوسرے کا جزء ، اسی نے عمر کا مرثیہ کہا ہے ،

علیك سلام من امیر و بارکت ...ید الله فی ذاك الادیم الممزق _

اسکے بعد وہ تمام اشعار ہیں جنھیں شروع میں نقل کیا گیا _

اور اشتقاق میں کہتا ہے (۲) کہ ضرار کے تین فرزند تھے جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا ، ان میں ایك کا نام

جزء تھا ، اسی نے عمر کا مرثیہ کہا _

عليك سلام الله ... اخر تك تمام اشعار

بہر حال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان اشعار کو شماخ یا اسکے بھائي جزء سے اسی زمانے میں منسوب کیا گیا _

ايك دوسری روایت کی بنیاد پر ام المومنين نے اپنی بہن ام کلثوم بنت ابی بکر کیلئے جو واقعہ گذرا اسے یوں بیان کیا ہے _ عمر نے جو اخری حج کیا اسمیں ازواج رسول کو اجازت دی کہ وہ بھی حج کریں ، اس سفر میں عمر نے جب حصباء سے کوچ کیا تو میں نے ايك شتر سوار کو دیکھا جو اپنا پورا چہرہ چھپائے ہوئے تھا صرف اسکی انکھیں نظر اتی تھیں ، اس نے پوچھا ، کیا وہ (عمر) یہاں ٹھرے تھے ؟

١_ اغانی ج ٨ص ١٩٤ شماخ اور اسکے بھائیوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ پایا ، ان میں سب سے مشہور شاعر شماخ ہے ، جسکا شعر ی دیوان بھی مرتب کیا گیا ہے ، اس نے عثمان کے زمانے کی بعض جنگوں میں شرکت کی ہے ، اصابہ ٢/ ١٥٢ ، اسد الغابہ ٤/ ٣٥١

٢_ اشتقاق ص ٢٨٦ _ اسد الغابہ حالات عمر ، دیوان حماسہ ص ١٠٩ دیکھی جائے

نهضة ترجمة

ايك شخص نے جواب دیا ، ہاں اس جگہ وہ ٹھہرے تھے _

یہ سنکر شتر سوار نے اپنا اونٹ بٹھایا اور بلند اواز سے عمر کے ماتم میں یہ اشعار پڑھنے لگا ،(ابعد قتیل ...اخر اشعار تك)

میں نے اپنے ايك ساتھی کو حکم دیا کہ نوحہ پڑھنے والے کو پہچان کر مجھے بتائے ، وہ گیا لیکن نا کام واپس ایا کیونکہ اس نے منھ چھپائے ہوئے شتر سوار کو وہاں نہیں پایا ، حالانکہ وہ میرے سامنے عمر پر نوحہ

پڑھ رہا تھا ، خدا کی قسم میں سمجھتی ہوں کہ وہ جناتوں میں سے تھا ۔

اسکے بعد حدیث میں یہ ہے کہ :

جب عمر قتل کردیئےئے تو لوگوں نے ان اشعار کو فرزند ضرار کی طرف منسوب کر دیا ۔

اس روایت کو ابو الفرج نے اغانی میں شماخ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ، ابن عبد البر نے استیعاب میں حالات عمر کے ذیل میں لکھا ہے ، لیکن طبقات بن سعد میں ذرا سی لفظی تبدیلی کے ساتھ دونوں روایتیں ہیں ،لیکن تینوں روایتوں کا مفہوم ایك ہی ہے ۔

ابن حجر نے اصابہ میں صحت سند پر زور دیتے ہوئے اس روایت کو عائشه کی بہن ام کلثوم کے واسطے سے نقل کیا ہے ۔

جس حدیث کی سند کو ابن حجر صحیح سمجھتے ہیں وہ اس طرح مروی ہے کہ ان شعروں کی شہرت شماخ یا اسکے بھائیوں کی طرف سمجھی جا سکتی ہے ۔

وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ ام المومنین خود ہی عمر کے ساتھ اخری حج بجالاتے ہوئے مشعر الحرام میں خود دیکھا کہ جناتوں نے عمر کے سوگ میں نوحہ خوانی کی ، اسمیں ذرا بھی شك اور تردید کی گنجائشے نہیں ، اور جب ام المومنین عائشه نے ایسا فرمایا ہے تو یقینی طور سے جناتوں نے عمر کے قتل سے تین روز قبل عمر کے سوگ میں نوحہ خوانی کی ، خلیفہ اسی سفر سے واپسی کے بعد مدینے میں قتل کئے گئے ، اس واقعے کے بعد لوگوں نے اپنی زبانوں پر دہرایا ، اور نا دانستہ طور پر ضرار کے

فرزندوں کی طرف منسوب کر دیا _

ام المومنین نے خود دیکھا کہ شتر سوار منھ چھپائے قیام گاہ عمر سے اسی وقت جبکہ انھوں نے کوچ کیا تھا تلاش کرنے لگا ، ایك دوسرے مجھول الحال نے انکی قیام گاہ بتائي پھر نقاب دار شخص نے اپنا اونٹ بیٹھایا اور عمر کی موت کا مرثیہ پڑھنے لگا ، ٹھیك اسی وقت ام المومنین نے اپنے قافلے کے ساتھی کو وہاں بھیجا کہ نقاب پوش کا پتہ لگائے لیکن وہ

ادمی غائب ہو چکا تھا ، اس بنا ء پر ذرا بھی شك نہیں رہ جاتا کہ وہ نقاب پوش جنات تھا ، ورنہ وہ کیسے انکھوں سے پنہاں ہو جاتا ، اور کسی نے اسکو نہیں دیکھا ؟ اسی وجہ سے ام المومنین نے قسم کھائي (فواللہ انی لا حسبہ من الجن)خدا کی قسم میرا تو یہی گمان ہے کہ وہ جنات تھا ، اب جبکہ ام المومنین نے اپنی انکھوں سے دیکھا اور قسم کے ذریعے بات میں مزید تاکید پیدا کی تو کیا کسی کے لئے شك اور تردید کی گنجائشے رہ جاتی ہے کہ ان اشعار کو جنات کے سوا کسی نے عمر کے قتل سے تین دن پہلے پڑھا ہو ؟

اس قسم کے بعد جو بھی دعوی کرے کہ یہ اشعار ضرار نے موت عمر کے بعد کہے ہیں اسے نہ مانیئے ، کیونکہ اسکا دعوی باطل ہو جائے گا ، وجہ یہ ہے کہ یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ ان اشعار کو جناتوں نے موت عمر سے پہلے پڑھا ہے ، منی میں پڑھا ہے اور عمر کے مدینہ پہونچنے سے پہلے پڑھا ہے _

اوپر جو کچھ کہا گیا اس کے علاوہ جو چیز مجھے

اس حدیث کی صحت کے بارے میں مشکوك بناتی ہے یہ ہے کہ بالفرض اگر ہم مان لیں کہ جنات کو دیکھنا اور نوحہ پڑھنا صرف ام المومنین نے دیکھا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ ہزاروں حاجیوں نے جو منی میں موجود تھے اس جنات کو دیکھنے سے محروم رہے ، وہاں اکیلی ام المومنین ہی تو موجود نہیں تھیں ، بلکہ دوسری ازواج رسول بھی تھیں ، زینب اور سودہ ہر منزل پر ان کے ساتھ ساتھ رہیں ، جہاں ٹھہرتیں یہ بھی ٹھہر جاتیں ، جہاں سے کوچ کرتیں یہ بھی کوچ کرتیں ، پھر ان ازواج رسول نے واقعہ کا مشاہدہ کیوں نہ کیا کہ سوگ عمر میں جناتوں کے نوحے کی روایت صرف ام المومنین عائشه نے کی ہے ، اس مرثیے کو ادمی سے منسوب ہونے کی تردید میں اور بقول ام المومنین عائشه جناتوں کے ہونے کی تاکید میں طبقات بن سعد میں ہے جو بطریق موسی بن عقبہ روایت کی گئي ہے (عائشه نے پوچھاکہ یہ شعر پڑھنے والا کون ہے ؟)

جزی الله خیر ا من امام و بارکت

لوگوں نے جواب دیا ضرار کا فرزند

عائشه کا بیان ہے کہ یہ سننے کے بعد میں نے ضرار کے بیٹے سے ملاقات کی اور یہ بات اس سے پوچھی ، اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس موقع پر منی میں تھا ہی نہیں ـ

میرے لئے فرق نہیں کہ اس روایت کی سند گذشتہ حدیث ام المومنین کے مانند صحیح ہے یا ابن حجر کے بقول

ضعیف ہے (۱)، یہاں بات صرف اتنی ہے کہ مجھے اس

حدیث سے یہی سمجھ میں اتا ہے کہ ان اشعار کے بارے میں کہ وہ ادمی تھا یا جنات تھا ، اس وقت کے حاضر ین کو بھی شك اور تردید تھا ـ

اسی بنیاد پر اخری حدیث کا شبہ ختم کرنے کیلئے اسی کے گرد ا گرد دو حدیث صحیح سند کے ساتھ ام المومنین سے روایت کی گئي ـ

احترامات متقابل

ام المومنین خلافت شیخین کے تمام زمانے میں خلافت کی طرف سے خاص توجہ و احترام کی مستحق سمجھی جاتی تھیں ، وہ بھی اسکے مقابلے میں خلافت کے خصو صی احترام کو ملحوظ رکھتیں خلیفہ کی عظمت نمایاں کرتیں ، ان کا مرتبہ لوگوں کی نظر میں بڑھاتی تھیں ، مرتبہ خلافت کے حضور اپنی فروتنی سے تمام مسلمانوں کی خود سپردگی کا ماحول تیار کرتیں ـ

خلافت بھی عائشه کی شخصیت کا احترام ، انکی رضا جوئي اور بزرگی دو بالا کرنے اور دوسری ازواج انھیں ترجیح دینے سے غفلت نہیں برتتی تھیں ـ

اس متقابل احترامات کی تمام زمانہ خلافت شیخین میں رعایت کی گئي خاص طور سے عمر کی موت کے وقت تك قائم رہا ، احترام و الفت نیز دونوں طرف سے جھك کر ملنے کا نمونہ عمر اور عائشه کے مکالمہ سے ظاہر ہے ـ

بخاری نے فضائل اصحاب نبی کے باب میں ، اور ابن سعد نے طبقات میں عمر وبن میمون کے طویل بیان کے ضمن میں لکھا ہے کہ :

عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو حکم دیا کہ ام المومنین عائشه کی خدمت میں جائو ، اور میری طرف

سے یہ پیغام پہونچا ئو کہ عمر سلام عرض کرتا ہے اور استدعا کرتا ہے کہ مجھے مرنے کے بعد رسول اور ابو بکر کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں _

عبد اللہ اسی وقت ام المومنین کی خدمت میں پہونچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی ہوئي رورہی ہیں ، عبد اللہ نے باپ کا پیغام دیا تو عائشه نے جواب میں کہا ، میں نے وہ جگہ خود اپنے لئے مخصوص رکھی تھی ، لیکن خلیفہ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں _

عبد اللہ اثبات میں جواب پاکر خدمت خلیفہ میں پہونچے ، عمر نے پوچھا کیا خبر ہے ؟

١_ اصابہ ج٣ ص ٣٨٥_ ٣٨٦

نتیجہ اپ کی توقع کے مطابق ہے ، ام المومنین نے اجازت دیدی _

خدا کا شکر ، میں اس مسئلے میں بہت فکر مند تھا _

عائشه کا گھر دار الشوري

ابن عبد ربہ عقد الفریدمیں لکھتے ہیں کہ :

عمر نے اپنی باتوں کے درمیان چھ ادمیوں کو خلافت کا نمائندہ بناتے ہوئے کہا ، عائشه کی اجازت اور رائے سے ان کے گھر میں ا نا اور باہم ايك دوسرے سے مشورہ کر کے ايك شخص کو خلیفہ مقرر کر لینا _

جب عمر مر گئے تو انھیں دفن کر دیا گیا ، مقداد بن اسود جو اس شوری کمیٹی کے ممبر تھے انھوں نے

سب کو عائشه کے گھر میں انکی اجازت لیکر جمع کیا ، اسی وقت عمر و بن عاص اور مغیره بن شعبہ ائے اور عائشه کے دروازے پر بیٹھ گئے ،سعد بن وقاص نے ان دونوں کو سنگریزے مار کر وہاں سے بھگا دیا اور کہا :

تم ہم سے یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم بھی خلیفہ مقرر کرنے کیلئے شوری کمیٹی کے ایك ممبر تھے اور عائشه کے گھر میں موجود تھے ، اسطرح تم دونوں اپنے کو ہم لوگوں کے ہم پلہ قرار دینا چاہتے ہو ؟

اب جبکہ بات ان چار کی ہوتی ہے ، ان کا تعارف فائدے سے خالی نہیں _

مقداد

مقداد بن اسود کندی _ عمر بن ثعلبہ کے فرزند تھے ، لیکن انھوں نے جاہلی زمانے میںکسی خاندان کی فرد کو قتل کر دیا تھا اسلئے حضر موت کی طرف بھاگ گئے تھے ، وہیں قبیلہ کنده کے ہم پیمان بن گئے ، پھر وہاں ابو شمر سے جھگڑا ہو ا ، اسکی پنڈلی کو تلوار سے زخمی کر دیا جسکی وجہ سے مکہ بھاگنا پڑا وہیں اسود بن عبد یغوث کے ہم پیمان ہوگئے ، انھیں کے فرزند کہے جانے لگے اس تاریخ سے انھیں مقداد بن اسود کہا جانے لگا ، جب خدا نے ایت نازل کر کے حکم دیا کہ ادعوهم لابائهم (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)تو انھیں مقداد بن عمر و کہکے پکارا جانے لگا ، مقداد کا انتقال ۳۳ھ میں ہوا _

عمر و عاص

انکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو محمد تھی ، عمر وعاص قریش کے قبیلہ بنی سہم سے تھے ان کی ماں کا نام

نابغہ بنت حرملہ تھا ، جو ایك جنگ میں غنیمت کی شکل میں بازار عکاظ میں بکنے ائي ، اسے مغیرہ کے بیٹے وفا نے خرید کر پہلے عبد اللہ بن جد عان اور بعد میں عاص بن وائل کو دیدیا ، اخر نابغہ سے عمرو عاص پیدا ہوئے ،(عمر و عاص کی ماں نابغہ دور جاہلیت کی مشہور ترین رنڈی تھی)

قریش نے عمر و عاص کو حبشہ بھیجا تاکہ نجاشی کی رائے جعفربن ابی طالب اور دوسرے ان مسلمانوں کے بارے میں بدل سکے جنھوں نے حبشہ ہجرت کی تھی ، اور ان سب کو مکہ واپس لا سکے ، نتیجے میں نجاشی نے عمر و کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا _

عمر و عاص ٦ھ میں فتح مکہ سے چھ مہینے قبل اسلام لائے ، اور خلیفہ عمر کے زمانے میں مصر ان کے ہاتھوں فتح ہوا تو عمر کے حکم سے وہاں کے گورنر بن گئے ، خلافت عثمان کے چوتھے سال تك وہ وہاں کے گورنر رہے ، پھر عثمان نے انھیں معزول کر دیا ، اسی وجہ سے عمر و عاص اس گروہ میں شامل تھے جنھوں نے عثمان کی شدید مخالفت کی ، ان کے خلاف پر چار کر کے لوگوں کو ابھارتے ، یہاں تك کہ عثمان قتل کر دئے گئے _

اسکے بعد عمر وعاص معاویہ سے مل گئے اور انتقام خون عثمان کا نعرہ لگا کر علی سے جنگ کي، انھیں کی عیاری سے جنگ صفین میں قران نیزوں پر بلند کیا گیا ، جنگ اپنے اخری مرحلے میں تھی اور معاویہ کا کام تمام ہونا ہی چاہتا تھا کہ جنگ کا نقشہ پلٹ گیا _

جب حضرت علی (ع) کے سپاہیوں نے اپنی جانب سے ابو موسی اشعری کو حکم بنایا تو معاویہ نے اپنی طرف سے عمر و عاص کو حکم بنایا ، اخر کا ر عمر و عاص نے ابو موسی کو دھوکا دیا کہ علی کو خلافت

سے معزول کر دیا جائے ، اور ذرا موقع دئے بغیر انھوں نے معاویہ کو خلیفہ نامزد کر دیا ، اس حسن خدمت کے بدلے اور پہلے سے طئے شدہ معاہد ے کے مطابق انھیں مصر کی حکومت مل گئي ، محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے کے بعد ٤٣ھ تك یا کچھ بعد تك مصر کے حکمراں رہے ، وہیں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن کئے گئے استیعاب ، اسد الغابہ ، اور طبقات دیکھی جائے ـ

مغیرہ بن شعبہ

مغیرہ بن شعبہ بن ابو عامر بن مسعود ثقفی ، جنگ خندق کے زمانے میں اسلام لائے اسکے بعد مدینہ ہجرت کی ، جنگ حدیبیہ میں شریك تھے ، رسول خدا نے ان کو ابو سفیان کے ساتھ بنی ثقیف کے بتوں کو توڑنے کیلئے بھیجا ، مغیرہ کی انکھ جنگ یر موك میں چلی گئي ، وہ عمر کی طرف سے بصرہ کے گورنر مقرر کئے گئے اور جب ان پر زنا کا الزام لگایا گیا اور لوگوں نے گواہی دی تو انھیں معزول کر دیا ، لیکن کچھ دن بعد کوفے کی گورنری دیدی ، اخر کار جب وہ معاویہ کی طرف سے کوفے کے گورنر تھے انتقال کیا ، کہتے ہیں کہ انکی تین سو بیویاں تھیں اور بعض روایات میں ہے کہ ایك ہزار عورتوں سے مسلمان ہونے کے بعد شادی کی (١)

سعد بن ابی وقاص

ابو اسحق کنیت تھی ، سعد نام تھا جوابی وقاص کے بیٹے تھے ، ابی وقاص کا نام مالك بن اھیب تھا جو قریش کے قبیلہ زھرہ سے تھے ـ

سبقت اسلامی میں ان کا ساتواں نمبر ہے ، وہ

مسلمانوں میں پہلے تیر انداز تھے جنگ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی ،فتح عراق کے موقع پر وہ سپہ سالار اسلام تھے ، انھوں ہی نے وہاں شہر کھولا اور شہر کوفہ کی بنیاد ڈالی ، پھر عمر کی طرف سے وہاں کے گورنر ہوئے ، عمر نے انھیں مجلس شوری کا ایك رکن مقرر کیا تھا سعد نے قتل عثمان کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی ، اخر کا ر ۵۰ھ میں اس زھرسے جسے معاویہ نے عیاری سے انھیں کھلا دیا تھا انتقال کیا انھیں بقیع میں دفن کیا گیا (۲)

اب ہم پھر اپنے مطلب پر واپس اتے ہوئے خلیفہ عمر اور ام المومنین عائشه کے احترامات متقابل کا تجزیہ کرتے ہیں

۱_ استیعاب درحاشیہ اصابہ ج۲ ص۱۸ _ ۲۵ ، اصابہ ج۲ ص۳۰ _ ۳۲

جس نے قیصر و کسری کو زیر نگین کیا ، انکی حکومت قبضے سے نکال کر اینٹ سے اینٹ بجادی ، جس نے اصحاب رسول پر کوڑے برساکر اپنی مطلق العنانی کا مظاہرہ کیا ، جس شخص کا نام سنتے ہی طاقتور سلا طین اور فرماں روا کانپ جاتے ، ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے کو ام المومنین عائشه جیسی خاتون کے سامنے کسقدر حقیر سمجھتا ہے ، عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتا ہے _

اپنی اخری ارامگاہ کو انکی اجازت پر منحصر سمجھتا ہے

اسکا گھر شوری کا محل و مقام قرار دیتا ہے تاکہ وہیں عائشه کے گھر میں مقتدر اسلامی حکومت و خلافت طئے پائے اور مسلمانوں کا حکمراں معین ہو ،

اور اس ذریعے سے مسلمانوں کی نظر میں ان کا مرتبہ و مقام زیادہ سے زیادہ بڑھے انھوں نے اپنے اس اقدام سے تمام دنیائے اسلام کی توجہ ان کے اور انکے گھر کی طرف موڑ دی اور خاص موقع شناسی کے ماتحت ان کا مرتبہ و مقام اسقدر بلند کیا کہ زندگی کی اخری گھڑیوں میں کوشش یہی رہی کہ مسلمانوں اور اسلامی معاشرے کی نظر میں ان کا مرتبہ بلند تر رہے ، اس اقدام اور ان جیسے اقدامات سے عمر نے اپنی خلافت کے زمانے میں ام المومنین کو اپنے ہمعصروں اور تمام مسلمانوں کے اسقدر ممتاز اور بر تر قرار دیا کہ انکی عظمت کے سامنے اسلامی معاشرہ حقیر بن گیا ، اسکی وجہ سے وہ اسقدر طاقتور بن گئیں کہ ان کے بعد دو خلفاء سے انھوں نے شدید اختلاف کیا اور جنگ کرنے کیلئے نکل ائیں _

جی ہاں _ انھوں نے رسول کے دو دامادوںعثمان اور علی سے اسقدر شدید اختلاف کیا کہ مسلمانوں کو ان کا خون بہانے کا حکم دیدیا ، حالانکہ یہ دونوں اصحاب رسول اور مسلمانوں کے خلیفہ تھے ، رسول خدا کے جانشین سمجھے جاتے تھے ، انھوں نے اپنے اثرات اور طاقت سے ایسے حوصلہ مندانہ اقدامات کئے ، اس بار بھی انھوں نے تاریخ اسلام کی رفتارپر اپنی ذہانت کی مدد سے حساس نقوش قائم کئے _

بکھری نکھری باتیں

یہاں تك کہ جو کچھ بیان کیا گیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب حکومت وقت ، خاص طور سے خلافت شیخین کے زمانے میں ام المومنین عائشه سے فتوی اور احکام حاصل کرتی ، انکی اہمیت کو تمام ازواج رسول سے بڑھا چڑھا کر پیش

کرتی ، ان کا نام سب سے اوپر لیا جاتا ، ان کے نام کے درمیان کسی دوسری خاتون کا نام نہیں تھا ، اسکی تہ میں یہ علت کار فرما تھی کہ خلافت اپنے تمام مرتبہ و مقام کے ساتھ ان کی طرف اپنی عنایات مرکوز رکھتی تھی ، اور اسی راستے سے حکومت وقت اپنے مقاصد حاصل کرتی ، انکی ذاتی بلند پروازی کا ماحول تیار کرتی اور اج تك مسلمانوں اور اسلامی معاشرے میں ان کا اسی وجہ سے رتبہ بلند ہے ۔

تمام ازواج رسول کے مقابل صرف انھیں کا مدینے سے نکلنا روکا گیا ، ان کے ساتھ دوسرے اصحاب کا ملنا جلنا بند کیا گیا ، اس زمانے میں احادیث رسول کی روایت کم ہونے کی بنیادی وجہ یہی ہے ، کیونکہ زیادہ تر ان کے ہم عصر ، خاص طور سے مدینے کے باشندوں کو صحبت رسول کا شرف حاصل تھا ، اسی وجہ سے انکی احادیث ، دوسروں کی حدیثوں کے مقابل حکومت شیخین کے زمانے میں تعداد کے لحاظ سے بہت کم اور احتمال قوی ہے کہ سیکڑوں تك بھی نہیں پھونچتی ، یہ بھی احتمال ہے کہ اس مقدار کی حدیثیں جو اس دور میں روایت کی گئیں وہی احادیث ہیں جن سے ان کے باپ ابو بکر اور عمر کی خلافت کی تائید ہوتی ہے ، ان میں عثمان کا نام نہیں ہے جبکہ وہ خلافت شیخین کے زبردست حمایتی تھے ، اسی طرح فضائل ابوبکر و عمر کی حدیثیں ان کے زمانہ حکومت میں بطور نص کہی گئیں ، اسی عہد کی ہیں بلکہ ان لوگوں کے مرنے کے بعد انھوں نے تمام عمر ان کے فضائل و مناقب میں حدیثیں بیان کیں ۔

اور بالاخر ہم نے دیکھا کہ اس عہد کے ختم ہونے کے بعد عمر جو صحابی رسول تھے سلاطین زمان ان کے

سامنے جھکتے تھے ، مختلف قوموں نے گردن جھکا دی تھی ، وہی عمر نے عائشه کی اسقدر جلالت قدر ظاہرکرتے ہیں کہ انکی اجازت سے اپنی اخری ارامگاہ قرار دیتے ہیں اور ان کے گھر کو دار الشوری بنادیا ، اسی لئے ان کا وظیفہ تمام ازواج رسول سے زیادہ تھا ، مختلف موقعوں پر صرف انھیں سے سنت رسول دریافت کر کے شرعی ذمہ داری حاصل کی گئي ، اکیلی انھیں کی شخصیت کو عالم اسلام میں برتری دی گئي اور اپنے بعد عالم اسلام کے حاکم کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا _

انھیں اتنی طاقت عطا کر دی گئي کہ ان کے بعد دونوں خلیفہ سے مخالفت پر کمر بستہ ہو گئیں اور لوگوں کو ان کے قتل پر ابھارا اور اسطرح انھوں نے تاریخ اسلام کی رفتار متعین کرنے میںحساس اور اہم ترین رول نبھایا_

٩٦

فصل سوم

عائشه ... حکومت عثمان کے زمانے میں

عثمان کون تھے ؟

ابو عبد اللہ اور ابوعمر و کنیت تھی ، عثمان بن عفان نام تھا ، قریش کے اموی خاندان میں ابو العاص کی نسل سے تھے _

انکی ماں کا نام اروی تھا جو کریزبن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی تھیں اروی کی ماں کا نام بیضاء بنت عبد المطلب تھا جو رسول کی پھوپھی تھیں ، عثمان ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے بہت پہلے اسلام قبول کیا _

انکی شادی رسول(ص) خدا کی بیٹی رقیہ سے ہوئي ، ان کے ساتھ حبشہ ہجرت کی وہاں سے واپسی کے بعد مدینہ ہجرت کی _

عثمان نے اپنی بیوی رقیہ کی عیادت کے بہانے جنگ بدر میں شرکت نہیں کی ،

جب رقیہ مر گئیں تو رسول کی دوسری بیٹی ام کلثوم سے شادی کی ، ام کلثوم نے بھی باپ کی زندگی ہی میں انتقال کیا ،

رسول(ص) خدا کی ان دونوں بیٹیوں سے عثمان کی کوئي اولاد نہیں ہوئي ; غلام مغیرہ ابو لولو کے ہاتھوں جب عمر زخمی ہوئے تو انھوں نے شوری کمیٹی میں عثمان کا نام بھی شامل کیا ،

لیکن اخری مرحلے میں شوری کمیٹی کی ایك فرد عبد الرحمن کے انتخاب پر معاملہ منحصر ہو گیا ، اس میں عبد الرحمن نے اعلان کیا کہ میں خود خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں اس شرط سے کہ میں جسکی خلافت مان لوں تم لوگ بھی اسکو تسلیم کر لو ،

جب انکی پیشکش مان لی گئي تو انھوں نے اعلان کیا کہ میں اسی کی بیعت کروں گا جو کتاب اللہ اور

سنت رسول اور سیرت شیخین کی پیروی کرنے کا عہد کرے ،

پہلے یہ پیشکش علی کے سامنے رکھی گئي ، علی نے اخری شرط (سیرت شیخین پر عمل) قبول نہیں کی (١) نتیجے میں عبد الرحمن عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ انھوں نے عبد الرحمن کی تینوں

شرطیں مان لی تھیں ، ان کے بعد عثمان کی بیعت بروز شنبہ پہلی محرم ٢٤ھ سب نے کر لی _

عثمان خلیفہ ہو گئے ، انھوں نے بارہ سال حکومت کی ، ہم انکی حکومت کا زمانہ دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ، ایك تائید و حمایت کا دوسرا غصہ و بغاوت کا اخر کار وہی غصہ اور بغاوت یا ملك کی لا چاریوں کے خلاف عوامی قیام اور عثمان کے خاندان والوں کے کرتوت تھے ، جس نے عثمان کو تخت حکومت سے تختہ ء تابوت تك پہونچا دیا ، خلیفہ بڑی اسانی سے قتل کر دئے گئے _

جیسا کہ ہم نے حالات ام المومنین کے ذیل میں بیان کیا کہ عثمان کے قتل میں عائشه نے بڑا اہم رول نبھایا ، عثمان کی تاریخ قتل میں اختلاف ہے ، بارہ سے اٹھائیس ماہ ذی الحجہ ٣٥ھ تك کے اقوال ہیں اسی طرح انکی عمر بھی ٨٢سے ٩٢ سال تك لکھی گئي ہے _

عثمان کا جنازہ تین روز بعد جنت البقیع کے باہر یہودیوں کے قبر ستان جس کا نام حش کوکب تھا ، اور بقیع اور اسکے درمیان دیوار حائل تھی ، دفن کیا گیا ، جب معاویہ خلیفہ ہوئے تو حش کوکب کی دیوار منہدم کر کے جنت البقیع میں شامل کر دیا _

١_ عمر نے بستر مرگ سے چھ بزرگ نامور صحابہ کو خلافت کے لئے نامزد کیا ، اور طئے کیا کہ یہ لوگ تین روز کے اندر کسی ایك کو خلیفہ منتخب کر لیں ، اگر ان میں اکثریت کسی کو منتخب کر لے اور دوسرے مخالفت کریں تو انکی گردن مار دی جائے ، اور اگر تین تین دونوں طرف ہوں تو جدھر عبد الرحمن ہوں اسی کو خلیفہ بنایا جائے ، عبد الرحمن نے موت عمر کے بعد خود کو خلافت سے دستبردار کر لیا اس شرط سے کہ جسکی وہ بیعت کریں سب لوگ اسے مان لیں ، عبد الرحمن اچھی طرح حضرت علی کو پہچانتے تھے کہ وہ جاہ طلب سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہ کریں گے ، چند روز حکومت کیلئے تئیس (٢٣)سالہ رسول کی محنت برباد نہ کریں گے ، بلکہ عمر بھی اس بات کو جانتے تھے ،کیسے معلوم ہوا کہ انھوں نے عبد الرحمن کو اسکا حکم نہیں دیا ہوگا

انھیں باتوں کے پیش نظر عبد الرحمن نے علی سے کہا میں کتاب اللہ و سنت رسول اور سیرت شیخین کی شرط پر اپ کی بیعت کرتا ہوں لیکن علی نے دین کے بدلے دنیا نہیں بیچی ، وہ جانتے تھے کہ اگر قبول نہ کیا تو حکومت نہ ملے گی ، اپ نے فرمایا کہ خدا و رسول کی روش پر بیعت قبول کرتا ہوںلیکن سیرت شیخین پر عمل قبول نہیں ، میں خود اپنی سیرت پر چلوں گا ،

اگر عبد الرحمن نے یہ شرط علی کے علاوہ کسی سے کی ہوتی تو وہ مان لیتا ، لیکن انھوں نے صرف اپنے داماد عثمان کے سامنے پیش کی ، اور عثمان نے بغیر کے اسے قبول کر لیا ، واقعی سوچنے کی بات ہے کہ اخر سیرت شیخین کیا تھی کہ جسے عبد الرحمن نے پیش کیا اور علی نے اسے مسترد کر دیا

عائشه اور عثمان

تائید و حمایت کا زمانہ

خلافت عثمان کا ابتدائي زمانہ ابو بکر و عمر کی حکومت کی طرح گذرا ، اور عائشه ایسا سمجھ رہی تھیں کہ پہلے کی طرح خلیفہ عثمان بھی میرا احترام کریں گے ، اور دوسری ازواج رسول پر ان کا امتیاز محفوظ ہے ، ان کا اقتدار جیسا پہلے تھا اج بھی ہے ، یہی وجہ تھی کہ عائشه بھی قریش کے دوسرے سربر اوردہ افراد کی طرح عثمان کی تائید و حمایت میں امادہ تھیں ، انھوں نے عثمان کے بارے میں بے دریغ احادیث بیان کیں ، انکی شخصیت و خلافت کی حمایت کا اعلان کیا _

جو احادیث عثمان کی مدح و ستائشے میں مروی ہیں ان میں عثمان کے قتل ہونے کی بات نہیں ہے ، زیادہ احتمال یہ ہے کہ یہ احادیث اسی مختصر زمانے میں روایت کی گئیں ہیں جس زمانے میں وہ تائید و حمایت کرتی تھیں ، اس قسم کی احادیث کے نمونے مسند احمد بن حنبل سے نقل کئے جاتے ہیں _

عائشه کا بیان ہے کہ میں اور پیغمبر خدا(ص) ایك لحاف میں لیٹے ہوئے تھے ، اتنے میں ابو بکر نے اندر انے کی اجازت مانگی ، پیغمبر(ص) نے اسی حالت میں کہ وہ میری اغوش میں زیر لحاف تھے ، اجازت دیدی کہ اندر اجائیں ، ابو بکر اندر ائے اور اپنی باتیں کہنے کے بعد باہر چلے گئے ، ابو بکر کے بعد عمر نے انے کی

اجازت مانگی ، اس بار بھی پیغمبر(ص) نے اسی حالت میں بلالیا اور باتیں پوری کر کے روانہ کر دیا ، جب عمر باہر گئے تو عثمان نے پیغمبر (ص) سے ملاقات کی اجازت مانگی ، رسول خدا (ص) نے اس بار اٹھکر اپنے کپڑے درست کئے ، پھر اندر انے کی اجازت دی ، عثمان اپنے کام کے بعد واپس گئے ، اس موقع پر میں نے رسول خدا (ص) سے کہا ، ابوبکر و عمر کو اپ سے ملنا تھا اپ نے اسی حالت میں ان سے ملاقات کی ، نہ اٹھکر بیٹھے نہ کپڑے ٹھیك ٹھاك کئے ، لیکن جس وقت عثمان ائے تو اپ نے خود کو ا س طرح ٹھیك ٹھاك کیا جیسے اپ ان سے شرم کرتے ہیں ؟

رسول خدا (ص) نے فرمایا: عثمان بہت زیادہ شرمیلے اور حیا دار ہیں ، میں ڈرا کہ اگر اسی حالت میں میرے پاس ائے تو شرم و حیا کی وجہ سے اپنے مطالبات نہ بیان کریں گے _

ایك دوسری روایت کی بناء پر (۱) عائشه کا بیان ہے کہ رسول(ص) خدا بستر پر سوئے ہوئے میری چادر تانے ہوئے تھے ، یہاں تك کہ جب عثمان نے ملاقات کیلئے اجازت مانگی تو پیغمبر(ص) نے مجھے حکم دیا ، اپنے کپڑے پہن لو _

عائشه نے کہا ، اے رسول(ص) خدا ، ابوبکر و عمر کی امد پر اپ اتنے بے حواس نہیں ہوئے اب اپ عثمان کے انے پر اتنی تیاری کر رہے ہیں کہ اپنے کپڑے پہن رہے ہیں ؟

ایك دوسری روایت میں ہے کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا :

اے عائشه میں ایسا کیوں نہ کروں اور اسکا احترام نہ کروں حالانکہ خدا کی قسم فرشتے بھی عثمان سے شرم وحیا کرتے ہیں (۲)

میرے خیال میں اس حدیث کو خلافت عثمان کے زمانے میں بیان کیا گیا ہے ، کیونکہ جیسا کہ ہم اس حدیث میں دیکھ رہے ہیں ، اس حدیث میں بھی خلفاء ثلثہ کے نام اسی ترتیب سے لئے گئے ہیں جس ترتیب سے وہ ہوئے ہیں ، یہ چیز بجائے خود ہمیں سمجھاتی ہے کہ شیخین کے بعد جب عثمان مسند خلافت پر بیٹھے ہیں تو اسے بیان کیا گیا ہے ـ

نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حدیث بالا اس وقت بیان کی گئي ہے جب ابھی عائشه کو عثمان سے اختلاف نہیں ہوا تھا ، نہ رنجش ہوئي تھی ، بلکہ قتل عثمان سے بہت پہلے بیان ہوئي ہے ، بلکہ اس سے بھی بہت پہلے جب عائشه انتقام خون عثمان کیلئے کھڑی ہوئي تھیں ، روایت ہوئي ہے

کیو نکہ اگر اس کے علاوہ بات ہو تو اسمیں دوسری احادیث کے مانند ان کے قتل ہونے کا بھی تذکرہ ہوتا ، ان تمام باتوں کو نظر انداز بھی کر دیا جا ئے تو یہ بات بہت واضح ہے کہ رسول(ص) خدا خود ادب و اخلاق کا سمندر تھے ، اخلاق کے مربی تھے ، بنا بریں یہ حدیث رسول کو اپنی زوجہ کے ساتھ لحاف میں بتا رہی ہے ، بغیر کسی شرم و حیا کے ایك کے بعد دوسرے صاحب کمرے میں اتے ہیں ، اور انحضرت (ص) پر کوئي اثر نہیں ہوتا ،لیکن عثمان کے اتے ہی کپڑے درست ہوئے ، اپنی زوجہ عائشه کو بھی کپڑے درست کرنے کا حکم دیا ، پھر یہ کہ رسول(ص) خدا نے ان تینوں صحابہ میں فرق مراتب کیوں قرار دیا ؟ اور کیا بات ہے کہ صرف عثمان ہی سے فرشتے شرم کرتے ہیں ؟

١_ صحيح مسلم ج٧ ص١١٧ ، باب فضائل عثمان _ مسند احمد ج ٦ ص١٥٥
٢_صحيح مسلم ج٧ ص ١١٦ ، كنز العمال ج٦ ص٣٧٦ _ تاريخ بن عساكر _ النساب الاشراف بلاذري

برہمی و بغاوت کا زمانہ

عثمان کی خلافت کے نصف اول میں عائشہ نے انکی حمایت کی ، خود بھی فرماں بردار تھیں اور ذرا بھی مخالفت و نافرمانی کی ہوا نہیں بنائي _

یہاں تك کہ اس موقع پر بھی کہ جب تمام ازواج رسول نے حج کا ارادہ کیا تو پہلے انھیں سے اجازت مانگی ، عائشہ کا اس مرتبہ بیان ہے _

جب عمر مر گئے اور عثمان حکمراں ہوئے تو میں نے ام سلمہ اور میمونہ و ام حبیبہ سے ایك شخص کو عثمان کے پاس بھیج کر حج کی اجازت طلب کی _

عثمان نے جواب دیا ، سیرت عمر کا لحاظ کرتے ہوئے میں بھی انھیں کی طرح حج کیلئے بھیجوں گا ، اسلئے تمام ازواج رسول میں جو بھی ادائے حج کی خواہشمندہے ، میں تیار ہوں _

عثمان نے اپنا وعدہ پورا کیا ، اورہمارے ساتھ سب ازواج کو بڑے اہتمام و حجاب کے ساتھ حج کے لئے روانہ کیا ، صرف زینب نہیں تھیںکیونکہ وہ زمانہ ء عمر ہی میں مر چکی تھیں اور سودہ بنت زمعہ جنھوں نے وفات رسول کے بعد کبھی گھر سے قدم باہر نہیں نکالا (١)

اس سال عثمان نے ازواج رسول کے ساتھ حج کیا ، اور تحفظ و نگرانی کی تمام ذمہ داری عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن زید کے حوالے کی _

یہ صفائي اور خلوص زیادہ دیر نہ ٹك سکا ، گذرتے

زمانے کے ساتھ عائشه اور عثمان کے درمیان اختلاف ظاہر ہوگئے ،اخر کا ر عثمان نے عائشه کے وظیفہ کا دو ہزار اضافی حصہ کا ٹ لیا

تاریخ یعقوبی میں ہے (۲)عائشه و عثمان کے درمیان رنجش ہوگئي اور عثمان نے وہ دو ہزار دینار جو عمر نے تمام ازواج کے مقابلے عائشه کو امتیاز ی اضافہ کیا تھا کاٹ لیا ، اور دوسری ازواج کی طرح ان کا بھی وظیفہ معین کیا _

عائشه و عثمان کے درمیان اختلاف کی صحیح تاریخ ہمیں معلوم نہیں ، بس ہم اتناہی جانتے ہیں کہ ان دونوں کا اختلاف نصف اخر میں ظاہر ہواہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ اختلاف کسی ایك واقعہ کے تحت نہیں ہوا بلکہ رفتہ رفتہ سلگتا ہوا شدت پکڑ گیا ، سنگین سے سنگین تر ہوتا گیا ، پھر عائشه اور عثمان کے درمیان دراڑ عمیق تر ہو گیا _

١_ طبقات بن سعد ج ٨ ص ٢٠٩
٢_ تاریخ بن اعثم کوفی ص ١٥٥ _ تاریخ یعقوبی ج٢ ص ١٣٢

اسی طرح ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ عائشه پہلی شخص ہیں جنھوں نے پرچم بغاوت بلند کیا ، اور ناراض لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا ، انکی قیادت کی یہاں تك کہ خلیفہ قتل کر ڈالے گئے (١)

اور یہ بھی طئے ہے کہ جس وقت عثمان کے خلاف کشمکش و مخالفت کی اگ اور لوگوں کی شورش بھڑك رہی تھی ، اسوقت مسلمانوں کا کوئي بھی خاندان یا قبیلہ ابو بکر کے خاندان تیم سے زیادہ مخالفت میں اگے نہ تھا (٢)منجملہ ان امور کے جن سے عائشه اور عثمان کے درمیان اختلاف زیادہ سے زیادہ بڑھتا گیا ،

انجام کا ر دشمنی و نفاق ان دونوں میں اشکار تر ہوا ان میں ولید بن عقبہ کا مسئلہ ، ابن مسعود صحابی کے مسئلے پر عام طور سے لوگوں کو توجہ ہوئي ، ہم یہاں ہر ایك کے بارے میں الگ الگ تجزیہ کریں گے _

ولید بن عقبہ اور کوفے کی گورنري

ہم نے بتایا کہ عثمان کی فرماں روائي کے ابتدا ئي زمانے میں ام المومنین عائشه کی زبر دست حمایت حاصل تھی ، وہ چھ سال تك خاتون صدر اسلام کی حمایت سے سرفراز رہے عثمان بھی عائشه کے احترام میں کمی نہیں کرتے تھے ، لیکن گذرتے زمانے کے ساتھ رفتہ رفتہ ان دونوں کے درمیان اختلاف ابھرتا گیا ، گروہ بندی اور محاذ ارائي شروع ہو گئي _

ام المومنین لوگوں میں اپنے اثرات عثمان کو دکھانے کیلئے ہر حادثے سے بیش از بیش استفادہ کرتی تھیں ، عثمان کے خلاف لوگوں کے جذبات ابھارنے میں ہر مسئلے سے فائدہ اٹھاتیں ، یہ عناد اور اختلاف اسقدر بڑھ گیا کہ دونوں ایك دوسرے کی جان کے دشمن ہو گئے

عثمان نے اپنے رضاعی بھائي ولید بن عقبہ کو حکومت کوفہ حوالے کر دی جو بد کار ، شرابخوار و کمینہ تھا ، کوفے کے باشندے ایسے حکمراں کی شکایت لیکر مجبور آ ائے ، یہ ام المومنین کو بڑا اچھا بہانہ ہاتھ لگا کہ عثمان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے _

١_ طبری ج٥ ص ١٧٢
٢_ انساب الاشراف بلاذری ج٥ ص ٦٨

اب میں بھی تاریخ کے دریچے سے اس زمانے میں ولید کے کرتوتوں پر لوگوں کے رد عمل اور عائشه کے احکامات پر ایك نظر ڈال رہا ہوں _

ولید بن عقبہ ، یہ شخص خاندان ابی معبط بن ابی عمرو کی فرد تھا جسکا نام ذکوان تھا ، ذکوان کو امیہ بن عبد الشمس نے خرید اتھا بعد میں اپنا بیٹا بنا لیا ولید کی ماں کانام اروی بنت کریز بن ربیعہ تھا ، جو عثمان کی ماں تھی ، اس بناء پر ولید عثمان کامادری بھائي تھا ولید باپ عقبہ مکے میں رسول خدا کا پڑوسی تھا ، بعثت کے ابتدائي زمانے میں انحضرت (ص) کی مجلس میں اکثر اتا جاتا رہتا تھا _

ایك دن عقبہ کے یہاں کچھ مہمان ائے اور انحضرت سے خواہش کی کہ اس نشست میں اپ بھی تشریف لائیں ، رسول خدا نے اسکی خواہش قبول فرمائي اسکے مہمان ہو گئے ، لیکن اپ نے اسکا کھانا نہیں کھایا اور شرط لگادی کہ اگر تم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لے ائو تو میں تمھارا کھانا کھائوں گا ، عقبہ نے اپ کی بات مان کر ایمان کا اقرار کر لیا ، اسطرح وہ مسلمان سمجھا جانے لگا ، جب قریش کو یہ بات معلوم ہوئي تو کہنے لگے عقبہ بھی اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گیا _

عقبہ کا ایك دوست تھا ، وہ اس واقعے کے وقت مکے میں نہیں تھا شام کی طرف سفر میں گیا تھا ، جس رات وہ شام سے واپس ایا تو اپنی بیوی سے بات چیت کے درمیان پوچھا _

_محمد اور ان کے ماننے والوں کا کیا حال ہے ؟

_وہ لوگ سخت جد وجہد کی وجہ سے روز بروز ترقی کر رہے ہیں _

_میرا دوست عقبہ کیا کر رہا ہے ؟

_وہ بھی باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے اور محمد کا دین قبول کر لیا ہے _

_عقبہ کا دوست جسکا نام بعض روایات میں ابی بن خلف اور بعض میں امیہ بن خلف ہے یہ ماجرا سنکر سخت پریشان اور بے چین ہوا اس نے رات بے چینی میں گذاری ، صبح کو جب عقبہ اس سے ملنے ایا اور سلام کیا تو اس نے سر نہیں اٹھایا ، نہ اسکی طرف دیکھا ، اسے کوئي جواب نہیں دیا ، عقبہ نے پوچھا :

_کیا بات ہے کہ میرے سلام کا جواب بھی نہیں دیتے _

_کیسے سلام کا جواب دوں ، تم تو باپ دادا کے دین سے پھر گئے ہو ؟

_قریش بھی میرے بارے میں یہی کہتے ہیں ؟

_ہاں

_میں کیا کام کروں کہ ان کے دلوں کی صفائي ہو جائے ؟

_بہت اسان ہے ، محمد کی بزم میں جاکر منھ میں پانی بھر کے ان کے اوپر کلّی کرو اور جتنی گندی گالی ہو سکتی ہے انھیں دے ڈالو _

عقبہ نے اپنے ساتھی دوست کے حکم پر عمل کیا اور جو بات کسی طرح مناسب نہیں تھی اسے کر ڈالا _

رسول خدا (ص) نے اس کی اس ذلیل حرکت پر

کوئي رد عمل ظاہر نہیں کیا صرف اپنا چہرہ صاف کیا پھر عقبہ کی طرف رخ کر کے فرمایا :

اگر مکہ کے باہر میں نے تجھے پالیا تو تیری گردن مار دوں گا _

ایك دوسری روایت میں ہے ، عقبہ کے دوست نے اسکی سر زنش کرتے ہوئے کہا :

_اے عقبہ، تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گئے ہو ؟

_نہیں ، ایسا نہیں ہے ، ایك دن محمد میرے مہمان ہوئے اور قسم کھائي کہ اگر میں مسلمان نہیں ہو جائو نگا تو کھانا نہیں کھائونگا مجھے بڑی شرمندگی ہوئي انھیں خوش کرنے کے لئے زبان سے کلمہ پڑھ لیا سچ بتاتا ہوں کہ دل سے ایسا نہیں کیا ہے _

_اب میں کبھی تمھاری صورت نہیں دیکھوں گا ، جب تك تم ان کے اوپر کلّی نہ کرو ، پھر انھیں طمانچے لگائو ، لاتوں اور گھونسوں سے انکی ضیافت کرو ، اسطرح ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو _

عقبہ نے اپنے دوست کے اس حکم پر اسوقت عمل کیا جب انحضرت دار الندوہ میں حالت سجدہ میں تھے _

رسول خدا (ص) نے اس سے فرمایا :

اگر میں تجھے مکہ سے باہر دیکھوں گا تو سر کاٹ لوں گا _

* * *

عقبہ اس واقعہ کے بعد رسول خدا کا سخت ترین

دشمن ہو گیا ، پھر تو اس نے بکری کی اوجھڑی لی اور اسکی ساری غلاظت اپ کے دروازے پر پھنیك ایا (١)

جنگ بدر ہوئي تو عقبہ کے ساتھی مشرکوں کے ہمراہ رسول خدا سے جنگ کے لئے نکلے ، عقبہ سے بھی کہا کہ اس جنگ میں شریك ہو ، لیکن اس نے عذر کرتے ہوئے کہا کہ ، میں اس شخص سے ڈرتا ہوں ، کیونکہ مجھ سے اس نے ایك دن کہا تھا اگر تجھے مکہ سے باہر دیکھوں گا تو گردن ماردوں گا _

دوستوں نے جواب میں کہا :

تمہاری ران کے نیچے سرخ بالوں والا اونٹ ہے ، اگر ہم لوگ شکست کھا گئے تو اسانی سے میدان بدر سے بھاگ جائو گے _

عقبہ کو اسکے دوستوں نے اتنا سمجھایا بجھایا کہ وہ راضی ہو گیا ، وہ سب اسے میدان تك گھسیٹ لائے _

جنگ شروع ہوئي ،اور اسکی بھٹی گرم ہوتی گئي ، اخر کار خداوند عالم نے مسلمانوں کو فتح عطا کی ، اس ہنگامے میں عقبہ کا شتر بھاگا اور اسے ایك ہموار میدان میں پہونچا دیا ، مسلمان اسکے سر پر پہونچ گئے اور دیگر ستر قیدیوں کی طرح اسے بھی گرفتار کر لیا _

جب عقبہ کو خدمت پیغمبر میں لائے تو اپ اسے گھورنے لگے پھر اپ نے اسکے قتل کا حکم دیدیا

عقبہ نے قتل کا فرمان سنا تو چلانے اور فریاد کرنے لگا _

ہائے اپ ان تمام قیدیوں میں صرف مجھے ہی کیوں قتل کر رہے ہیں _

رسول خدا(ص) نے فرمایا ، تیرا گناہ بہت سنگین ہے ، تجھے اسلئے قتل کیا جارہا ہے کہ تو نے خدا ورسول سے کفر کیا اور ظلم کیا ، پھر اپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اسکا سر بدن سے جدا کر دو _

قران کی یہ ایت اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے _

١_ طبقات بن سعد ج١ ص ٨٦ مطبوعہ مصر

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹتا ہو گا ، کہے گا کاش میں پیغمبر سے رسم و راہ رکھتا ، کاش میں فلاں شخص کی بات نہ مانتا اس نے مجھے نصیحت قبول کرنے سے بہکا دیا ، جبکہ وہ میرے پاس پہونچی تھی ، اور شیطان تو انسان کو بے سہارا چھوڑ نے والا ہے (١)

قرآن نے ولید کا تعارف کرایا

ولید اسی عقبہ کا بیٹا ہے جس دن مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ فتح ہوا اور پیغمبر اسلام کے قبضے میں ایا ، مشرکوں اور گمراہوں کو بھاگنے کی راہ نہ رہی یہ ولید اسی دن مسلمان ہوا ، کچھ دن بعد رسول خدا نے اسکو قبیلہ بنی المصطلق کی زکواۃ وصول کر نے کیلئے بھیجا _

ولید تھوڑے ہی دن بعد واپس اگیا اور رپورٹ دی کہ قبیلے کے افراد مرتد ہو گئے ہیں ، زکات دینے سے انکار کر رہے ہیں _

ولید کے اس رپورٹ دینے کی وجہ یہ تھی کہ قبیلہ بنی المصطلق کے کچھ لوگ ولید کے انے کی خبر سنکر اسکے استقبال کیلئے ابادی سے باہر اگے تھے

تاکہ فرستادہ ء رسول کو خوش امدید کہیں ، لیکن ولید نے انکی بھیڑ دیکھ کر اپنی دانست میں یہ سمجھا کہ یہ لوگ بری نیت سے ائے ہیں ، بغیر ان سے بات کئے تیزی سے مدینہ واپس لوٹ گیا اور یہ جھوٹی رپورٹ دے ڈالی _

رسول خدا (ص) نے خالد بن ولید کو مامور فرمایا کہ جا کر مذکورہ قبیلے کی حقیقت حال دریافت کرے اور رپورٹ دے ، خاص طور سے خالد کو انحضرت (ص) نے تاکید فرمائي کہ خالد کسی معاملے میں جلدی نہ کریں اور گہرائي کے ساتھ مسئلے کا تجزیہ کریں _

خالد نے واپس اکر رپورٹ دی کہ قبیلے کے افراد اسلام سے وابستہ ہیں ، ذرا بھی مرتد نہیں ہوئے ہیں ، ان حالات میں یہ ایت نازل ہوئي جسمیں خالد کو فاسق اور بد کردار کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا _

١_ سورہ فرقان ایت ٢٧ و٢٩ ، سیرہ بن ھشام ج١ ص٣٨٥ وج٢ ص٢٥، تفسیر طبری ،قرطبی ، زمخشری ، ابن کثیر ، در منثور نیشاپوری امتاع الاسماع ص٦١و٩٠

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئي فاسق اور بد کر دار تمھارے پاس کوئي خبر لیکر ائے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہونچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو (١)

یہ ہیں مسلمانوں کے خلیفہ عثمان جو اپنے کو رسول خدا کا جانشین سمجھتے ہیں ، ایسے فاسق مشہور بد کردار کو صرف رشتہ داری کی وجہ سے کوفے کی گورنری سپرد کرتے ہیں ،اور سعد بن وقاص کو وہاں سے ہٹا دیتے ہیں جو کوفہ کے مطلق العنان حکمراں اور پیش روخلیفہ حضرت عمر کے زمانے سے

گورنر چلے اربے تھے ، حالانکہ سعد نے حکومت عمر کے زمانے میں ان کے حکم سے کوفہ کی بنیاد رکھی تھی جو دلالوں کی سر حد تھی ، اور وہ فوجی جو ایران کی جنگ میں شامل تھے ، وہیں سکونت پذیر ہو گئے تھے ، کوفہ والے سعد کا بہت احترام کرتے تھے _

بد کردار کو حکمراں کا عہدہ

جب ولید کوفے پہونچا اور سعد کو اسکی ماموریت کی خبر ہوئي تو ولید کی طرف رخ کر کے تعجب سے پوچھا _

ہم لوگ ایك دوسرے سے دور تھے ، ہم نہیں جانتے تھے کہ تمھاری پچھلی مکاری و حماقت میرے بعد ہو شیاری و سمجھداری میںبدل گئي نتیجہ میں تم نے لیاقت بہم پہونچالی _

یا حقیقت میں یہ ہم ہیں کہ احمق و نادان ہو گئے ہیں ؟ ولید نے جواب دیا اے سعد خفا نہ ہو ، یہ حکومت و سلطنت ہے جو گیند کی طرح ایك ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہونچتی رہتی ہے ، سعد نے اطمینان سے جواب دیا ہاں ، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بہت جلد اسے ملوکیت میں بدل دو گے (۲) کوفے کے باشندوں نے بھی اس تبدیلی اور حکومت کے تغیر پر اپنی خفگی ظاہر کرتے ہو کہا :

عثمان نے سعد بن وقاص کے بہت برے جانشین کو مقرر کیا ہے ، حکومت ولید بن عقبہ کے مسئلے پر ابو الفرج نے اغانی میں خالد بن سعید اموی سے یوں روایت کی ہے _

۱_ سورہ ء حجرات ایت ٦ ----"ان جاء کم فاسق ..."
۲_ حالات ولید ، استیعاب ، طبقات ، اسد الغابہ ، اصابہ ، اور کنز العمال اور ایت زیر بحث سے متعلق تمام تفاسیر دیکھی جا سکتي

عباس بن عبد المطلب ، ابو سفیان ، حکم بن ابی العاص ، ولید بن عقبہ ہی وہ مخصوص افراد تھے جو مسند حکومت پر عثمان کے پہلو میں بیٹھتے تھے۔

ایك دن عادت کے مطابق ولید خلیفہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں عثمان کا چچا حکم اگیا ، عثمان احترام حکم میں اپنی جگہ سے اٹھکر الگ بیٹھ گئے اور حکم کو اپنی جگہ پر بیٹھا یا

حکم کیلئے عثمان کے اس برتائو سے ولید بہت خفا ہوا ، لیکن سامنے کچھ نہ بولا ،لیکن جب حکم چلا گیا تو عثمان سے کہنے لگا ـ

اے امیر المومنین جس وقت اپ نے میرے اوپر حکم کو ترجیح دی تو میرے دل میں یہ دو شعر گونجے ـ

عثمان نے کہا ، اخر حکم قریش کا بزرگ ہے ، اسکا احترام میرے اوپر واجب ہے ،لیکن وہ دو شعر کیا ہیں ؟ ولید نے یہ دو شعر پڑھے ـ

میں نے دیکھا کہ اپنے چچا کی بھائي سے زیادہ قدر کرتا ہے ، حالانکہ یہ نئي بات ہے ، قدیم زمانے سے ایسا نہ تھا ـ

جب میں نے ایسا دیکھا تو میں نے ارزو کی کہ (عمر و خالد) عثمان کے دونوں فرزند بڑے ہو جائیں اور قیامت کے دن مجھے چچا پکاریں (١)

عثمان کا دل ان دو شعروں سے بھن گیا ، کیونکہ وہ مادری بھائي تھا مزید دل نہ دکھے اسلئے مملکت اسلام کا ایك گوشہ حوالے کرتے ہوئے کہا "میں نے تمھیں حکومت عراق عطا کی "

اور اسطرح ایك گمنام اور قران کی زبان میں فاسق ناموس اسلام کا مطلق العنان فرماں روا بنا دیا گیا _

خلیفہ کے چچا حکم

اب نامناسب نہیں ہو گا کہ حکم کا بھی تعارف کر ا دیا جا ئے کہ وہ کون ہے اور اسکے کیا کرتوت ہیں کہ جسکا اتنا احترام عثمان جیسا خلیفہ کر رہا ہے_

حکم بن ابی العاص عثمان کا چچا ہے اورامیہ بن عبد الشمس کے خاندان سے ہے ، بلاذری جلد پنجم ص ۲۷ پر لکھتا ہے :

۱_
رایت لعم المرء زلفی قرابة

دوین اخیہ حادثا لم یکن قدما

فاء ملت عمراً ان یشب و خالدا

لکی یدعوانی یوم مزحمة عما

حکم جاہلی زمانے میں رسول خدا کا ہمسایہ تھا ، بعثت کے بعد وہ تمام پڑوسیوں سے زیادہ انحضرت کی اذیت میں کوشاں تھا ، حکم فتح مکہ کے بعد اسلام لایا اور مدینے میں سکونت اختیار کر لی ، لیکن مسلمانوں کی قربت کے باوجود اپنی دینی سستی اور بد اعتقادی میں مشہور تھا ، کیونکہ حکم اگر چہ اسلام لے ایا تھا لیکن رسول خدا کے پیچھے پیچھے چلتا اور اپ کی نقل کرتا تھا ، ہاتھ اور منہ سے اپ کو چڑھا تا تھا ، نماز کے وقت مسخرہ پن میں انگلیوں کو ٹیڑی اور سیدھی کرتا، اصطلاحی حیثیت سے وہ گویا جو کربن جاتا _

ایك دن وہ رسول خدا کے پیٹھ پیچھے جو کروں کی حرکتیں کر رہا تھا کہ انحضرت نے دیکھ لیا ، اپ نے غصہ

میں حکم دیا _

ایسا ہی ہو جا _

انحضرت (ص) کی نفرین کا یہ اثر ہوا کہ وہ تمام عمر اسی حالت میں رہا ، سر اور منہ ہمیشہ کپکپاتا رہتا تھا ، عمر بھر کی تھر تھری لگ گئي _

مسلمانوں کو حق تھا کہ حکم کے اسلام کے بارے میں مشکوك رہیں ، کیونکہ وہ اپنے مسخرہ پن کے تا عمر عذاب کے باوجود رسول خدا کی اذیت سے باز نہیں اتا ، ایك دن انحضرت(ص) اپنی ایك بیوی کے ساتھ حجرے میں تھے کہ وہ سوراخ سے جھانکنے لگا ، انحضرت ڈنڈا لیکر باہر نکلے اور فرمایا کون مجھے اس کمینے چھپکلی بچے سے نجات دے گا (۱)

پھر اپ نے فرمایا ، یہ اور اس کے بیٹوں کو حق نہیں کہ میرے ساتھ ایك شہر میں رہیں ، اپ نے ان کو طائف میں جلا وطن کر دیا _

رسول خدا کی وفات کے بعد عثمان نے ابو بکر سے سفارش کی کہ حکم اور اسکے بیٹوں کو مدینے واپس بلا لیا جائے ، ابو بکر نے بات نہ مانی اور کہا :

میری یہ جراء ت نہیں کہ جسے رسول(ص) خدا نے دھتکار دیا ہے اسے مدینہ واپس انے کی اجازت دوں _

جب عمر خلیفہ ہوئے تو عثمان نے اپنے مطالبے کی تجدید کی لیکن عمر سے بھی جواب سنا ، لیکن جب خود خلیفہ ہوئے تو حکم اور اسکے بیٹوں کو مدینہ واپس بلا لیا اور کہا :

۱_ من غدیری من هذا الوزغ اللعین

میں نے رسول خدا کی خدمت میں حکم کی سفارش کی تھی کہ حکم کو مدینہ بلا لیا جائے ، رسول(ص) خدا نے بھی اسے قبو ل فرما لیا تھا ، لیکن وفات رسول کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا _

مسلمان اس راندہ رسول کی مدینہ واپسی سے خو ش نہ تھے ، بلا ذری ص۲۲۵ پر لکھتا ہے حکم اسرار پیغمبر کو فاش کرتا ، انحضرت (ص) نے اس پر نفرین کی اور اسکے ساتھ بیٹوں کو بھی طائف جلا وطن کر دیا ، اور فرمایا وہ میرے ساتھ ایك شہر میں نہیں رہے گا _

حکم نے خلافت عثمان کے زمانے تك اپنے بیٹوں کے ساتھ طائف میں گذر بسر کی ، یہاں تك کہ عثمان نے اسے مدینہ واپس بلا لیا ، صفحہ ۲۸ پر ہے کہ عثمان کی اس حرکت سے تمام مسلمان خاص طور سے انتہائي غم و غصہ میں بھر گئے کہ انھوں نے حکم کو مدینہ واپس بلا لیا ، اور یمن کے قبیلہ ء خزاعہ کی ، وصولئي زکوة پر مامور کیا ، پھر تمام حاصل شدہ رقم جو تین لاکھ تھی اسی کو بخش دی ، ص ۲۷ پر لکھا ہے کہ:

حکم خلیفہ عثمان کے زمانے میں مرا ، خود عثمان نے اس کی نما ز جنازہ پڑھی ، پھر اسکے احترام میں حکم دیا کہ قبر پر خیمہ لگا یا جائے_

جی ہاں ، حکم جسے عثمان اپنی جگہ پر بٹھا تے ، خود اسکے ما تحت بیٹھتے ایسی اہم اور معروف شخصیت کے بارے میں قارئین کیا فیصلہ کریں گے ؟

حکم کے حالات کیلئے استیعاب ، اسد الغابہ اور اصابہ دیکھی جائے _

ابن مسعود پر کیا بیتي

ابو عبد الرحمن کنیت تھی ، عبد اللہ بن مسعود ھذلی نام تھا ، ان کے باپ مسعود قبیلہ زھرہ کے ہم پیمان تھے ، ابن مسعود سابقین اسلام میں سے تھے ، اور اس وقت کہ جب کسی میں ہمت نہ تھی کہ مکہ میں بلند اواز سے قران پڑھ سکے انہوں نے اس بارے میں پہل کی اور بلند اواز سے ایات الہی کو ان مشرکین کے کانوں تك پہونچایا جو اس سے نا اشنا اور غافل تھے ، قریش نے فرزند مسعود کو سزا دئے بغیر نہیں چھوڑا ، اپ کو اسقدر مارا کہ زخمی کر کے خون میں لت پت ایك کونے میں ڈال دیا رسول خدا(ص) انھیں اپنے پاس رکھتے ، وہ بھی رسول خدا کی دل و جان سے خدمت کرتے

یہاں تك کہ رسول خدا نے ان سے فرمایا ، جہاں تك میری اواز سن سکو تمھیں اجازت ہے _

ابن مسعود ہمیشہ خدمت میں رہے ، اپ سے کبھی جدا نہ ہوئے ، رسول خدا (ص) کی جوتیاں اپنے پا س رکھتے اور پنھاتے ، اپ کے ساتھ ساتھ چلتے کبھی اپ کے اگے بھی چلتے تاکہ اپ کے محافظ رہیں ، جب رسول خدا نہاتے تو اپ پردہ کرتے تاکہ کوئي انحضرت (ص) کا بدن نہ دیکھ سکے ، جب اپ سوتے تو اپکی حفاظت کرتے ، اپ ہی انحضرت (ص) کو خواب سے جگاتے ابن مسعود نے حبشہ اور مدینہ دونوں ہجرت کی جنگ_ بدر اور دوسری جنگوں میں شریك رہے ، وفات رسول (ص) کے بعد اپ کی زندگی کے بارے میں یہ ملتا ہے کہ (١)

عمر نے انھیں عمار یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا وہاں کے باشندوں کو خط لکھا کہ میں عمار یاسر کو حکمراں

بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو انکا مشاور اور امور دین کا معلم بنا کر بھیج رہا ہوں ، یہ دونوں رسول خدا کے مخصوص اصحاب اور جنگ بدر میں شریك رہے ہیں ، انکی پیروی کرتے ہوئے انکی باتیں دل و جان سے سنو ، ان کے فرماں بردار رہو ، اور اس بات کو سمجھ لو کہ میں ابن مسعود کو بھیجکر تم لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دے رہا ہوں(۲)

ابن مسعود کوفے والوں کو قران کی تعلیم دیتے ، انھیں دینی مسائل بتاتے اسی کے ساتھ ساتھ وہ بیت المال کے خزانچی بھی تھے _

خلیفہ عثمان نے اپنے رضائي بھائي ولید کو کوفے کا گورنر بنا دیا ، ولید کوفہ ایا اور حکمرانی کرنے لگا ، لیکن ابن مسعود کے ہاتھ میں تمام مالیات کے امور رہے _

پہلے سے رسم چلی ارہی تھی کہ ہر گورنر جب چاہتا بیت المال سے قرض لے لیتا پھر معین مدت میں واپس کر دیتا ، ولید نے بھی ایسا ہی کیا قرض کی معینہ مدت ختم ہونے کے بعد ابن مسعود نے اس سے تقاضا کیا ، پھر ٹال مٹول ہوا تو اپ نے اصرار کیا ، ابن مسعود کی یہ گستاخی ولید کیلئے ناقابل برداشت تھی ، ایك خط عثمان کو لکھ کر اس مزاحمت سے چھٹکارے کے سلسلے میں مدد کی درخواست کی ، عثمان نے ابن مسعود کو فوراً خط لکھا (تمہاری حیثیت میری جانب سے صرف خزانچی کی ہے ، جو روپیہ بھی ولید خزانے سے لے تمھیں اسکے مطالبے کا حق نہیں)

۱_ مسند احمد بن حنبل ج ۵ص۳۸۹ ، مستدرك ج۳ص ۳۱۵ و ۳۲۰ ، حلیہ ابو نعیم ج۱ص ۱۲۶ و ۱۲۷ کنزالعمال ج ۷ص ۵۵ ، بخاری کی بعض روایات خود اپ ہی سے مروی ہیں

۲_ اسد الغابہ ۳/ ۲۵۸

جب یہ خط ابن مسعود کو ملا وہ سمجھ گئے کہ اس اہم ذمہ داری کو وہ بخوبی نبھا نہ سکیں گے ، انھوں نے خزانے کی چابی ولید کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا :

میں اج تك سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کے مال کا محافظ ہوں ، لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ تمھارا خزانچی ہوں ، مجھے اسکی ضرورت نہیں ، میں اس عہدے سے استعفا دیتا ہوں_ (۱)

ابن مسعود خزانچی کے عہدے سے مستعفی ہونے کے بعد بھی کوفے ہی میں رہے اس واقعے کے بارے میں عقد الفرید میں ہے کہ :

ابن مسعود نے مسجد کوفہ میں مسلمانوں سے خطاب کیا ، اے کوفہ والو تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ اج رات تمہارے بیت المال سے ایك لاکھ کم ہو گیا ہے ، بغیر اسکے کہ امیر المومنین حکم دیں ،یا میری ذمہ داری ختم کریں وہ نکال لیا گیا ہے _

ولید نے ساری کہانی اور ابن مسعود کی باتیں عثمان کو لکھ دیں عثمان نے بھی ابن مسعود کو اس عہدے سے برطرف کر دیا (۲)

بلاذری انساب الاشراف میں لکھتے ہیں کہ :

جس وقت ابن مسعود نے ولید کے سامنے چابی پھینکی تو غصے سے کہا ، جو شخص احکام خدا کو اپنی خواہش کے مطابق پھرائے تو خدا وند عالم اسکی عاقبت خراب کردے گا ، اور جو شخص اپنی خواہش کے مطابق اسے بدل دے تو خدا اس پر غضبناك ہوتا ہے ، میں عثمان کو ایسا ہی پا رہا ہوں ، کیا یہ جائز ہے کہ سعداور وقاص جیسی شخصیت کو ہٹا کر کوفے کی

گورنری ولید کو دیدی جائے ؟

ابن مسعود اکثر فرماتے ، سب سے اچھی بات قران میں خدا کی بات ہے ، اور سب سے پسندیدہ راستہ وہی ہے جسے پیغمبر خدا نے دکھایا ، اور بد ترین کام بدعت ہے ، اور ہر بدعت گمراہی ہے ، اور گمراہی کا نتیجہ اتش دوزخ ہے (۳) ولید نے یہ ساری باتیں اور ابن مسعود کی طنزیہ تقریر یں عثمان کو لکھ ماریں اخر میں لکھا کہ ابن مسعود تمہاری برائیاں کرتے ہیں ، تمھیں گالیاں دیتے ہیں ، عثمان نے ان کو مدینے بلا بھیجا _

١_ انساب الاشراف بلاذری ج٥ص ٣٦
٢_عقد الفرید ج٢ ص٢٧٢
٣_ ا نساب الاشراف ج٥ص٣٦

جس وقت کوفہ والوں کو مدینے میں ابن مسعود کے حاضر ہونے کی خبر ملی اپ کے گرد جمع ہو گئے ، ان سے کہا کہ اپ نہ جائیے _

یہیں ہم لوگوں کے پاس رہیئے ہم لوگ اپ پر اذیت نہ ہونے دیں گے ابن مسعود نے ان لوگوں کو جواب دیا _

انہوں نے میرے اوپر اطاعت کا حق ڈالا ہے ، جہاں تك میری بات ہے میں نہیں چاہتا کہ ان کے اوپر فتنے کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص بنوں اور ان کے حکم کی نافرمانی کروں (١)

استیعاب میں ہے کہ ابن مسعود نے کوفے والوں کو یہ جواب دیا ، یہ اوضاع و احوال اپنے پیچھے فتنے لئے ہوئے ہیں ، مجھے پسند نہیں کہ فتنہ میرے ہاتھوں شروع ہو _

کوفے کے باشندے ابن مسعود کو رخصت کرنے دور

تك گئے ، انھوں نے تمام لوگوں کو تقوی اور احکام خداوندی پر عمل کرنے کی نصیحت کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ اپنے گھروں کو واپس جائیں ، اور خود مدینے کی طرف چل پڑے _

کوفے والوں نے بھی ابن مسعود کی ستایش کی ، جس وقت وہ مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو انکی زحمتوں اور حقوق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگے ، خدا وند عالم اپ کو جزائے خیر دے ، اپ نے ہمارے ناواقفوں کو دین سے اشنا کیا ، اور واقفکاروں کو دین کا ثبات عطا کیا ، ہمیں قران سکھایا ، دین و ائین سے اشنا کر کے بینا کیا ، واقعی اپ اچھے مسلمان ، اچھے خیر خواہ اور مہربان بھائي کی طرح رہے ، پھر الوداع کہکے سبھی لوٹ گئے (۲)

ابن مسعود مدینہ پھونچکر سیدھے مسجد میں گئے ، اس وقت عثمان منبر پر تقریر کر رہے تھے ، ابن مسعود کو دیکھا تو گفتگو کا رخ بدل کے بولے _

یہ دیکھو چوپایہ پست خصلت اور پھکڑ تمہارے درمیان اگیا ، مانند اسکے کہ جب روٹیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا جائے تو جو کھایا ہے قئے کر دے _

ابن مسعود نے عثمان کے زخم زبان کا جواب دیا :

نہیں ، عثمان میں ایسا نہیں ہوں ، بلکہ میں وہ صحابی رسول ہوں جسے جنگ بدر اور بیعت رضوان میں شریك ہونے کا فخر حاصل ہے (۳)

۱_ ا نساب الاشراف بلاذری ج ۵ص۳٦
۲_ استیعاب میں حالات بن مسعود دیکھئے
۳_ ابن مسعودنے اس جواب سے عثمان پر طنز کیا ، کیونکہ عثمان نہ تو جنگ بدر مین شریك تھے نہ بیعت رضوان میں

عائشہ بھی حجرے سے چیخ پڑیں ، ارے عثمان تم رسول کے ہمدم اور صحابی کے لئے ایسی بات کہہ رہے ہو؟

عثمان نے عائشہ کے جواب میں چلا کر کہا ، خاموش رہو ، اور پھر حکم دیا کہ ابن مسعود کو مسجد سے نکال باہر کر دیا جائے _

خلیفہ کے حکم سے ابن مسعود کو بڑے توہین امیز انداز میں مسجد سے نکالا گیا ، عبداللہ زمعہ نے انکو زمین پر پٹك دیا ، یہ بھی کہتے ہیں کہ عثمان کے غلام یحوم نے انھیں دونوں ٹانگیں پکڑ کر اٹھا یا اور اتنی زور سے زمین پر پٹکا کہ پسلیاں ٹوٹ گئیں_

حضرت علي(ص) جو اس سارے منظر کو دیکھ رہے تھے _فرمایا اے عثمان صرف ولید بن عقبہ کی رپورٹ پر صحابی رسول خد(ص) ا کے ساتھ یہ سلوك کر رہے ہو؟ عثمان نے جواب دیا نہیں ،صرف ولید کی رپورٹ ہی نہیں ،میں نے زبید بن صلت کندی کو بھی تحقیقات کے لئے کوفہ بھیجا تھا ، ابن مسعود درد کی شدت سے تڑپ رہے تھے ،چلانے لگے ، خون عثمان حلال ہے حضرت علی نے عثمان کو جواب دیا _

تم نے زبید جیسے غیر معتبر پر اعتماد کیا ہے ، یہ فرمایا اور ابن مسعود کو علاج کرانے کیلئے اپنے گھر لیکر چلے گئے _

ا بن مسعود اس حادثے کے بعد مدینے ہی میں رہے ،عثمان نے انھیں مدینے سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی ، یہاں تك کہ جب وہ اچھے ہو گئے تو رومیوں سے جہاد کیلئے انھوں نے اجازت مانگی لیکن عثمان نے اجازت نہیں دي_

اس خاص موقع پر روایت ہے کہ جب ابوذر ان سے

اجازت مانگ رہے تھے ، اور عثمان ابھی اجازت دینے نہ دینے کی کشمکش میں تھے کہ مروان بول پڑا _

اس شخص نے عراق کو تمہارے خلاف بھڑ کایا ، عراقیوں کو تم سے بد گمان کیا ، اب شام کی باری ہے ،یہ چاہتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کو تمہارے خلاف بغاوت پر ابھارے اس طرح ابن مسعود زندگی بھر مدینے سے باہر نہ جاسکے، حقیقت میں وہ نظر بند تھے ،یہاں تك کے قتل عثمان کے دو سال قبل انھوں نے انتقال فرمایا، اس درمیان ابن مسعود مدینے میں تین سال رہے بن مسعود اور عثمان کے درمیان اخری بات چیت بہت زیادہ لائق توجہ ہے _

جس وقت وہ بستر بیماری پر پڑے زندگی کے اخری لمحے گن رہے تھے ، عثمان انکی عیادت کے لئے سرھانے پہونچے اور کہا ، کیا تکلیف ہے

اپنے گناہوں کا بوجھ

کیا خواہش ہے ؟

خداوند عالم کی بخشش و رحمت

کیا علاج کیلئے ڈاکٹر بلائوں؟

ڈاکٹر نے خود ہی مجھے بیمار کیا ہے

کیا تمہارا وظیفہ دینے کا حکم دیدوں

(دو سال سے بن مسعود کا وظیفہ بند تھا(١))

جب مجھے اسکی ضرورت تھی تم نے نہیں دیا، اب جبکہ ضرورت نہیں ہے ، تم مجھے دینا چاہتے ہو،

تمہارے بیٹوں کیلئے باقی رہے گا_

انکی روزی خدا دیتا ہے،

خدا سے دعا کرو کہ (جو کچھ میں نے تم پر ظلم ڈھایا ہے) معاف کر دے

خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم سے میرا حق لے،

ابن مسعود نے وصیت کی تھی انکی نماز جنازہ عمار یاسر پڑھائیں ، عثمان میرے جنازے میں شریك نہ ہوں ، ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا اور عثمان کو خبر کئے بغیر جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا (۲)

جب عثمان کوا بن مسعود کے مرنے کی خبر ملی تو سخت غصہ ہوئے اور کہنے لگے ، مجھے خبر دیئے بغیر تم لوگوں نے ایسا کردیا؟

عمار یاسر نے جواب دیا ،انھوں نے خود وصیت کی تھی کہ تم ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائو، عبداللہ بن زبیر نے اسی کے مناسب حال شعر کہا ہے ، میں جانتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد نوحہ وزاری کرو گے حالانکہ تم نے میری روٹی روزی بند کردی تھی (۳)

١_ تاریخ بن کثیر ج7 ص١٦٣ ، یعقوبی ج٢ ص١٩٧ ، مستدرك ج٣ ص١٣

٢_ابن مسعود کی وفات ٣٢ھ میں ہوئي زبیر نے انھیں راتوں رات عثمان کو خبر کئے بغیر دفن کر دیا ، وفات کے وقت انکی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی ،

٣_ لاعرفتك بعد الموت تندبني .... و فی حیاتی ما زودتنی زادي

ابن مسعود کے یہ مختصر حالات تھے، لیکن ولید بن عقبہ کی حکومت کوفہ کی صرف یہی ایك داستان نہیں بلکہ اسکی حکمرانی کے زمانے میں انتہائي بلا خیز اور فتنہ انگیز واقعات سرزد ہوئے ، چنانچہ مسیحی شاعر

ابوزبید اور شعبدہ باز یہودی کے ساتھ اس کے سلوك مشہور ہیں_

اگ سے کھلواڑ

ابو الفرج کتاب اغانی میں ابن اعرابی کا بیان یوں روایت کرتا ہے جس وقت ولید اپنے مادری بھائي عثمان کی طرف سے کوفہ کا گورنر بنا تو شرابی اور عیسائي شاعر ابو زبید سے اسکی گاڑھی چھننے لگی ، ولید نے اسکو عقیل کی ملکیت والے گھر میں ٹھہرایا ، پھر اسے بخش دیا ، یہ گھر زبید جیسے شرابی شاعر کو دینے سے پہلی بار کوفے کے باشندے ولید کی برائیاں بیان کرنے لگے ، کیونکہ ابو زبید عیسائي تھا ،جب وہ ولید کے پاس جاتا ، تو اسکا راستہ مسجد کوفہ میں ہونے کی وجہ سے وہیں سے ولید کے پاس جاتاوہ رات بھر شراب کے جام چھلکاتا، پھر صبح کو شدت مستی سے بیخود ہو کر لڑ کھڑاتا ہوا مسجد ہی عبور کر کے اپنے گھر پہونچتا _

ولید کی یہ روش دین سے لاپرواہی ،اور مسلمانوں کے احساسات و معتقدات سے بے اعتنائي کا پتہ دیتی ہے کوفے والے تو یہ چاہتے تھے کہ ولید شراب پینا چھوڑ دے _

خلاف شرع کام کرنا بند کرے ، ابو زبید جیسے شرابی مصاحب سے اپنا ناتہ توڑے ، اس کے بر عکس اس نے دو وسیع زمینداری شام دحیرہ میں محل کے ساتھ اسکو بخش دی ، اور صرف اسی کے چوپایوں کی چراگاہ کو مخصوص کر کے ، دوسروں کو اس کے استفادے سے محروم کر دیا ، ابو زبید نے بھی اسکی خصوصی مہربانی کے بدلے مدحیہ اشعار کہے اور اسکا شکر یہ ادا کیا ،(۱)

بلاذری لکھتا ہے _ ولید نے اپنے عیسائي شاعر و

مصا حب ابو زبید کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے شراب اور سور کاگوشت مقرر کیا تھا ، اسکے مقربین نے مشورہ دیا کہ اس سے عوامی احساسات بھڑك اٹھیں گے ،لوگ اپ کے خلاف ہو جائیں گے _

نتیجے میں ولید نے شراب اور سور کا گوشت تو روك دیا لیکن حکم دیا کہ اسکی جتنی قیمت متعین ہوتی ہے

١_ اغانی ج٣ ص ١٨٢_ ٨٣

اسے ماہانہ دی جائے پھر اس پر اضافہ بھی کیا ، یہ کوفے کا گورنر عیسائي ابو زبید کو مسلمانون کی مسجد سے گذرنے کی اجازت دئے ہوا تھا(١)

ایك دوسری نا مناسب حرکت ولید جسکی وجہ سے لوگ اسکے مربی عثمان سے بہت زیادہ بد ظن ہوئے یہ تھی کہ ولید نے حکم دیا تھا کہ ایك یہودی جو کر اپنی جادوگری کی دوکان مسجد میں لگا کر اپنے شعبدے دکھائے اور گورنر صاحب کی تفریح کا سامان فراہم کرے _

لوگوں نے ولید کو بتایا کہ زرارہ نام کا ایك یہودی کرتب میں مشہور ہے وہ شعبدہ ، جادو اور سحر کی تمام قسموں میں مہارت رکھتا ہے ، یہیں بابل کے پل کے پاس دیہات کا باشندہ ہے ، ولید نے حکم دیا ،اسے کوفہ لایا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھوں کے کرتب اورمیٹھے شعبدوں کا تماشہ دکھائے ، ولید کے پیادوں نے اسکے حکم کی تعمیل میں سامنے لاکر حاضر کر دیا ، اس نے بھی حکم دیا کہ مرد یہودی مسجد کوفہ کے صحن میں اپنے جادو کے کرتب کی دوکان لگادے ، اپنے ہنر کے

تماشے اعلی حکام اور مسلمان پڑوسیوں کو دکھائے_

اسکی نمائشے کا ایك تماشہ یہ تھا کہ اندھیری رات میں بڑا سا ہاتھی گھو ڑے پر سوار تماشائیوں کو دکھا دیتا تھا_

ایك دوسرا کرتب یہ تھا کہ وہی شعبدہ باز اپنے کو اونٹ کی شکل میں ہو کر رسی پر چلتا ہوا لوگوں کی نگاہوں کو دکھاتا تھا پھر وہ خود ہی ایك خچر کی شکل میں ہو جاتا تھا جو اس اونٹ کے منھ میں داخل ہو کر اسکے مخرج سے نکل جاتا تھا_

سب سے اخر میں تماشہ دکھاتے ہوئے ایک تماشائي کو مجمع سے گھسیٹ لاتا تھا ،پھر بے دھڑك اسے تلوار سے قتل کر کے ،سر وبدن الگ الگ کر دیتا تھا ، پھر سارے تماشائي حیرت کے مارے پھٹی پھٹی انکھوں سے دیکھتے کہ وہ اس مقتول کے جسم پر تلوار پھیر رہا ہے اور مقتول زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہو تا ہے _

جندب بن کعب ازدی اسی تماشائیوں کی جماعت میں ،موجود تھے ، انھوں نے شعبدہ باز یہودی کے سارے تماشے اپنی انکھوں سے دیکھے جو شیطان اور گمراہی کی مسلسل کاروائیوںسے خدا کی پناہ طلب کر تے رہے ، جس سے انسان خدا کی یاد سے غافل ہو رہا تھا ،انھیں یقین تھا کہ یہ سب کچھ نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے جسے اسلام نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے ،بس پھر کیا تھا ،انھوں نے دیر کرنا جائز نہیں سمجھا اور تلوار سونت لی ، ایك ہی وار میں اس

١_ انساب الاشراف بلاذری ج ۵ ص ۲۹_ ۳۰

یہودی کا سر تن سے جدا کر کے چلائے

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان ذهوقا

حق اگیا اور باطل نیست ونابود ہو گیا باطل کو تو نیست و نابود ہونا ہی تھا _

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سارا واقعہ دن کا ہے ،رات کا نہیں ، جندب کے پاس تلوار نہیں تھی ، وہ بازار گئے اور تلوار بنانے والے سے تلوار خریدی اور واپس اکر اس شعبدہ باز یہودی کی گردن ماری ، پھر وہ چلائے _

اگر تو سچا ہے تو اپنے کو زندہ کر لے _

جو بھی صورت ہو ، یہ ولید تھا جس نے مسجد کو شعبدہ باز یہودی کے تماشے کا مرکز بنا لیا تھا جبکہ وہ عبادت کی جگہ ہے اور یہ جندب تھے کہ اس شعبدہ باز کو قتل کر کے عثمان کے بد کار حاکم کی تفریح کر کری کرکے اسکے عیش وعشرت میں اندھیرا کر دیا _

اس مرتبہ تو ولید غصے میں بھڑك اٹھا ،اس نے جندب کی گستاخی دیکھ کر حکم دیا کہ یہودی زرارہ کے انتقام خون میں جندب کو قتل کردیا جائے ،لیکن ان کے رشتہ دار جو قبیلہ ازدسے تھے جندب کی حمایت میں کھڑے ہو گئے انھوں نے قتل ہو نے سے بچا لیا ، نا چار ولیدنے حیلہ شروع کیا اور قتل کو نظر انداز کرکے بظاہر اسکے قتل سے در گذر کیا اور حکم دیا کہ جندب کو قید کر لیا جائے _

جندب کو جیل میں ڈال دیا گیا ، اور جیلر جس کا نام دینار تھا اسکے حوالے کر دیا گیا ، دینار کو جب قید ہونے کی وجہ معلوم ہوئي ، جندب کی زهد و پار سائي اس نے خود انکھوں سے دیکھی ،یہ دیکھا کہ وہ تمام رات صبح تك عبادت میں مصروف رہتا ہے ، اس نے جائز نہیں

سمجھا کہ ایسے زاہد اور با ایمان شخص کے خون سے اپنا دامن الودہ کر ے جیلرنے ان سے کہا :

میں دروازہ کھول رہا ہوں ، تم بھاگ جاؤ ، سلامتی سے اپنی جان بچالے جاؤ _

اگر میں ایسا کروں تو تمہیں نہیں چھوڑا جائے گا تمہیں قتل کردیا جائے گا _

میرا خون رضائے خدا کے لئے بہے گا ولی خدا کی نجات میں بہے گا ، میری جان اتنی قیمتی کہاں ؟

اخر کار دینار جیلر کے اصرار سے جندب نے قدم باہر نکالا اور جیل سے فرار کر گئے _

صبح سویرے ولید نے جندب کے حمایتیوں سے دور تہیہ کئے ہو ا تھا کہ جندب کو قتل کرے اس نے حکم دیا کہ جندب کو خدمت میں حاضر کیا جائے ، ولید کے پیادے جیل سے خالی ہاتھ واپس ائے ،انھوں نے خبر دی کہ جندب جیل سے فرار کر گئے ، خود سر اور بد کار حاکم کوفہ ولید کو دینار جیلر کی سہل انگاری پر بڑا غصہ ایا ،لال بھبھوکا سرخ انگارہ ہو گیا ، حکم دیا

Translation Movement

کہ اس تساہلیء پر دینار کو قتل کردیا جائے ،(۱)اور اسکا بدن مزبلہء کوفہ میں دار پر لٹکا دیا جائے(۲)

ادھر جندب قید خانے سے بھاگ کر مدینہ پہونچے، وہیں سکونت اختیار کر لی جب عثمان کو معلوم ہوا تو انھوں نے ان کو سخت و سست کہا اس وقت حضرت علی نے انکی سفارش کی عثمان نے امام کی سفارش مان لی ، ولید کو خط لکھا کہ جندب سے کوئي مزاحمت نہ کی جائے ،اس طرح جندب پھر کوفہ

واپس چلے گئے _

انقلاب کی پہلی چنگاري

جب حاکم کوفہ ولید کی بدکاریاں اور خلاف شرع حرکتیں بہت زیادہ ہو گیئں تو رد عمل بھی ہوئے ،عثمان کے ناروا سلوك کی وجہ سے لوگوں کا غم و غصہ حد سے زیادہ بڑھ گیا ، باتیں ایك منھ سے دوسرے منھ رینگنے لگیں ایسے میں عمر وبن زرارہ بن قیس نخعی اور کمیل بن زیاد نخعی یہ دونوں ہی کوفے کے سربر اوردہ لوگوں میں تھے ، یہ پہلے افراد تھے جنھوں نے عثمان کی بیعت کا قلادہ گردن سے اتار پھینکا اور علی کی بیعت کا اعلان کر دیا، لوگوں کو اپنے پاس جمع کر کے یہ تقریر کی _

اے لوگو عثمان حالانکہ حق و باطل کے درمیان تمیز رکھتے ہیںلیکن جان بوجھ کر پس پشت ڈالتے اورنظرانداز کرتے ہیں پست اور کمینے لوگوں کو نیك اور تقوی شعاروں پر مسلط کر دیا ہے انھیں اقتدار و حکومت دیدیا _

اس اجتماع میں خالد بن عرفطہ بھی تھا ، فورا جا کر اس نے ولید کو خبر دی عمر وبن زرارہ کا واقعہ اور اسکی بھڑکانے والی تقریر سب بیان کر ڈالی _

ولید غصے میں بھر گیا ،اس نے چاہا کہ خود سوار ہو کر جائے اور تمام لوگوں کو منتشر کردے لیکن اسکے مصاحبین اڑے اگئے_

اور سمجھا یا کہ وہ جتنا سمجھ رہا ہے یہ معاملہ اس سے بھی زیادہ خطرناك ہے ، کیو نکہ تمام لوگ بھڑ کے ہوئے ہیں ،ھنگامے پر امادہ ہیں اپنے حال پر رحم کرو اور فتنے کی اگ کو زیادہ ہوا نہ دو اسی درمیان مالك بن حارث نے پیشکش کی کہ اگر ولید چاہے تو ان تمام

لوگوں کا جوش ٹھنڈا کردوں ولید نے اثبات میں جواب دیا

١_ مروج الذھب مسعودی ج ١ ص٣٧_٤٣___اغانی ج٤_ ١٨٦
٢_مولف محترم نے واقعہ جندب اور یہودی جادوگر کے مختلف روایات کو مختلف منابع سے یکجا کیا ہے موجودہ حوالہ سب سے زیادہ کامل تر ہے اس لئے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا،(سردارنیا)

وہ اس اجتماع میں پہونچا اور ان سے گفت و شنید کرنے لگا انھیں فتنہ و اشوب سے ڈرا کر ،سب کو ٹھنڈا کر دیا _

ولید بھی نچلا نہیں بیٹھا، ا س نے شور ش اور عمرو بن زرارہ کی تقریر کا کچا چٹھا عثمان کو لکھ مارا ، پھر مدد کی درخواست کر کے اس صورتحال میں خلیفہ سے پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چایئے؟

عثمان نے جواب میں خط لکھا_

ابن زرارہ عرب بدو ہے ،بد معاش ہے اسے شام جلا وطن کر دو ولید نے خلیفہ کے حکم سے ابن زرارہ کوشام جلا وطن کردیا(١)

جس وقت ابن زرارہ حق گوئي کے جرم میں لا چار ہو کر کوفہ چھوڑ رہے تھے ، مالك اشتر،اسودبن یزید ،علقمہ بن قیس اور قیس بن فہدان انھیں الوداع کہتے ہوئے دور تك گئے ،اس موقع پر قیس نے یہ دو شعر پڑھے _

خدا کی قسم ، رب کعبہ کی قسم خدا کی خشنودی کا پوشیدہ و علانیہ طلبگار ہوں _

ضرور بالضرور ہم ولید اور اسکے اقا عثمان کو جو گمراہی کی جائے پناہ ہے ،حکومت و خلافت سے کھرچے پھینکیں گے(٢)

کوفے میں عثمان کی باز پرس

جب کوفے کے مختلف لوگوں کی طرف سے بے شمار شکایتیں ولید کے خلاف عثمان کے پاس پہونچیں تو مجبور ہو کر سوچا کہ ظاہری طور سے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے اس کا سخت نوٹس لیا جائے اور اس سلسلے میں اپنے ازاد کردہ غلام حمران کو انکوائری کے لئے بھیجا تاکہ صورتحال سے جائزہ لے اور لوگوں کے ساتھ ولید کے سلوك کی رپوٹ دے لیکن ولید نے اس بلند مرتبہ حکومت کی انکوائری کو دولت سے خرید لیا ،اس کے ہاتھ رشوت سے بھر کر خالی ہاتھ مدینہ واپس کردیا ، اور عثمان کی تمنا کے مطابق ولید کی شان میں قصیدے پڑھ ڈالے ، عثمان نے راحت کی سانس لی اور خود کو اس روح فرسا غم سے فارغ کر لیا _

١_ عمر بن زراره کے حالات کیلئے دیکھئے اسد الغابہ ج٢ ص ٢٠١_٢٠٢ج٤ص١٠٤

٢_

اقسم باللہ رب البیت مجتہدا

ارجوالثواب لہ سر او اعلانا

لاخلعن اباوھب و صاحبہ

کہف الضلالة عثمان بن عفانا

کچھ دن بعد مروان (١)نے حمران سے ملاقات کرکے ولید کے بارے میں صحیح صورتحال جاننے کیلئے اس سے پوچھا :

حمران نے جواب دیا ، وہاں کے حالات سخت بحرانی ہیں مروان نے بھی جو کچھ بیتی تھی خلیفہ کے گوش گذار کر دیا ،

عثمان نے اس خیانت کے جرم میں حمران کی

جھوٹی رپورٹ کا سخت نوٹس لیتے ہوئے اسے بصرہ جلا وطن کردیا ، پھر اسے وہیں بصرہ میں ایك اچھا سا گھر بھی عطا فرمایا (۲)

١__ محترم قارئین ،مروان حکم کو ائیندہ صفحات میں اچھی طرح معلوم کرلیں گے ،اسکی نفسیاتی و اخلاقی حالت نیز اسکے معتقدات کا انداز ہو جائے گا، لیکن یہاں ایك بات کی طرف دھیان دلا نا ضروری ہے کہ مروان اس خوان سے بہت بڑے حصے کا قائل تھا وہ جانتا تھا کہ عثمان نے جس اموی خاندان کی حکمرانی مستحکم کی ہے اسکا ثبات اسی حالت میں ممکن ہے کہ حکمرانوں کی سستی و غفلت کو ختم کیا جائے ، عثمان کے نور چشم ولید جیسوں کی حرکتوں سے اسکی مشام میں ہوئے انقلاب پہونچنے لگی تھی ، وہ چاہتا تھا کہ انقلاب کی جڑ ختم کر دی جائے اس لئے اس نے خلیفہ کے سامنے صحیح صورتحال رکھ دی ، ورنہ اس نے رسول اکرم کی زحمتوں اور دین اسلام کے تحفظ کے لئے ایسا نہیں کیا تھا ، نہ اسے اسلامی درد تھا

٢_ انساب الاشراف بلاذری ج٥ ص ٣١

مسلمانوں کا حکمراں اورشرابخواري

کوفے پر ولید کی حکومت پانچ سال تك رہی ، اس طویل مدت کے درمیان اس نے اذربائیجان کے علاقوں میں مشرکوں سے جنگ کی ، لیکن جیسی اسکی سیرت تھی اور ایمان خام تھا اس حساس موقع پر بھی اس سے ایسی لغزش ہو گئي کہ حد جاری کی جاتی ،قوم کے بزرگ جمع ہوئے کہ اس پر حد جاری کریں ،اسی درمیان حذیفہ نے قانون الہی کے نفاذ کی مخالفت کر دی ،ان کی دلیل یہ تھی کہ یہ شخص اسلاميء فوج کا سپہ سالار اس وقت محاذ جنگ پر ہے ، نتیجے میں اس پر حد جاری نہیں ہوئي (۳)

میں نہیں جانتا کہ ولید حد کا مستوجب کیوں تھا ؟ شراب پینے کی وجہ سے یا کسی دوسرے ارتکاب حرام کی وجہ سے ، لیکن ایك بات مسلم ہے کہ وہ شراب کا رسیا تھا ، اور یہ بری لت اسمیں اتنی تھی کہ عام مورخین کے مطابق وہ حد جاری ہونے کا مستوجب قرار پایا _

ابوالفرج اغانی میں لکھتے ہیں ،ولید بن عقبہ زناکار اور شرابی شخص تھا ، ایك دن صبح سویرے مستی کی حالت

٣_ بلاذری ج٥ ص٣٥

میں نماز پڑھانے ایا ،اس نے دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھا دی _

حالت نماز میں اس نے گنگنانا شروع کر دیا _

دل شباب و سنگیت کا رسیا ہے ،درانحالیکہ کہ جوان سے دونوں کا اثر ختم ہو گیا ہے (١)

جب اپنی دانست میں اس نے نماز ختم کی تو مامومین کی طرف رخ کر کے بولا ،اگر کہو تو نماز کی چند رکعتیں اور بڑھا دوں ،اسی حالت میں جو کچھ پیٹ میں تھا قئے کردي(٢)

اس بارے میں مسعودی لکھتا ہے کہ:

ولید اپنے مصاحبوں ، گویوں اور سازندوں کے ساتھ تمام رات بادہ گساری کر تا تھا ، ایك دن جب موذن نے صبح کی اذان دی تو ولید نے شب خوابی کے لباس ہی میں بحالت مستی نماز پڑھانے پہونچ گیا ، محراب میں لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑا ہوا _

اس نے دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھا دی ، اپنا سجدہ طویل کر دیا ، بجائے تسبیح کے مسلسل کہتا رہا _

پیو اور مجھے پلائو ،جام چھلکائو

اور جب اپنے خیال میں نماز سے فارغ ہوا ،لوگوں کی

طرف رخ کر کے بولا اگر تم لوگ کہو تو چار رکعت سے زیادہ پڑھا دوں _

عتاب ثقفی پہلی صف میں تھے ، بالکل ولید کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ، چلانے لگے_

خدا تیرا ناس مارے ، تجھے کیا ہوا ہے ، خدا کی قسم ، مجھے خلیفہ کے سوا کسی پر حیرت نہیں ہوتی کہ تیرے جیسے شخص کو ہم پر حکمراں بنا دیا ہے _

دوسرے لوگ بھی ولید کو کنکریاں مارنے لگے ، جب عثمان کے مادری بھائي اور کوفے کے حکمراں نے اپنا قافیہ تنگ دیکھا تو ڈگمگاتے ہوئے اہستہ اہستہ چل کر اپنے کو دار الامارہ میں پہونچایا ، حالا نکہ وہ یہ اشعار گنگنا رہا تھا_

١_ علق القلب ربابا بعد ما شابت و شابا
٢_ اغانی ج٤ ص١٧٨

میں ہرگز شراب اور حسین دوشیزہ سے منھ نہ موڑوں گا، اپنے کو اس بھلائي اور لذت سے محروم نہیں رکھوں گا ، بلکہ اتنی شراب پیوں گا کہ سارا بھیجا سیراب ہو جائے پھر لوگوں کے درمیان سے دامن بچا کر نکل جائوں گا_

قصہ گواہوں کا

کوفے کے عوام اخر کار ولید کی بدترین حرکتوں سے تنگ اگئے اور جب انہوں نے اپنی متعدد شکایتیں اسکے بارے میں بے اثر دیکھیں تو سب نے یہ رائے قائم کی کہ ولید کی شرابخواری اور مستی کی پکی دلیل اور دین و دنیا سے لا پرواہی کے نا قابل تردید ثبوت خلیفہ

کے سامنے پیش کئے جائیں ، ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ہماری دلیل و ثبوت مان جائے اور ان کے درد دل اور مصائب دور کرنے کی طرف توجہ کرے ، اس رائے پر عمل کرنے کے سلسلے میں بزرگان قوم نے مناسب سمجھا کہ ولید کی وہ انگوٹھی جس پر اسکا نام نقش ہے ، اور اسی سے وہ خطوں پر مہر کرتا ہے ، عثمان اسے خوب پہچانتے ہیں ،ولید کی مستی کے وقت اتار لیا جائے اور اسی کو خلیفہ کے سامنے قطعی ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے _

اس سلسلے میں بلاذری لکھتا ہے کہ :

جس دن ولید نشے کی حالت میں نماز پڑھا رہا تھا ابوزینب نے اپنے دوست زھیر بن عوف ازدی سے مدد چاہی کہ انگوٹھی نکالنے میں اسکی مدد کرے ، زھیر نے مدد کرنے پر امادگی ظاھر کی دونوں خاص طور سے اس فکر میں تھے ،اتفاق سے اس دن ولید نماز عصر پڑھانے بھی نہیں ایا ، ابو زینب نے در بان کے ہاتھ میں کچھ رشوت تھما دی ، دربان نے رشوت دیکھی تو الگ ہٹ گیا اور راستہ دیدیا ابو زینب اور زھیر گھر میں داخل ہو گئے

وہ عجیب اور نفرت انگیز منظر تھا ، ولید نشے میں دھت ہے ، اسے اپنے سر اور پیر کا ہوش نہیں ، ان دونوں نے اٹھا کر اسے بستر پر لٹا دیا اس نے بستر پر ہی قئے کر دی ، ابو زینب نے اس سے زیادہ دیر مناسب نہیں سمجھی دونوں نے انگوٹھی اتار لی اور باہر نکل گئے _

عثمان کے حضور

ابو زینب اپنے تین اور معزز ساتھیوں کے ساتھ کوفے سے بصرے کے راستے مدینہ کی طرف چل پڑے ،

اخر کار حاکم کوفہ ولید کی شکایت لیکر خلیفہ عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے

پہلے انہوں نے اپنی عرض خلیفہ کے سامنے پیش کی اگر چہ ہمیں امید نہیں کہ اپ ہماری شکایات پر توجہ دیں گے ،لیکن ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں کہ اپنی شکایات اپ کے گوش گذار کر دیں _

عثمان نے پوچھا ، مطلب کیا ہے ؟

ان لوگوں نے ولید کی ساری باتیں بیان کیں پیش امدہ تمام تفصیلات کی تشریح کر کے کوفے کی لا چاری کا نقشہ پیش کیا _

عبدالرحمن بن عوف اس بزم میں موجود تھے ، شکایت کرنے والوں سے پوچھا ، مطلب کیا ہے ؟کیا کہہ رہے ہو ولید کو کیا ہو گیا ہے ؟ کیا وہ دیوانہ ہو گیا ہے ؟

شکایت کرنے والوں نے کہا :

نہیں بلکہ وہ شراب کے نشے میں مست و بے خود ہو گیا تھا_

اس وقت عثمان نے ابو زینب سے پوچھا؟

تم نے خود میرے بھائي کو شراب پیتے دیکھا_

جندب نے جواب دیا

نہیں ،میں نے کبھی نہیں دیکھا ، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اسے نشے کی حالت میں دیکھا ہے وہ قئے کر رہا تھا ،اور ساری قئے اسکے بدن پر اربی تھی ، میں نے اسکی مستی و بے خبری کی حالت میں انگوٹھی اتار لي_

عثمان نے پوچھا:

تم نے کیسے سمجھا کہ ولید نے شراب پی ہے؟

انہوں نے جواب دیا

ہم لوگ کیسے نہیں سمجھیں گے کہ ولید نے شراب پی ،جبکہ ہم نے خود زمانئہ جاہلیت میں شراب پی ہے ، انھوں نے ولید کی انگوٹھی دکھائي ، اور اسے قطعی ثبوت کے طور پر پیش کیا _

عثمان سخت بد حواس ہو رہے تھے ، لگے گواہوں کو ڈرانے دھمکانے ، سخت سے سخت سزا دینے کی بات کہہ کے گواہوں اور شکایت کرنے والوں کے سینے پر ہاتھ مار کے بھگا دیا _

گواہوں پر خلیفہ کا عتاب

ابو زینب ہزاروں امید و ارزو لیکر مدینے ائے تھے ،عثمان کی خدمت میں پیش ہوئے تھے ساری تفصیل بیان کی تھی ، قطعی ثبوت بھی پیش کیا تھا_

عثمان نے صرف یہی نہیں کی کہ ولید کی شرابخواری اور اسی حالت میں نماز پڑھانے کی شکایت پر توجہ نہیں دی بلکہ سب کو ڈنڈا دکھایا ، گالیاں دیں اور برا بھلا کہا_

یہ تمام شکایت کنندگان ڈنڈے اور تازیانے کھا کر حضرت علی (ع) کی خدمت میں ائے ، ان سے مسئلہ حل کرنے کی گذارش کی _

حضرت علی (ع) نے عثمان سے ملاقات کي، بات چیت کے درمیان اعتراض کیا کہ حدود الہی کو معطل کر

رہے ہو ، اپنے بھائي کے خلاف گواہوں پر ڈنڈے بر سا رہے ہو ، تم قانون خدا متغیر کر رہے ہو (١)

شکایت کنندگان نے عائشه سے بھی ملاقات کی تھی انھو ں نے عثمان سے چلا کر کہا :

شرعی حدود جاری نہیں کر رہے ہو ، گواہوں کی بے عزتی کر رہے ہو (٢)

شکایت کرنے والوں نے گواہی دی تھی کہ ولید بن عقبہ حاکم کوفہ نے شراب پی ہے وہی شراب جو جاہلیت میں میں پی جاتی ہے _(٣)

انہوں نے گواہی دی تھی ،ولید نشے میں دھت تھا ، اس نے دو رکعت کے بجائے چار رکعت نماز پڑھا دی پھر نمازیوں کی طرف رخ کر کے کہا :

اج بہت زیادہ موج میں ہوں اگر چاہو تو اس سے زیادہ پڑھا دوں ، اسی وقت اس نے محراب مین قئے کردی (٤)

انہوں نے گواہی دی کہ الفاظ نماز کے بجائے گیت وسنگیت گنگنا رہا تھا ، اسکی انگلی سے انگوٹھی بھی نکال لی تھی ، یہ زبردست ثبوت تھا ان تمام باتوں کے با وجود ان کاکوئي مداوانہ ہوا، انھیں تکلیف جھیلنی پڑی ، توہین ہوئي گالیاں سنیں ، ڈنڈے سے تواضع ہوئي، اخر انھیں جان سے مارنے کی دھمکی دی گئي_

١_ مروج الذهب مسعودی ج٢ ص٣٣٦
٢_ بلاذری ج٥ ص٣٣
٣_ مروج الذهب مسعودی ج٢ ص٣٣٦
٤_ مروج الذهب مسعودی ج٢ ص٣٣٦

عائشہ عثمان کے خلاف

ابوالفرج اغانی میں لکھا ہے ، عثمان نے ان لوگوں کے اعتراض کے جواب میں کہا ، مگر بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنے امیر و حکمراں پر کڑھتا ہے ، اس پر تہمت لگاتا ہے ، اس صورتحال مین صحیح حکم صادر کروں گا کہ تم لوگوں کی اچھی طرح خبر لی جائے اور سر زنش کی جائے ۔

یہ گروہ عثمان کی سزا کے ڈر سے عائشہ کے گھر مین پناہ گزیں ہو گیا ، جب عثمان نے صبح سویرے عائشہ کے گھر سے تلخ و تند باتیں سنیں تو بے اختیار چلائے ۔

کیا عراقی سرکشوں اور بد کاروں کو عائشہ کے گھر کے سوا دوسری کوئي پناہ گاہ نہ ملی ۔

عائشہ نے جب یہ توہین امیز اور نا قابل معافی دشنام عثمان کا اپنے بارے میں سنا تو رسول خدا کی جو تیاں ہاتھ میں لیں اور اپنے سر پر رکھکر بلند اواز سے چلا ئیں ۔

کتنی جلدی تم نے اس صاحب کفش رسول کی سنت سے منھ موڑلیا۔

عائشہ کی یہ بات بجلی کی طرح ایك منھ سے دوسرے منھ تك پہونچتی گئي ، پھر سارے مدینے والوں کے کانوں تك پہونچ گئي مسجد کے پاس لوگوں کا ہجوم ہوگیا، لوگوں کی زبان پر صرف عائشہ اور عثمان کی بات تھی ، لوگوں کی باتیں ا س قدر ہیجان انگیز تھیں کہ اخر کار لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ، اسی وقت دو شدت پسند پارٹیاں بن گئیں۔

بعض لوگوں نے عائشہ کے اس اقدم پر تعریف و

تحسین شروع کی اور کچھ منھ بنا کر سرزنش کرنے لگے ـ

عورتوں کو ان باتوں سے کیا مطلب؟

دونوں پارٹیوں کے مظاہرے موافقت و مخالفت میں بڑھتے گئے نوبت یہاں تك پھونچی کہ ایك دوسرے کی جان کو اگئے ، اپس میں سنگریزے ، جوتیاں اور ڈنڈے برسانے لگے ـ

اس موقع پر بلاذری نے اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے ـ

ام المومنین کے اعتراض کے مقابل عثمان چپ نہیں بیٹھے ، بڑے تلخ و تند انداز میں چلائے تجھے معاملا ت میں دخل دینے کا کیا حق ہے ، تجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھر میں چین سے بیٹھ ـ اس اعتراض اور سر زنش کی وجہ سے لوگ دو گروہ میں بٹ گئے ، کچھ لوگوں نے عثمان کو حق بجانب ٹھہرایا ، انکی تائید و تصدیق کی ، اور کچھ لوگ عائشه کی حمایت میں چلانے لگے ـ

معاملات میں دخل دینے کا ان سے زیادہ سزا وار کون ہے؟ دونوں پارٹیوں کی باتیں بڑھتی گئیں ، نوبت یہ اگئي کہ

ایك دوسرے کے سروں پر جوتے برسانے لگے اور جو رزم پیزار رونما ہوئي تھی ـ اس واقعے کو یعقوبی نے اپنی تاریخ میں ،ابن عبدالبر نے استیعاب میں لگ بھگ اسی طرح لکھ کر ام المومنین عائشه کے تاثیر اقدام کی نشاندہی کی ہےـ اس واقعے کے بعد طلحہ و زبیر عثمان کے پاس گئے اور سخت سرزنش کرتے ہوئے

بولے

ہم ابتدا ہی میں تم سے کہا تھا کہ ولید کو مسلمان کے کسی معاملے میں مامور نہ کرو ، مگر تم نے ہماری باتوں کو اھمیت نہیں دی نہ مانا ، اب بھی دیر نہیں ہوئي ہے جبکہ ایك گروہ نے اسکی شرابخواری و مستی کی گواہی دی ہے ،تمہاری بھلائي اسی میں ہے کہ کام کاج سے الگ کردو _

حضرت علی (ع) نے بھی فرمایا :

ولید کو عہدے سے سبکدوش کردو ، جیسا کہ گواہوں نے چشم دید گواہی دی ہے اس کے اوپر حد شرعی بھی جاری کرو _

ولید کی حکومت سے معزولي

اور مسجد کوفہ کے منبر کی تطہیر

عثمان مجبور ہو گئے کہ ولید کو حکومت کوفہ سے معزول کریں مدینہ بلائیں ،اور نیا گورنر کوفہ کیلئے معین کریں _

انہوں نے سعید بن العاص (۱) کو حکومت کوفہ پر مامور کیا اور حکم دیا کہ ولید کو مدینہ روانہ کر دیں (۲)

۱_سعید بن عاص بن امیہ ، اسکی ماں کا نام ام کلثوم بنت عمر عامری تھا ، ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال پیدا ہوا ، اسکا باپ عاص جنگ بدر میں علی کے ہاتھ سے قتل ہو ا تھا ، عمر بیان کرتے ہیں کہ میں خود جنگ بدر میں اپنی انکھو ں سے دیکھ رہا تھا کہ عاص شیر کی طرح میدان میں چنگھاڑتا ہوا ایا اور علی نے ایك ہی ضربت میں خاك چٹا دی ، سعید ان نامی گرامی جوانوں اور خطیبوں میں تھا جس نے عثمان کے حکم سے قران لکھا ، عثمان نے ولید کے بعد اس کو گورنر کوفہ بنایا اس نے اپنے ایام حکومت میں طبرستان اور دوسرے ایرانی ملکوں کو فتح کیا ، جب عثمان قتل ہوئے تو سعید گوشہ نشین ہو گیا ، جمل وصفین میں شریك نہیں ہوا تو اس نے سعید کو بلایا اور علی کے خلاف ،اسکی مدد نہ کرنے پر سرزنش کی ، اس نے عذر معذرت کی ، پھر معاویہ نے مدینہ کا گورنر بنادیا معاویہ جب بھی سعید کو معزول کرتا مروان کو مدینہ کا گورنر بناتا اور مروان کو معزول کرتا تو سعید کو بناتا سعید کی موت۵۹ء میں ہوئي ، اصابہ ، استیعاب اور اسدالغابہ دیکھئے

۲_بلاذری ۵_۳۵

سعید جب کوفہ پہونچا تو ولید کو پیغام دیا کہ تمھیں امیرالمومنین نے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا ہے _

لیکن ولید نے کچھ دن حکم میں ٹال مٹول کیا ، گویا سنا ہی نہیں ، ناچار سعید نے کہا کہ ،اپنے بھائي کے پاس جلدی جائو کیونکہ انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں ان کے پاس بھیجوں ، پھر فرمان صادر کیا کہ دارالامارہ خالی کر کے میرے حوالے کرو _

ولید نے مجبور ہو کر اطاعت کرتے ہوئے حکومت اس کے حوالے کی اور خود عمارہ بن عقبہ کے مکان میں ٹھر گیا _

اس وقت سعید نے حکم دیا کہ مسجد کوفہ کے منبر کو پاك کیا جائے ، وہ کسی حال میں بھی اس حکم پر عمل کو روکنے کیلئے امادہ نہیں تھا کہ کہیں بات نہ بڑھ جائے _

کچھ بنی امیہ کے اہم افراد جو سعید کے حمایتی اور اسی کے ساتھ کوفہ ائے تھے انھوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ منبر پاك کرنے کا کام نہ کیا جائے ، خاص طور سے انھوں نے یاد دلا یا کہ اگر تمھارے سوا کوئي اور یہ کام کرتا تو تمھیں روکنا چاہئےھا، کیونکہ اس عمل سے ولید پر ہمیشہ کیلئے کلنك کا ٹیکہ لگ جائے گا (کیو نکہ یہ دونوں ہی بنی امیہ کے خاندان سے تھے)

لیکن سعید نے کسی کی بات نہ مانی ، اخر کار اس نے طئے کردیا کہ بہرحال منبر کو دھویا جائے اور دار الامارہ کی تطہیر کی جائے (١)

اغانی میں ہے کہ عثمان نے ولید کو فرمان صادر کیا کہ مدینہ ائے اس نے جب مدینہ چلنے کیلئے کوفہ

چھوڑا تو ایك گروہ جسمیں عدی بن حاتم بھی تھے ، اس کے ساتھ ہوگیا کوفے سے نکلا تاکہ خلیفہ کے پاس جاکر ولید کے کرتوتوں کا عذر تراشیں ، اس سفر کے درمیان ایك دن ولید نے رسم عرب کے مطابق اونٹوں کیلئے یہ حدی پڑھنے لگا (۲)

لا تحسنا قد نسينا الايجاف

والنشوات من عقيق اوصاف

وعرف قينات علينا عراف(۳)

۱_ اغانی ج٤ ص ١١٨١_

۲_ قدیم زمانے سے عرب میں رسم تھی کہ سفر کے درمیان خاص طور سے لمبے سفر میں اونٹوں کو تیز ھنکانے کیلئے ترنم کے ساتھ موزون شعر پڑھتے تھے اسطرح اونٹ وجد میں اکر اپنی تھکن بھول جائے ، مسافروں کو لطف بھی اتا تھا ، اس انداز شعر کو حدی کہتے ہیں ،واضح بات ہے کہ حدی میں ایسے ہی اشعار پڑھے جایئں گے جو اسکی شخصیت کی عکاسی کرتے ہوں یا مسافر کے ھدف کا اظہار ہو(سردارنیا)

۳_ اس شعر کا مطلب یہ ہے ، یہ گمان بھی نہ کرنا کہ شترا ن راہوار کے سواروں کو ہم نے فراموش کر دیا ہے اور شراب کینہ کی یادیں بھلا دی ہیں اور دوشیزائوں کی بھڑکیلی اوازیں اور نغمے میںبھول گیا ہوں

یہ سنتے ہی عدی اس پر برس پڑے ،ذرا دھیرج رہو تاکہ دیکھوں کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد اب تم ہم لوگوں کو کہاں گھسیٹتے ہو_

جب ولید مدینے میں عثمان کے پاس پہونچا اور گواہوں نے اسکے روبرو گواہی دی تو عثمان اس پر حدّ جاری کرنے کیلئے مجبور ہو گئے ، اسکے اوپر بردیمانی کا جبہ اوڑھایا گیا تاکہ تازیانوں کی ضربیں اثر انداز نہ ہوں ، پھر حد جاری کرنے کیلئے کمرے میں لے گئے_

نفاذ عدالت بدست علي(ص)

قریش کا جو شخص بھی ولید پر حد جاری کرنے کیلئے اگے بڑھتا ولید اس سے کہتا ،ذرا اپنے کو دیکھو، مجھ سے قطع رحم نہ کرو ، میرے اوپر حد جاری کر کے امیرالمومنین کو غضبناك نہ کرو _

جب وہ یہ بات سنتا تو حد جاری کرنے سے باز اجاتا ، اسطرح کسی کو بھی ولید پر حد جاری کرنے کی ہمت نہ ہوئي _

یہ دیکھ کر علی بن ابی طالب نے خود تازیانہ لیا اور اپنے فرزند حسن کے ساتھ ولید کے پاس پہونچے _

ولید نے حضرت علی کو بھی بہکانے کیلئے وہی سب بات کہی _

امام حسن (ع) نے بھی ولید کی تائید کرتے ہوئے باپ کو خبر دار کیا حضرت علي(ع) نے اپنے فرزند کے جواب میں فرمایا :

اگر میں بھی ایسا کروں تو خدا پر ایمان نہیں لایا _

یہ روایت ہے کہ ، ولید بن عقبہ نے حضرت علی (ع) کو خدا کی قسم دی اور رشتہ داری کی دہائي دی ،(بنی ہاشم اور بنی امیہ چچیرے بھائي تھے)حضرت علی (ع) نے فرمایا :

اے ولید خاموش ہو جا ، کیو نکہ بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ حدود خدا کو معطل کرتے تھے

اپ نے یہ بھی کہا ، جانے بھی دے ،قریش مجھے اپنا جلاد کہیں گے _

ولید نے عبا اپنے دوش پر ڈالی پھر اسے تمام جسم پر اسطرح لپیٹ لیا کہ حضرت علی (ع) نے کافی کشمکش کے بعد اسکی دوش سے اتاری حالانکہ اس نے اپنے جبّے کو بدن سے نہیں ہٹایا تھا ، اپ نے دو شاخہ تازیانے سے اس پر چالیس ضربیں لگا ئیں_

مسعودی لکھتا ہے ، جب حضرت علی (ع) حد جاری کرنے کیلئے ولید کے پاس پہونچے ، ولید نے اپ کو

گالی دی ،اپ

کو مدّمکھی والا کہا :

عقیل بن ابی طالب وہیں موجود تھے ، چلّا کر ولید سے کہا :

ابے او معیط کے بٹے کتنی حیرت کی بات ہے کہ تو اپنی اوقات بھول گیا ہے ، کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اہل صفوریہ کا غلام زادہ ہے(۱) ولید نے یہ دیکھا تو لو مڑی کی طرح حضرت علی کے پائوں پر گر پڑا ، ادھر ادھر بھاگنے لگا ، زمین کھودنے لگا لیکن حد شرعی کے اجراء میں تازیانہ اس پر تابر توڑ پڑتا ہی رہا عثمان نے جب اپنے بھائي کی اتنی خفّت دیکھی تو علی (ع) پر اعتراض کیا _

تمہیں اسکے ساتھ ایسا سلوك کرنے کا حق نہیں ، حضرت علی (ع) نے جواب دیا _

مجھے حق ہے ، جس شخص نے ایسی بد کاری کی ہے اسکے ساتھ اس سے بھی بد تر سلوك کرنا چاہیئےجبکہ وہ عدالت الہی کے نفاذ میں بھاگے _

ولید نے حد شرعی بھگتنے کے بعد یہ اشعار پڑھے _

باعد اللہ ما بینی و بینکم

بنی امیۃ من قربی و من نسب

ان یکثر المال لایذحم فعالکم

وان یعیش عائلا مولاکم یخب (۲)

روایت ہے کہ جب ولید پر حد جاری ہو چکی تو لوگوں نے کہا کہ رسم کے مطابق اس کا سر بھی مونڈا جائے

، لیکن عثمان نے یہ بات نہیں مانی اور کہا ، عمر ایسا کرتے تھے لیکن اپنی حکومت کے اخری زمانے میں یہ رسم ترك کر دی تھی ، ولید بن عقبہ کی شرابخواری کی وجہ سے حکومت کوفہ سے معزول کرنے اور حد شرعی جاری کرنے کے بعد بھی عثمان نے اپنے ہاتھ کوتاہ نہیں کئے ، ابکی انھوں نے قبیلہ کلب و بلقین کی زکوۃ وصول کرنے کیلئے مامور کردیا ، اس طرح شرابی گورنر مالیا ت کا افسر بن گیا _

ہم نے ولید بن عقبہ کی زندگی کے یہ چند اوراق پیش کئے ، اسے عجیب شخص اور اسکے یار دوستوں کو اس سے بھی عجیب تر پایا _

١_ صفدریہ اردن میں ایك دیہات ہے ، عقیل کا اشارہ سمجھنے کے لئے ولید کے بارے میں گذشتہ باتیں پڑھیئے تو اسکا نسب سمجھ میں ائے گا
٢_اس شعر کا مطلب یہ ہے، اے بنی امیہ خداوند عالم میرے اور تمھارے درمیان جدائي ڈال دے کیونکہ جو تم میں مال دار ہوتا ہے ، تو اس سے اچھا سلوك کرتے ہو اور اگر فقیر ہو جاتا ہے تو تم سے قطعی نا امید ہے _

ولید کو ایسا شخص پہچانا کہ زنا اور شرابخواری کی حیثیت سے لوگوں میں مشہور ہے ، قران نے بد کار اور فاسق کی حیثیت سے شناخت کرائي ، اور یہی نام معاشرے میں اسکی انفرادی پہچان بنا ہوا ہے ، وہ اپنے کمزور دل و دماغ کے بھائي عثمان پر جو تمام مملکت اسلامی کا فرماں روا ہے ، اسطرح مسلط ہے کہ جس پہلو چاہتا ہے لٹا دیتا ہے ، جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ ان پر کس بری طرح چھایا ہوا ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال پر دست درازی کر کے حکومت ہتھیالي_

خلیفہ کے بھائي ہونے کا فائدہ اسطرح اٹھایا کہ اپنی ہوس رانی میں ترقی کرتا رہا ، اور اس تحفظ کے سائے میں مرتبہ خلافت کی برکت اسکے شامل حال ہوئي کہ اپنی خواہشات کے گھوڑے جدہر چاہتا جولان کرتا ،

ایسی جولانی دکھاتا کہ جسکا تصّور بھی نہیں کیا جاسکتا _

اپنے ہم پیالہ عیسائي شاعر کو لمبی چوڑی زمینداری بخش دی اور اسکے لئے سور کا گوشت اور شراب کا مسلمانوں کے بیت المال سے حصئہ ماہانہ مقرر کیا ، اسے مستی میں عبادت گاہ سے گذرنے کی اجازت دی _

جادوگر یہودی کو مسجد میں گھسا لایا ، تاکہ وہ وہاں مسجد کے اندر ، عبادت کی جگہ پر بد کار حاکم کی تفریح کیلئے جادو اور شعبدے کی بساط لگائے اور اپنے کرتب سے جناب ولید کو خوش و مسرور کرے _

وہ خود سر خوش ، نشے میں چور لڑکھڑاتا ہوا اپنے انہیں کپڑوں کے ساتھ جو محفل عیش میں پہنے ہوا تھا مسجد کے اندر اتا ہے اور امام جماعت کی حیثیت سے نماز پڑھاتا ہے پھر صبح کی دو رکعت کے بجائے نشے میں چار رکعت نماز پڑھا دیتا ہے سجدے کی حالت میں بجائے تسبیح شراب وشباب کے نغمے گنگناتا ہے اور پھر قئے کر کے تمام محراب کا ناس مارتا ہے اس پہ لاابالی فاسق کی حالت یہ ہے کہ جب مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا گیا اور اشراف کوفہ اسکے گھناونے جرا ئم کی عذر تراشی کے لئے خلیفہ کے پاس ساتھ جاتے ہیں تو اس وقت بھی شراب ، بو الہوسی اور مطرب و ساز کی باتیں کرتا ہے جبکہ انہیں غلط حرکتوں پر اسے مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے حد شرعی اسکے انتظار میں ہیں _

عام طور سے تمام مسلمانوں حکومت وقت کی روش پر نا راضگی ظاہر کرتے ہیں علانیہ اعتراض کرتے ہیں _

یہ اور اس جیسے بہت سے حالا ت عام لوگوں کے

افکار میں ہیجان پیدا کرتے ہیں ،رات دن لوگوں میں اس پر بحث ہوتی ہے ، حکومت کے بدکار گورنروں کی حرکتوں پر چرچے ہوتے ہیں اور حکومت وقت ان باتوں سے قطعی بے خبر ہے _

یہی چرچے اور اعتراضات اہستہ اہستہ انقلاب کی دستك دیتے ہیں کہ جلدہی عوام حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے _

یہ چنگاری کبھی ابن مسعود کی پر خاش ، کبھی عمار کے اعتراض اورکبھی ابوذر اور جندب جیسے بزرگ اصحاب رسول کی شکل

میں نظر اتی ہے _

لیکن اسی درمیان دو اہم شخصیتیں تمام لوگوں سے زیادہ عام مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہیں _

ان میں اولین حضرت علی بن ابی طالب کی معروف شخصیت ہے جو لوگوں کی زبان پر چڑھی ہوئي ہے تمام صحابہ کے بزرگ افراد اور عام مسلمانوں میں اپ ہی کا چرچا ہے _

اپ یہ کی وہ اکیلی شخصیت تھی جس نے خلیفہ کے بھائي پر شرعی حد جاری کی ، جبکہ خلیفہ کا میلان نہیں تھا _

اپ نے عثمان کے غصے اور نفرت کی ذرا بھی خیال نہ کیا ، نہ بنی امیہ کے انتقام خاندانی کا ہر اس دل میں لائے حد شرعی جاری کرنے میں ذرا بھی انجام کی پروا نہیں کی _

بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ امام نے اس کے باپ کو بھی رسول خدا (ص) کے حکم سے جنگ بدر میں قتل کیا تھا اور اج اس بد کار خبیث کو حدود شرعی کی رعایت نہ کرنے اور علانیہ شراب پینے کے جرم میں کوڑے لگا رہے ہیں ، اسلئے حضرت علی (ع) کو حق تھا کہ وہ فرماتے ، چھوڑو بھی ، قریش مجھے اپنا جلّاد کہتے رہیں ـ

حضرت علی (ع) نے اس قسم کے اقدامات سے قریش کے دلوں میں کینے جمع کردئے تھے ، یہ دشمن کی اگ اپ کی خلافت کے زمانے میں لو دیتی ہوئي اطراف و جوانب میں پھیل گئي ، اسکی مرگ بار چنگاریاں بڑھتی ہی گیئں ، اخر کار انھیں چنگاریوں نے اپکے پورے خاندان کو اپنا لقمہ بنا لیا ـ

عثمان کے خلاف عائشه کی اشتعال انگیزیاں

دوسری اہم شخصیت ام المومنین عائشه کی تھی ، جو اس وقت عثمان پر بپھری ہوئي تھیں، اور مخالفین کی صف میں داخل ہو کر انکی قیادت کر رہی تھیں انھوں نے عثمان کے خلاف عوام کے احساسات بھڑکانے میں ایسے مسلسل اور متواتر اقدامات کئے جو بجائے خود بے نظیر تھے ، یہاں تك کہ ان کے بعد بھی کسی نے ایسی کرتب بازی نہیں کی ، انھوں نے رسول خدا (ص) کی جوتیوں کو ایسی حالت میں نا قابل تردید ثبوت کے طور پر پیش کر کے عثمان کے خلاف سنت رسول کی دہائي دی جبکہ لوگ پوری طرح رسول خدا (ص) کی یاد گار کے شیفتہ تھے انکی صحبت دلوں سے فراموش نہیں ہوئي تھی ، اپ کا سراپا ، حرکات یہاں تك کہ لباس و پوشاك کے بارے میں لوگ باہم چرچے کرتے رہتے تھے ، اس وسیلے سے عائشه نے عوام کو عثمان کے خلاف شدید طور پر مشتعل کردیا ، پھر وہ عوام کو منقلب کرنے اور بھڑکانے کیلئے خود ہی میدان میں کود

پڑیں ۔

انھوں نے اپنی دقیق سیاست سے مناسب وقت اور جگہ پر ایسا کارنامہ انجام دیا کہ جس سے ایك بہت بڑا گروہ خلافت عثمان سے بد ظن ہو گیا ، اور جیسا انھوں نے چاہا خلیفہ کے حلقہ بگوشوں کو تتر بتر کردیا ، انکی یہ سیاست ایسی شاندار تھی کہ خلیفہ کے ہوا خواہ اور مخالفین ایك دوسرے کے امنے سامنے اگئے ، بات یہاں تك بڑھی کہ توتو میں میں ہوئي ، جو تم پیزا ر ہوئي اور بعد رسول پہلی لڑائي مسجد رسول میں ہو ہی گئي جسکی وجہ سے مستبد اور مقتدر خلیفہ اپنی حکومت و طاقت کے باوجود عوام کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ، عوام کی خواہشات کے اگے گردن جھکاتے ہوئے اپنے شرابی اور بد کار بھائي کو معزول کردیا ، اور عدالتی چارہ جوئي کے لئے دارالسلطنت پر بلایا ، حالانکہ اگر ام المومنین کی ذہانت و صلاحیت لوگوں کو مشتعل کرنے میں مداخلت نہ کرتی ، وہ خود اسکی قیادت نہ کرتیں تو ایسا اتفاق ہرگز پیش نہ اتا۔

ادھر دیکھئے کہ ہم جانتے ہیں رسول خدا کی (ص) صرف وہی ایك زوجہ زندہ نہیں تھیں ، حفصہ ،ام سلمہ اور ام حبیبہ بھی زندہ تھیں ، ہر ایك کا سیاست میں کچھ نہ کچھ اثر تھا ، لیکن کوئي بھی اس مقابلے میں(عوامی احساسات کو اپنی پسند کے مطابق مشتعل کرنا) ام المومنین عائشه کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا تھا ۔

ضمنا یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ عثمان اپنے دونوں پیش رو خلفاء کی سنت کے بر خلاف چل رہے تھے

،اسی مخالفت کی مسند بچھا لی تھی جس پر رسول کا سب سے بڑا مخالف اور مشرکین کا لیڈر ابو سفیان اور اسی طرح شرابی اور منحوس بھائي ، اور حکم جیسا راندئہ رسول اس مسند پر بیٹھتا تھا ;

اپنے چچا حکم بن العاص جسے رسول خدا نے جلا وطن کر کے اس پر لعنت کی تھی ، مسلمانوں کی رائے کے خلاف دوسروں سے زیادہ اقتدار خلافت کا مقرب بنا لیا تھا اسکا اسقدر احترام کرتے تھے کہ جب وہ اتا تو تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ، اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے اور خود اسکے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتے _

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مملکت کے مشرقی حصے کا نصف اکیلے اپنے منحوس دیوانے بھائي کی خوشامد اور دلجوئي میں شاھی جاگیر کے طور پر اعطا کردی اور پھر ایسے بد معاش اور بے شرم ادمی کو بیت المال میں تصرف کی اجازت بھی دیدی ، اور ابن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی کو جنکا ماضی شاندر تھا اسی منحوس اور بد کار بھائي پر اعتراض کے جرم میں سخت سزادی ، ان سے سخت کلامی اور گالیوں سے نوازا ، حکم دیا کہ انھیں ذلت کے ساتھ مسجد میں نکال باہر کیا جائے ، جسکے نتیجے میں انکی پسلیاں چور ہو گئیں ، مزید حکم دیا کہ انکا بیت المال کا وظیفہ بند کر دیا جائے انھیں شرکت جہاد کی بھی اجازت نہیں دی ، زندگی کی اخری سانسوں تك انھیں مدینے سے نکلنے کی اجازت نہیں دی ، یہ ساری کاروائي صرف اپنے بد کار

بھائي ولید بن عقبہ کی حمایت میں ہوئي _

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اپنے بھائي کے خلاف گواہوں کو مسترد کر دیا ، پھر ہم نے دیکھا کہ اس نے کمبل اوڑھ لیا تاکہ تازیا نوں کی مار کا اثر کم ہو جائے ، حد جاری ہونے کے بعد سر مونڈنے کی بھی اجازت نہیں دی ، ان تمام باتوں کے بعد دوبارہ اسے ایك اہم علاقے کی وصولی زکوۃ پر مامور کردیا ;

عثمان کے مادری بھائي ولید بن عقبہ کا مسئلہ اور اسکی کوفے پر پانچ سال حکومت ان کشاکشوں میں ایك اہم ترین مسئلہ تھا جسمیں ام المومنین عائشه نے بھر پور مداخلت کی ، با قاعدہ طور پر عثمان کی مخالفت میں سامنے اگیئں ، خلا فت کے اقتدار سے لڑنے بھڑنے پر امادہ ہو گیئں ـ

ہم نے دیکھا کہ معرکے میں ام المومنین کس طرح کامیاب نکلیں اور مرکزی اقتدار کو بات ماننے پر مجبور کر کے اپنی حشمت کا لوہا منوایا ـ

عمار یاسر

دوسرا مسئلہ جسمیں ام المومنین نے شخصی طور سے مداخلت کی اور عوام کو خلیفہ کے خلاف بھڑکایا ، عثمان اور عماریاسر کا قصہ ہے ;

پہلے عمار کو پہچانئے پھر اصل قصہ سنئے

ابو یقظان کنیت تھی ، عمار نام تھا یاسر کے فرزند تھے ان کے باپ یاسر قحطانی عرب کے قبیلہ مذجح سے تھے جنھوں نے یمن سے مکہ اکر ابو حذیفہ مخزومی سے پیمان دوستی باندھا ، انھوں نے ایك کنیز سے جنکا نام سمیہ تھا شادی کرلی اور عمار یاسر پیدا ہوئے ، ابو حذیفہ نے عمار کو ازاد کردیا اسی وجہ سے عمار کو بنی مخزوم کے موا لیوں میں شمار کیا جاتا ہے ـ

عمار یاسر ، ان کے بھائي عبداللہ اور ان کے ماں باپ سابقین اسلام سے تھے ، جنھوں نے بغیر خوف خطر اپنے اسلام کا اظھار کیا ، اسکی پاداش میں مشرکین کی طرف سے شکنجہ و عذاب کے سوا کیا مل سکتا تھا _

ان لوگوں کو ا ہنی زرہ پنھادی جاتی تپتے سلگتے پتھروں پر عین دوپہر کی سورج کے سامنے لٹا دیا جاتا ، پھر اس پر سے بھاری پتھر سینے اور پیٹ پر رکھ دیا جاتا ، تاکہ جس دین کو قبول کیا ہے اس سے باز ائیں لیکن یہ اذیتیں ان کے

ایمان راسخ میں ذرہ برابر بھی خلل نہ ڈال سکیں ، مشرکین مکہ کی اسلام سے بیزاری کی پیشکش بھر پور بہادری کے ساتھ ٹھکرا دیتے تھے _

ٹھیك اسی وقت کہ جب کفار مکہ کا عذاب جھیل رہے ہوتے ، ادھر سے رسول (ص) خدا گذرتے ، انکی رونگٹے کھڑے کردینے والی حالت ملاحظہ فرماتے کہ دوپہر کی دھوپ میں تپتے پتھروں پر یوں تڑپ رہے ہیں جیسے سانپ کا کاٹا تڑپتا ہے اور انسانی جذبات سے دور مشرکین مکہ اپ کے کمزور جسم پر اذیتوں کی بھر مار کررہے ہیں _

اپ بڑے اطمینان بخش لہجے میںان سے فرماتے ;اے ال یاسر صبر کرو ، جنّت تمہارے انتظار میں ہے ، عمار یاسر کی والدہ حضرت سمیہ ، ابو جہل کے ہتھیار کی مار سے مرگیئں ، اپ اسلام کی راہ میں پہلی شہید ہیں _

سمیہ کے شوہر یاسر نے بھی مشرکین مکہ کی

مسلسل اذیتوں سے جان دیدي_

لیکن عمار نے اپنی دلی حالت کے بر خلاف مجبور ہو کر مشرکوں کی ظلم و زیادتی سے چھٹکارا پانے کیلئے مشرکین کی بات کہہ دی اور رسول کو برا بھلا کہا ، نتیجے میں کفار نے انھیں چھوڑ دیا رسول خدا کو بتایا گیا کہ عمار کافر ہو گئے ، حق کے راستے سے منحرف ہو گئے _

انحضرت (ص) نے فرمایا ، عمار کے وجود سے ایمان ہرگز ختم نہیں ہوا وہ سر سے پیر تك ایمان میں ڈوبے ہوئے ہیں ، انکی رگرگ میں ایمان بھرا ہوا ہے _

اسی حالت میں روتے پیٹتے ، انسو بہاتے رسول (ص) کی خدمت میں ائے ، رسول خدا (ص) نے ان کی انکھوں سے انسو پونچھتے ہوئے فرمایا :

اگر پھر تم سے وہ لوگ مزاحم ہوں تو تم نے جو کچھ کہا ہے پھر کہکے اپنے کو بچا لینا _

یہ ایت اسی موقع پر عمار یاسر کے حق میں نازل ہوئي ، من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان_

اولین مسجد کی تعمیر اور عمار یاسر

عمار نے مدینہ ہجرت کی اور جنگ بدر کے ساتھ دوسری تمام غزوات میں شرکت کی ، جب رسول خدا نے

مدینے ہجرت کی تو عمار مسجد قبا کی تعمیر میں شریك تھے ، وہ اسلام کی پہلی مسجد بنانے والوں

میں شمار کئے جاتے ہیں (۱)عمار یاسر اس مسجد کی تعمیر میں مستقل شریك رہے ، اس سلسلے میں انھوں نے دوسرے اصحاب سے زیادہ سر کردگی دکھائي ، اینٹ پتھر لانے میں بہت تیزی دکھاتے تھے ـ

اسی درمیان ایك صحابی عثمان بن عفان بہت کم محنت کر رہے تھے کیو نکہ وہ قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے ، جب دوسرے اصحاب اینٹ اور پتھر لاتے اور اسکا گرد و غبار ان کے بدن پر پڑتا تو وہ جھاڑنے لگتے ،علی بن ابی طالب نے یہ منظر دیکھا تو کار کردگی اور فعالیت کے سلسلے میں یہ رجز پڑھنے لگے ،

لا یستوی من یعمر المساجد

یدا ب فیھا قائما وقاعدا

و من یری عن الغبار حائدا (۲)

عمار سادہ دل شخص تھے ، وہ اس رجز کا اشارہ نہیں جانتے تھے وہ بھی سادگی میں یہی رجز پڑھنے لگے ، عثمان نے حضرت علی (ع) کا اشارہ سمجھ لیا تھا ، اسلئے گمان کیا کہ عمار جان بوجھ کر ان پر طنز کر رہے ہیں کہنے لگے ،اے فرزند سمیہ میں سمجھ رہا ہوں کہ تم کیا کہہ رہے ہو خدا کی قسم ،اس ڈنڈے سے تمہاری انکھ پھوڑ دوں گا ـ

رسول خدا (ص) سارا واقعہ ملاحظہ فرما رہے تھے ، عثمان کی دھمکی پر غصے میں فرمایا ، عمار سے لوگ کیا چاہتے ہیں وہ انھیں بہشت کی طرف بلا رہا ہے اور وہ لوگ ہیں کہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہیں

عمار کی منزلت میرے نزدیك میرے اس کھال کی طرح ہے جو انکھ اور ناك کے درمیان ہوتی ہے ، جس شخصیت کا یہ مرتبہ ہو اسے اذیت پھوچانے سے پرہیز کرو(۳)

اور ايك روايت ميں ہے يہ قصد اس طرح ہے ، صحابہ نے جب رسول(ص) خدا كو غضبناك ديكھا تو عمار سے كہا كہ تم ہى كوئي ايسا طريقہ اپنائو كہ رسول (ص) خدا كا غصہ كم ہو _

١_ اسد الغابہ حالات عمار
٢_ اس رجز كا مطلب يہ ہے ، جو لوگ كہ مسجد بنانے ميں كوشاں ہيں اور اس كام ميں برابر دوڑ دھوپ كر رہے ہيں ، اسكے برابر وہ لوگ نہيں ہو سكتے جو اسكے گرد و غبار سے پرہيز كر رہے ہيں اور الگ تھلگ ہيں
٣_سيرة بن ھشام ج٢ص ١١٤ _شرح سيرة بن ھشام بقلم ابوذر خشنى متوفى ٦٠٤ ھ حديث كى عربى عبارت ہے مالھم لعمار يد عوھم الى الجنة و يدعونہ الى النار ان عمارا جلدة مابين عينى وانفى فاذا بلغ ذلك من الرجل فلم يستبق فاجتنبوه

تو عمار ياسر اپنے سر پر اينٹوں كا بوجھ اٹھاے ہوئے تھے اسى حالت ميں ہنستے ہوئے رسول خدا سے عرض كى _

اے رسول(ص) خدا ،اپ كے اصحاب نے تو مجھے مار ڈالا ، كيونكہ جتنا وہ خود اٹھا نہيں سكتے اس سے زيادہ مجھ پر لاد ديتے ہيں ،يہ سن كر رسول(ص) خدا نے اپنے دست مبارك سے عمار كے چہرے كا غبار صاف كرتے ہوئے فرمايا :

اہ ،اے سميہ كے فرزند ، يہ تمہيں قتل نہيں كريں گے تمہيں تو ايك باغى گروہ قتل كرے گا (١)

رسول خدا نے اكثر موقعوں پر عمار ياسر كى تعريف و ستائشے كى ہے منجملہ وہ موقع كہ خالد بن وليد نے عمار ياسر پر غصہ دكھايا بڑے تلخ و تند انداز ميں ان سے باتيں كيں اسوقت رسول(ص) خدا نے فرمايا :

جو شخص عمار ياسر سے دشمنى ركھے گا ،خدا بھى اسكا دشمن ہو گا _

عمار ياسر نے جمل و صفين ميں حضرت على (ع)

کی رکاب میں جنگ کی اپ اخری حملوں کے وقت جب بھی اپ حرکت فرماتے اپ کے ساتھ اصحاب رسول کا گروہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا تھا ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کے کانوں میں صدائے رسول گونج رہی تھی _

تم بیشك باغی اور سر کش گروہ کے ہاتھوں قتل ہو گے (تقتلك الفئة الباغیہ)

عمار اگے اگے چلتے تھے اور اصحاب رسول پیچھے پیچھے ، اپ جنگ صفین میں یہ رجز پڑھ رہے تھے _

اج کا دن وہ ہے کہ میں اپنے دوستوں ، محمد اور اصحاب رسول سے ملاقات کروں گا (۲)

اخر کار عمار اسی جنگ میں معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے ، ان کے قتل پر دوسپاہیوں میں برائے افتخار جھگڑا ہو گیا ، عمر و عاص نے کہا :

۱_ حدیث ہے : ویح ابن سمیہ لیسوا بالذی یقتلونك انما تقتلك الفئة الباغیہ

۲_ الیوم القی الاحبة ۲_ عمار یاسر پنجشنبہ کے دن عصر کے وقت و صفر ۳۵ھ میں ۹۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے اپ کے حالات استیعاب ، اسد الغابہ ، اصابہ ، بخاری کتاب جہاد میں دیکھئے

بخدا ،یہ دونوں جہنم میں جانے کیلئے ایك دوسرے سے جھگڑا کر رہے ہیں ، خدا کی قسم میری ارزو ہے کہ اج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا (۱)

عثمان اور عمار

اب عمار یاسر کو پہچاننے کے بعد برا نہیں ہے کہ ہم یہ بھی سمجھ لیں کہ رسول خدا (ص) نے عمار کے حق میں جو احادیث فرمائي ہیں ان کا عثمان نے کتنا پاس و لحاظ کیا ، اور ام المومنین نے اپنا رد عمل کس

طرح ظاہر کیا ، انھوں نے عثمان کی ناك رگڑ نے کے لئے عمار کے وجود سے کتنا استفادہ کیا _

بلا ذری لکھتا ہے :

جس دن لوگوں نے عثمان کو خبر دی کہ ربذہ میں ابوذر کا انتقال ہو گیا عثمان نے کہا ، خدا ابو ذر پر رحمت نازل کرے (۲)

عمار یاسر وہیں موجود تھے ، بڑے اثر انگیز انداز میں کہا ہاں ، میں دل کی گہرائیوں سے کہتا ہوں کہ خدا ان پر رحمت نازل کرے عثمان کیلئے یہ سرزنش قطعی غیر متوقع تھی ، وہ چیخ پڑے (یلعاض ایرابیہ)(۳) جلا وطنی کی ندامت سے ٹسوے بہار ہے ہو ؟ تم خود جاکر انکی جگہ لے لو ، پھر حکم دیا کہ اسے گدّی میں ہاتھ دیکر نکال باہر کردو _

عمار یاسر تیار ہو گئے کہ ربذہ چلے جائیں کیونکہ خلیفہ کا فرمان تھا ، قبیلہ بنی مخزوم کے بہت سے لوگ جو عمار کے ہم پیمان تھے حضرت علی کے پاس ائے اور ان سے گذارش کی کہ عمار یاسر کے بارے میں عثمان سے گفتگو کرکے اس حکم سے روکیں_

حضرت علی (ع) عثمان کے پاس گئے اور کہا کہ :

اے عثمان خدا سے ڈرو ، تم نے ایك مقدس مسلمان کو اسطرح جلا وطن کیا کہ وہیں انکی موت ہو گئي ، اب تم عمار کے پیچھے پڑے ہو کہ انھیں بھی وہیں جلا وطن کر دو _

۱_ابوذر غفاری ، رسول خدا کے خاص صحابی انکا روحانی مرتبہ بہت بلند اور عوام کے زبان زد تھا ، انھوں نے عثمان پر پئے در پئے اعتراضات کئے اسلئے عثمان کے حکم سے ربذہ جلا وطن کر دئے گئے ؟ وہیں انتقال فرمایا ، اس سلسلے میں کتاب عبد اللہ بن سبا دیکھی جائے

۲_ یا عاض ایرابیہ ، یہ بڑی گندی گالی ہے ایسا غیر مہذب فقرہ ہے کہ اسکے ترجمے سے بھی شرم اتی ہے اس لئے میں نے اصل لفظوں ہی کو لکھ دیا ہے تاکہ اس حصے کی اخری حدیث عثمان کی حیا کا نمونہ بن جائے ، کہاں تو فرشتے بھی عثمان سے شرم کرتے ہیں (سردار نیا)

نتیجے میں حضرت علی (ع) اور عثمان کے درمیان تلخ کلامی ہوئي ، یہاں تك کہ عثمان نے حضرت علی (ع) سے سخت لہجے میں کہا :

تم ان سے زیادہ جلا وطن کے مستحق ہو _

حضر ت علی نے جواب دیا :

اگر چاہتے ہو تو حکم دیدو _

مہاجر ین نے جمع ہو کر خلیفہ سے کہا کہ ، ایسا نہیں ہو سکتا ، جو بھی تم سے گفتگو کرتا ہے تم اسے جلا وطنی کا حکم دے ڈالتے ہو عثمان نے مجبورا عمار کے بارے میں اپنا فیصلہ واپس لے لیا (۱)

ایك دن اصحاب رسول خدا کے بہت سے افراد جن میں مقداد بن عمرو عمار یاسر ، طلحہ و زبیر شامل تھے ، اپس میں مشورہ کر کے ایك خط عثمان کو لکھا جسمیں ان کی تمام غلط حرکتوں کو ایك ایك کر کے گنا یا گیا تھا کہ اگر تم نے اپنی یہ روش نہیں چھوڑی تو تمھارے خلاف شورش برپا کردی جائے گی اور بغاوت ہو جائے گی (۲)

عمار نے یہ خط لیا اور خود ہی خلیفہ کے سامنے پیش کیا انھیں کے سامنے لوگوں کو خط کا بعض حصہ پڑھکر سنا دیا _

عثمان نے ایك تو عمار کی گستاخی اور دوسرے خط کا مضمون ان دونوں باتوں سے سخت برھم ہوئے ، لال بھبھوکا سرخ انگارہ ہو گئے چلّا کے بولے _

اس جماعت میں ایك تم ہی یہ کام کرنے کیلئے تھے کہ خط لیکر ائے ہو؟ عمار نے جواب دیا_

کیونکہ میں دوسروںسے زیادہ تمہارا خیرخواہ ہوں_

عثمان نے کہا ، سمیہ کے فرزند ،تم جھوٹے ہو_

عمار نے جواب دیا:

(تم مجھے سمیہ کا بیٹا کہکے پکار رہے ہو ؟) ہاں خدا کی قسم میں سمیہ اور یاسر کا فرزند ہوں

عثمان غصے میں بد حواس ہو گئے تھے ، اپنے غلاموں کو حکم دیا _

۱_ بلاذری ج۵ ص٤۹ ، تاریخ یعقوبی ج۲ ص۱۵۰
۲_ بلاذری ج۵ ص٤۹ عقد الفرید ج۲ ص۲۷۲ اس خط کی تفصیل ابن قتیبہ نے الامامة والسیاسة میں لکھی ہے

عمار کے ہاتھ اور پاؤں کو پکڑ کر ہر ایک اپنی طرف گھسیٹے ، غلاموں نے حکم کی تعمیل میں چہار میخ (شکنجہ کی اذیت ناك قسم) کی شکل بنا دی ، خود عثمان نے عمار یاسرپر لات اور گھونسے برسانا شروع کردئے ، اتنی لاتیں ماریں کہ اس بوڑھے کمزور کو عارضۂ فتق لاحق ہو گیا ، وہ بے ہوش ہو گئے _

بیت المال نجی ملکیت

دوسرے وہ مواقع جہاںعثمان نے عمار یاسر سے پر خاش دکھائي ایك موتی کا قصہ ہے جسے عثمان نے بیت المال سے لے لیا تھا _

بلاذری نے یہ قصہ اس طرح لکھا ہے :

مدینے کے بیت المال میں ایك موتیوں کا ہار تھا جسمیں قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے ، عثمان نے وہ اپنی ایك بیوی کے لئے رکھ لیا ، جب یہ خبر لوگوں کے کانوں میں پہونچی تو لگے عیب جوئي کرنے اور مذمت

کی بھر مار کردی ، ان کے منھ پر بھی تنقید ہونے لگی ـ

عوام کے اعتراض میں اسقدر شدت تھی کہ عثمان بھڑك اٹھے ، اسی غصے کی حالت میں منبر پر ائے اور تقریر کرتے ہوئے کہا :

ہم ان اندھوں کو جنھیں دکھائي نہیں دیتا کہنا چاہتے ہیں کہ ھم اس مال میں سے جتنا چاہیں گے لے لیں گے اور ـ

حضرت علی (ع) نے انھیں ٹوکتے ہوئے کہا :

تمہیں روك دیا جائے گا ، ایسے نہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ اسمیں من مانا تصرف کرو ـ

عمار یاسر نے بھی چلا کر کہا :

میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں وہ پہلا انسان ہوں جس کو ایسی حرکت بہت بری لگی ہے عثمان نے غصے میں چلّا کر کہا :

(یابن المتکائ(١)) تیری اتنی ھمت ہو گئي کہ مجھ سے سخت کلامی کرے اسکے بعد حکم دیا کہ اسے پکڑلو ـ

١ـ یہ بہت گندی گالی ہے جو اولین اسلام حضرت سمیہ کو دی گئي ، یہ عثمان کے شرم و حیا کا دوسرا ثبوت ہے (سردار نیا)

عمار کو گرفتار کر کے خلیفہ کے گھر لے جایا گیا ، جب خلیفہ ائے تو فرمان صادر کیا کہ عمار کو حاضر کر کے میرے سامنے کھڑا کیا جائے پھر انھیں اتنا مارا کہ بیہوش ہو کر زمین پر ڈھیر ہو گئے ، پھر اسی بیہوشی کی حالت میں عثمان کے گھر سے باہر نکال دیا گیا ،

دوسرے لوگوں نے انھیں اٹھا کر زوجہ رسول ام سلمہ کے گھر پہونچا دیا _

ظہر عصر اور مغرب کی نماز کا وقت نکل گیا لیکن عمار بیہوش تھے جب ہوش میں ا ئے تو وضو کر کے نماز پڑھی ، اس وقت کہا :

الحمد للہ ، یہ پہلا دن نہیں ہے کہ خشنودی خدا کی راہ میں مجھے شکنجہ و عذاب دیا گیا _

ہم یہ جانتے ہیں کہ عمار یاسر قبیلہ بنی مخزوم کے ہم پیمان تھے جب ھشام بن ولید مخزومی کو عمار یاسر پر ڈھا ئے گئے مصائب کی خبر ملی تو انھوں نے عثمان پر اعتراض کیا _

تم علی اور بنی ہاشم کو تو ٹالتے ہو ، انھیں چھیڑتے بھی نہیں لیکن ہمارے اوپر زیادتی کرتے ہو ، میرے بھائي کو مارتے مارتے ادھ موا کردیا ہے خداکی قسم اگر عمار مرگئے تو اس گندے پیٹ والے (عثمان) کو قتل کر دوں گا _

عثمان نے غصے میں انھیں گالی دیتے ہوئے کہا :

اے قسریہ کے بیٹے (۱) تیری اتنی ہمت بڑھ گئي ہے؟

ھشام نے جواب دیا _

اچھا تو سمجھ لو کہ میں دو مائوں سے قسریہ تك پہونچتا ہوں _

عثمان نے حکم دیا کہ ھشام کو گھر سے نکال دیا جائے ، ھشام خلیفہ کے گھر سے سید ھے ام سلمہ کے گھر گئے ، انھیں معلوم ہوا کہ ام سلمہ بھی عمار پر ڈھائے گئے ظلم و ستم سے سخت برہم ہیں _

عمار کی مدد میں عائشه

جب عائشه کو عمار کے واقعہ کی خبر ملی تو سخت برهم ہوئیں اور عثمان کی روش پر اعتراض کرتے ہوئے رسول خدا کا بال ، لباس اور جوتیاں نکالیں ، ہاتھ میں لیکر چلّانے لگیں _

١_قسریہ عرب کا ایك قبیلہ تھا جسے قریش سے نہیں سمجھا جاتا ،اسی لئے عثمان نے انھیں ماں کی طرف سے سرزنش کی ، لیکن هشام کے باپ قریش سے سادات بنی مخزوم کی فرد تھے ، جواب میں کہنا چاہتے تھے کہ قسریہ کی طرف نسبت باعث ننگ نہیں، میری ماں اور نانا دونوں قسریہ ہیں اسی لئے کہا کہ میں دو مائوں سے قسریہ ہوں

کتنی جلدی تم لوگوں نے اس بال ، لباس اور جوتیوں والے رسول کی سنت نظر انداز کردی ،حالانکہ رسول خدا کے یہ اثار ابھی پرانے بھی نہیں ہوئے لیکن تم لوگوں نے انکی سنت ترك کردي_

مسجد میںعوام کا موجیں مارتا سمندر امنڈ پڑا ،اور سبحان اللہ کی صدائیں بلندکرنے لگا _

عمرو عاص ، جنھیں عثمان حکومت مصر سے معزول کرکے عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت دیدی تھی اسوجہ سے وہ سخت برہم تھے ، دوسروں سے زیادہ سبحان اللہ کی صدائیں بلند کررہے تھے ،تعجب اور حیرت کے عجیب عجیب کرتب دکھا رہے تھے اسی درمیان عثمان غصے میں اسقدر بد حواس ہو گئے کہ سمجھ میں نہیں اتا تھا وہ کیا کہیں (١)

ابن مسعود اور مقداد کی تدفین

عبداللہ بن مسعود کی تدفین کا واقعہ بھی عمار سے برہمی کا سبب بنا بن مسعود نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ عمار ان کی نماز جنازہ پڑھائیں اور

عثمان کو خبر نہ کی جائے کہ وہ نماز جنازہ میں حاضر ہو جائیں ، عمار نے وصیت پر عمل کیا جب عثمان کو اس واقعے کی خبر ملی تو عمار پر بہت غصہ ہوئے _

لیکن دیر نہیں گذری کہ مقداد نے بھی انتقال کیا ، انھوں نے بھی ابن مسعود کی طرح وصیت کی تھی کہ عثمان میری نماز جنازہ نہ پڑھائیں عمار نے مقداد کی نماز جنازہ پڑھائي اور دفن کر دیا ، عثمان کو خبر نہیں کی ،اب تو عثمان اور بھی زیادہ عمار سے غصہ ہوئے ، حالت یہ ہوئي کہ چلّانے لگے ، مجھ پر افسوس جو اس کنیز زادے سے جھیلا ، میں نے اسکو خوب اچھی طرح پہچان لیا (۲)

ان تمام واقعات میں جو بات سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ کرتی ہے وہ یہ کہ عثمان نے عمار یاسر کو گالیاں دیں ، یابن المتکاء یا عاض ایرابیہ ، کتب صحاح و مسانید میں ام المومنین عائشه کی حدیث نقل کی گئي ہے کہ عثمان بہت شرمیلے ، با حیا اور مہذب ہیں ، یہ بھی حدیث ہے کہ خدا کی قسم ، عثمان کے سامنے فرشتے بھی شرم و حیا کا لحاظ کرتے ہیں اور رسول خدا (ص) کی قسم ، عثمان کے شرم وحیا کی وجہ سے ان سے بہت حیا فرماتے اسطرح کی اور بھی باتیں جو ان کے شرم و حیا کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں _

ضمنی طور سے ہم نے ام المومنین عائشه کو دیکھا کہ عقلمند حکمراں کی طرح مشتعل عوام کو عثمان کے خلاف بھڑکاتی ہیں وہ اچھی طرح سمجھ رہی ہیں کہ کن باتوں سے عوام کے احساسات و جذبات بھڑکیں گے _

۱_ بلاذری ج۵ ص ۴۸
۲_ بلاذری ج۵ ص ۴۹ _ تاریخ یعقوبی ج۲ ص ۱۴۷

انھوں نے پہلی بار عثمان کے خلاف عوامی جذبات بھڑکاتے ہوئے رسول خدا (ص) کی جوتیاں دکھا کر انھیں چونکایا ، پھر جیسا وہ چاہتی تھیں لوگوں کے جذبات کو اپنے کنٹرول میں کیا وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ سادہ انداز دوسری بار لوگوں کے جذبات بھڑکانے میں اتنا کار گر نہیں ہو گا _

لیکن اس بار انھوں نے اس سے اگے بڑھکر لباس ، بال اور انحضرت(ص) کی جوتیاں بھی نکال لیں ،یہ رسول کی تین سادہ یادگار یں لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرنے اور عثمان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کیلئے کافی تھیں _

یہ دوسادے انداز بڑے اہم ثابت ہوئے ، ام المومنین عائشه نے اپنی مہارت و زیرکی سے عثمان کا تیّا پانچہ کردیا جبکہ وہ اہم ترین اسلامی شخصیت تھے ، مسلمانوں کی نگاہ میں رسول کے جانشین کی حیثیت سے محترم تھے _

عائشه نے بڑا اچھا ذریعہ اپنایا جسمیں دلیل و برہان کی ضرورت نہیں تھی ،انھوں نے خلیفہ کی شخصیت کو ایك جانب اور سنت رسول اور انکی یاد گاروں نیز ازواج رسول کو دوسری جانب کر کے بالکل محاذ پر کھڑا کر دیا ، اس طرح انھوں نے معاشرے کی نظر سے خلیفہ کو اس قدر گرادیا کہ عوام کو ان کے خلاف بغاوت کرنے میں ذرا دقت نہیں ہوئي _

خلیفہ کا ذلیل ہونا یا محترم ہونا خود خلیفہ کی ذاتی چیز نہیں تھی ، بلکہ وہ خلافت کے حدود سے تجاوز کر بیٹھے تھے ، ان زیادتیوں کی وجہ سے ان کا احترام ختم ہوگیا ، وہ بہت کمتر اور ذلیل سمجھے جانے لگے

اسی وجہ سے لوگوں کی جسارت اور زیادتی عثمان کے بعد خلفاء سے زیادہ تر دیکھی گئي ـ

اسی طرح ان حوادث سے واضح ہوتا ہے کہ دن بدن ام المومنین عائشه اور عثمان کے تعلقات خراب تر ہوتے جاتے رہے تھے ـ

وه ایك دن عثمان کی شدید حمایتی سمجھی جاتی تھیں ، اور اج مضبوط ترین دشمنوں کی صف میں نظر اتی ہیں ، جیسے جیسے وقت گذرتا گیا ، حالات بد سے بدتر ہوتے گئے ، دشمنی کی اگ دونوں کے دامن کو زیاده بھڑکاتی گئي ـ

شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کا لفظی جھگڑا اسی وقت شروع ہو گیا تھا جب عثمان نے ان کے وظیفے میں کٹوتی کی تھی ـ

بعد میں جیسے جیسے حالات اور حوادث پیدا ہوتے گئے ، اعتراضات عائشه اور عثمان کے جوابی الزام کا لہجہ بھی تلخ و تند ہوتا گیا ، اخر کار وہی ام المومنین جو عثمان کی دوسروں سے زیاده دفاع کرتی تھیں انھیں اپنے کینہ و عناد کی زد پر رکھ لیا ،ان کو خلیفہ کے زبردست دشمنوں میں شمار کیا جانے لگا ـ

اس بار ام المومنین عائشه کا عثمان سے پیکار و مخالفت کا مسئلہ صرف اپنے یہ مفادات و مصالح کے لئے نہ تھا ، بلکہ ان کی عظمت اور شخصیت زیاده سے زیاده ہماری نظر کو موه لیتی ہے ـ

فصل چهارم

عائشه نے انقلاب کی قیادت کي

یہاں تك جو کچھ بیان کیا گیا وہ اہم ترین عوامل تھے جنھیں ام ا لمومنین عائشہ نے عثمان کی مخالفت اور لوگوں کو ان کے خلاف شورش بر پا کرنے کیلئے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ورنہ عثمان اور ان کے حاشیہ نشینو ں کے خدا سے غافل غیر شرعی حرکات اور نا پسندیدہ اعمال ان سے کہیں زیادہ ہیں جنھیں بیان کیا گیا ، ان میں سے ہر ایك روش بجائے خود اقتدار و خلافت اور شخصیت عثمان کے خلاف انقلاب اور شورش بر پا کرنے کیلئے لوگوں کے دلوں میں جمی ہوئي تھی واضح بات ہے کہ یہ تمام عوامل لوگوں کو شورش سے ابھارنے اور اصحاب کو ان سے بد ظن کرنے کیلئے بہت موثر تھے ـ

لیکن وہی عوام (شاید انھیں کی ساختہ پر داختہ احادیث کی وجہ سے)خود اپنے اندر اتنی جرات نہیں رکھتے تھے کہ خود کو ایسی شخصیت کے خلاف جسے جانشین رسول اور خلیفہ کیلئے پکارتے ہیں ،اعتراض کریں ، تلوار اٹھانے کی بات تو بہت دور کی ہے ـ

لیکن یہ جسارت و جرات ابن مسعود ، عمار یاسر ، ابوذر غفاری اور جندب جیسے عظیم اصحاب رسول کی شدید مخالفت اور شجاعانہ اقدامات نے پیدا کی ، بنابر یں عوامی انقلاب کیلئے با رودکا ڈھیر بس ایك چنگاری کا منتظر تھا یہ اگ ام المومنین کے تاریخی فتوے نے بھڑکا دی اور اخر کار عثمان اپنے تمام اقتدار و عظمت کے ساتھ زمیں بوس ہو گئے ، خاك و خون میں غلطاں ہوگئے ـ

عائشہ کے پاس بڑی ذہانت و فراست تھی انھوں نے اپنی صلاحیتوں سے عثمان کے خلاف عوامی شورش

برپا کرکے سب کچھ اپنے مفاد میں کرنے کیلئے بھر پور استفادہ کیا ، کیونکہ انھوں نے دیکھا کہ لوگ عثمان کی ناکام حکومت سے تنگ اگئے ، ان کے مطلق العنان حاشیہ نشینوں کا ظلم عوام کی ہڈیوں میں سرایت کر گیا تھا ، یہی وہ بات تھی جس پر توجہ کرتے ہوئے انھوں نے اپنی سیادت کا تحفظ کرتے ہوئے تمام لوگوں کو ہیجان میں لانے اور عثمان کے خلاف بغاوت پر امادہ کرنے کی قیادت خود انھوں نے سنبھال لی ،اور وہ بھی اسطرح کہ جیسا وہ خود چاہیں ویسا ہی نتیجہ نکلے _

عوام عثمان کے ظلم و ستم کی وجہ سے انقلاب کے پیاسے تھے ام المومنین عائشه کی تقریروںاور کاروائیوں نے نشاط تازہ بخشی _ انہیں کامیابی کی امیدوں سے نہال کیا عثمان کے کرتوتوں کے خلاف ام المومنین عائشه کا نام اور تقریر

یں نہ صرف مدینہ اور اسکے مضافات میں ، بلکہ حجاز کے باشندوں اور پھر تمام مملکت اسلامی کے عوام کی زبان پر تھا خاص طور سے اس لئے کہ ان کا خاندان تیم بھی ان کی حمایت میں تھا اور یہ انقلاب حساس ترین کردار نبھا رہا تھا _

بلاذری جو خود مکیت خلفاء کا وقیع عالم ہے ، اپنی کتاب انساب الاشراف میں لکھتا ہے _

خاندان تیم کے افراد محمد بن ابی بکر اور ان کے چچیرے بھائي طلحہ کی حمایت میں عثمان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے _

عائشه کے بھائي محمد بن ابی بکر نے تیمیوں کی استقامت کے لئے مصر سے بغاوت کا اغاز کیا اور یہ اس

وجہ سے ہوا کہ محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ نے گورنر مصر عبداللہ بنابی سرح کی چند غیر شرعی باتوں کی وجہ سے بغاوت کی اخر مصر یوں نے وہاں اپنا قبضہ جما لیا اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں تاریخی چہروں کا تعارف کرایا جائے جو اس عہد کے سیا سی حالات کے حساس کردار ہیں _

تین چہرے

١_ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح

عبداللہ بن سعد قریش کے قبیلہ عامر کے اس خانوادے سے تعلق رکھتا تھا جو ابی سرح کاتھا اسکی ماں نے عثمان کودودھ پلایا تھا اس بناء پر عثمان اور عبداللہ رضاعی بھائي تھے _

عبداللہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا ،اور مدینہ ہجرت کی اسے رسول کے کاتبوں میں شمار کیا جاتا ہے ،لیکن کچھ دن بعد مرتد ہو کر مکہ واپس چلا گیا ،اس نے وہاں سرداران قریش سے کہا _ محمد میری خواہشات اور ارادوں کے پابند تھے میں جو کچھ کہتا وہ عمل کرتے مثلا وہ کہتے لکھو عزیز حکیم میں ان سے پوچھتا ، کیا لکھ دوں علیم حکیم ،وہ جواب دیتے _

کوئي ہرج نہیں ، دونوں ٹھیک ہے _

خدا وند عالم نے عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں یہ ایت نازل کی _

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا سورة انعام ایت٩٣

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گڑھے ،یا کہے کہ مجھ پر وحی ائي ہے حالانکہ اس پر کوئي وحی نازل نہیں کی گئي ہو ،یا جو

اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلے میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل کرکے دکھا دوں گا _

کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جبکہ وہ سکرات موت میں ڈبکیاں کھا ر ہے ہوتے ہیںاور فرشتے ہاتھ

بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں لائو نکالو اپنی جان ، اج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا _

جو تم اللہ پر تہمت رکھ کر نا حق بکاکرتے تھے ،اور اسکی ایات کے مقابلے مین سرکشی دکھاتے تھے _ جب مکہ مسلمانو ںکے ہاتھوں فتح ہوا تو رسول خدا نے عبداللہ بن ابی سرح کے قتل کا فرمان صادر کیا ،اور حکم دیا چاہے وہ لباس کعبہ ہی سے چپکا ہوا ہو اسے قتل کردو _ عبداللہ اپنی موت سے ڈرا اور عثمان کی پناہ پکڑی ،عثمان نے اسے چھپا دیا ، پھر اسے خدمت رسول میں لائے اور اسکے لئے امان طلب کی _ رسول خدا(ص) تھوڑی دیر تك خاموش رہے ، اپ نے اپنا سر بلند نہیں کیا اخر اپ نے عثمان کی تائید کردی جب عثمان چلے گئے تو انحضرت نے لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا :

میں اس لئے خاموش تھا کہ تم میں سے کوئي اٹھکر اسکا سر تن سے جدا کر دیتا _ جواب دیا گیا ، اپ نے ہمیں ذرا بھی اشارہ کیا ہوتا ،رسول خدا نے فرمایا ،پیغمبر کیلئے انکھ کا اشارہ مناسب نہیں _ جب عثمان خلیفہ ہوئے تو ایسا پاپی شخص برادری کے حوالے سے ٢٥ھ میں وہاں کے گورنر عمر وعاص کو معزول کر کے

مصر کی حکومت دیدی گئي _ عبداللہ نے افریقہ کے بعض علاقے فتح کئے ، عثمان نے اسکے انعام میں افریقہ کی غنیمت کا تما م خمس اسی کو بخش دیا _ وہ ٣٤ھ تك حکومت مصر پر باقی تھا ، محمد بن ابی بکر اور ابن ابی حذیفہ کی شورش سے عسقلان بھاگ گیا ، وہ وہیں تھا کہ عثمان قتل کردئے گئے ، عبداللہ کی موت ٥٧ھ میں ہوئي (١)

٢_ محمد بن ابی بکر

محمد خلیفہ اول ابو بکر کے فرزند تھے ، انکی ماں اسماء بنت عمیس قبیلہ خثعم سے تھیں ،ان کے پہلے شوہر جعفربن ابی طالب تھے انکی شہادت کے بعد ابوبکر کے عقد میں ائیں ، ان سے محمد کی پیدائشے مکّے کے راستے میں حجة الوداع کے موقع پر ہوئي _

جب ابوبکر نے انتقال کیا حضرت علی (ع) نے اسماء سے شادی کی اسطرح محمد کی نشو ونما حضرت علی (ع) کے گھر پر ہوئي ،حضرت علی (ع) ہی نے انکی تربیت فرمائي ، نتیجے میں وہ حضرت علی (ع) کے جاں باز اور ثابت قدم صحابی تھے ، محمد نے حضرت علي(ع) کے رکاب میں جنگ جمل میں اپنی بہن عائشہ کے خلاف جنگ کی ، پھر امام نے حکومت مصر کیلئے ان کا انتخاب فرمایا _

١_ استیعاب ، اسد الغابہ ، اصابہ ، ا نساب الاشراف ، مستدرك ،تفسیر قرطبی ودیگر تفاسیر ، ابن ابی الحدید

محمدپندرہ رمضان ٣٥ھ میں وارد مصر ہوئے اور وہاں کے انتظامی امور سنبھالے لیکن ٣٨ھ میں معاویہ نے عمر وعاص کی سر کر دگی میں ایك بڑی فوج بھیجی ، عمرو نے محمد پر غلبہ پایا اور مصر فتح کر لیا ، اور

معاویہ بن خدیج نے انھیں قتل کیا پھر عمروعاص کے حکم سے گدھے کی کھال میںانکی لاش رکھ کر جلا دی گئي (١)

٣_ محمد بن ابی حذیفہ

ابو القاسم کنیت تھی ، محمد نام تھا ، ابو حذیفہ بن عتبہ کے فرزند تھے ، قریش کے قبیلہ عبد الشمس سے تھے ، انکی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمر قبیلہ عامر سے تھیں ، محمد کے ماں اور باپ دونوں ہی حبشہ کے مہاجر تھے ، محمد وہیں حبشہ میں پیدا ہوئے ، ابوحذیفہ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہوئے اور عثمان نے محمد کو اپنی فرزندی میں لے کر انکی تربیت کی ، وہ عثمان ہی کے سایئہ عاطفت میں پلے اور بڑھے _

جب عثمان خلیفہ ہوئے تو محمد نے عثمان سے اجازت مانگی کہ کفار سے جہاد کیلئے مصر جائیں ، عثمان نے ان کا مطالبہ مان لیا محمد مصر چلے گئے ، جس زمانے میں مسلمانوں نے عثمان کے خلاف شورش بر پا کی تو وہ بھی لوگوں کو حساس ترین لہجے میں عثمان کے خلاف بھڑکانے لگے ،اخر کا رایك حملے میں عبداللہ بن سرح پر قابو پا لیا اور اسے مصر سے بھگا دیا اور وہاں کے حکمراں بن گئے _ مصریوں نے محمد کی حکومت کو جان و دل سے مان لیا ، انکی بیعت کی اسطرح مصر کی زمام امور ان کے ہاتھ اگئي _ جب حضرت علی (ع) خلافت کی مسند پر بیٹھے تو انھیں مصر پر باقی رکھا وہ حضرت علی کی طرف سے بھی مصر کے انتظامی کام کاج دیکھتے رہے جب معاویہ حضرت علی (ع) سے جنگ کیلئے صفین کی طرف چلا تو ان کا سامنا ہوا ،محمد معاویہ سے مقابلے کیلئے نکلے ، اور اسے شام کی طرف سے مصر کے پہلے شہر فسطاط ہی میں روکا ، لیکن انھوں نے معاویہ سے

مقابلے کی تاب نہیں دیکھی اسلئے اس سے صلح کر لی _ صلح کی شرائط میں ایك شرط یہ بھی تھی کہ محمد اور ان کے ساتھی مصر سے نکل جائیں اور یہ لوگ امان میں رہیں گے ، لیکن جب محمد اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ مصر سے نکلے تو معاویہ نے بزدلانہ طریقے سے اپنے معاہدے کے خلاف انھیں قید کر لیا اور دمشق کے زندان میں بھیج دیا اخر کار معاویہ کے غلام رشدیں نے انھیں قتل کردیا _ محمد نے رسول خدا (ص) کی صحبت بھی پائي تھی (۲)

۱_ حالات محمد بن ابی بکر کیلئے استیعاب ج۳ ص۳۲۸ ، اصابہ ج۳ ص٤٥١ اور دیگر تاریخیں دیکھی جا سکتی ہیں
۲_ تاریخ طبری ج٥ ص ۱۰۸

اب اس سے پہلے کہ ہم فرزند ابو بکر اور محمد بن حذیفہ کی شورش کا تذکرہ کریں یہ یاد دہانی کرانا ضروری ہے کہ عمر وعاص جو خود فاتح مصر اور عمر کے زمانے سے وہاں کے گورنر تھے وہاں انکی ذمہ داریوں میں امور مالیات اور امام جماعت دونوں باتیں شامل تھیں ، لیکن اسطرح انکی حکمرانی دیر تك باقی نہیں رہی ، عثمان نے مالیات کے امور میں ان کے ہاتھ کوتاہ کر دیئے اور یہ عہد ہ عبداللہ بن ابی سرح کو دیدیا ، اور عمر وعاص کو حکم دیا کہ صرف لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن دیر نہیں گذری کہ یہ بھی ان سے چھین لیا ، اور یہ عہدہ بھی عبداللہ کو دیکر دونوں عہدے اپنے رضاعی بھائي کو دیدیئے ، اسطرح ایك بار انھوں نے عمروعاص کے ہاتھ سے مصر کا اقتدار چھین لیا (۱)

مصریوں کی شورش

بلاذری لکھتا ہے :

اسکے بعد کہ تمام مملکت اسلامیہ اور اس پاس کے علاقے عثمان کے خلاف ایك رائے ہو گئے ،چاروں طرف سے اعتراض کی اواز یں بلند ہونے لگیں ،اسی زمانے میں جبکہ عبداللہ سرح عثمان کی طرف سے مصر کا حکمراں تھا ،محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر مصر میں وارد ہوئے اور محمد بن طلحہ کے ساتھ اپنے منصوبے میں ایك رائے ہوگئے ،ان کے مصر میں انے کی پہلی صبح تھی کہ محمد بن ابی حذیفہ نماز جماعت میں تاخیر سے انے کی وجہ سے مجبور ہو کر اس نے بلند اواز سے کہا ، عبداللہ سرح وہاں موجود تھا ، جب اس نے فرزند ابو حذیفہ کی اواز نماز سنی ، فرمان صادر کیا کہ جس وقت یہ نما ز پڑھ لے میرے پاس حاضر کیا جائے _

جب محمد کو عبداللہ کے سامنے بڑھا یا گیا تو اس نے فرزند ابو حذیفہ سے پو چھا ،یہاں کیوں ائے ہو ؟

_ کفار سے جنگ میں شرکت کی غرض سے تمہارے ساتھ کون کون ہے ؟

_محمد بن ابی بکر

١_ استیعاب ج٣ ص٣٢١ ، اسد الغابہ ج٤ ص ٣١٥ ، اصابہ ج٣ ص٥٤ اور تاریخ طبری ابن اثیر در ذکر حوادث سال ٣٠ تا٣٦ھ

میں قسم کھاتا ہوں کہ ایسا نہیںہے ، بلکہ تم لوگ بلوہ اور فساد کرانے ائے ہو ، پھر حکم دیا کہ دونوں کو قید خانے میں ڈال دیا جائے _ مجبور ہو کر ان دونوں نے محمد بن طلحہ کا ذریعہ پکڑ ا اور اس سے تقاضہ کیا کہ حاکم کے پاس سفارش کرے کہ ہمیں کفار کے خلاف جنگ سے نہ رو کے _ اس ترکیب سے عبداللہ نے ان دونوں کو ازاد کر دیا _ اور خود جنگ کیلئے روانہ ہو گیا ،

لیکن چونکہ یہ دونوں مشکوك تھے اسلئے حکم دیا کہ ان کے لئے الگ کشتی تیار کی جائے ، اور اسلئے بھی کہ لوگوں سے ان کا میل جول نہ بڑھے اس سے بھی روکنا تھا ـ لیکن فرزند ابو بکر بیمار پڑ گئے ،اور وہ اس موقع پر حاکم مصر کے ساتھ نہیں جاسکے ،مجبورا محمد بن حذیفہ بھی انکی عیادت میں رك گئے ، جب محمد بن ابی بکر شفایاب ہو گئے تو یہ دونوں مسلمانوں کے ایك گروہ کے ساتھ جہاد کیلئے نکلے ـ

اس مدت میں سپاہیوں سے مسلسل میل جول کی وجہ سے ان سے بات چیت ہوئي ،سپاھیوں نے انھیں ضروری اطلاعات فراہم کردیں ،اسطرح یہ لوگ خارجی دشمنوں سے جنگ کرنے کے بعد واپس ہوں تو لوگوں کے دلوں میں عثمان کے خلاف نفرت پیدا کریں ان کے کر توت بیان کر کے غم و غصہ بھر دیں (۱)

بلاذری دوسری جگہ لکھتا ہے :

جس وقت حاکم مصر نے محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کو حراست میں لیا تھا ، محمد بن حذیفہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی مصر والوں کو جان لینا چایئے کہ ہم نے جہاد فی سبیل اللہ یعنی عثمان کے خلاف جنگ کو ملتوی کر دیا ہے ـ

تاریخ طبری میں ہے ـ

اسی سال کہ جب عبداللہ کفار سے جنگ کیلئے نکلا ، محمد بن حذیفہ اور محمد بن ابی بکر بھی اسکے ساتھ جنگ کرنے نکلے ،راستے میں انھوں نے عثمان کی خلاف شرع حرکتوں اور برے اعمال کے لوگوں سے تذکرے کرتے رہے ـ

کہ کس طرح انھوں نے سنت ابو بکر و عمر کو بھی پس بدل ڈالا ہے اب یہی دیکھئے کہ عبداللہ جیسا

شخص جسکا خون رسول خدا (ص) نے مباح قرار دیا تھا ، قران نے اسکے کفر کی گواہی دی ہے ، ایسے شخص کو عثمان نے مسلمانوں کے جان و مال کا حکمراں بنا دیا ہے ، پھر یہ کہ طرید رسول کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے (جسے رسول نے دھتکار دیا تھا اسے انھوں نے پناہ دیدی ہے)رسول(ص) خدا نے جسے جلا وطن کیا تھا اپنے پاس بلایا ہے ، انھیں بنیادوں پر عثمان کا خون حلال ہے ، اور اسی طرح کی باتیں اسلامی

۱_ ا نساب الاشراف بلاذری ج۵ ص ۵۰ و تاریخ طبری در بیان غزوہ ذات الصواری سال ۳۱

سپاہیوں سے کہہ ڈالیں تاکہ ان کے دل سے حکومت کی ہمدردی ختم ہو جائے _

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ محمد (ص) نے لوگوں سے کہا :

خدا کی قسم ،ہم نے حقیقی جہاد چھوڑ دیا ہے ، پوچھا گیا ، کس جہاد کو کہہ رہے ہو ؟ جواب دیا ، عثمان سے جنگ اور جہاد پھر ان سے بیان کیا کہ عثمان کی کارستانیاں کیا کیا ہیں ، یہاں تك کے ان کے دل خلافت سے اسقدر منحرف کر دیئےہ جب جہاد سے واپس اکر اپنے شہر و دربار میں گئے تو تمام لوگ عثمان کے کرتوتوں کی ایسی ایسی برائیاں بیان کرنے لگے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کی تھی (۱)

محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کے پر چار میںاسقدر تاثیر تھی کہ لوگ عبداللہ سرح کی حکومت اور اسکے کرتوتوں کے سخت مخالف ہو گئے جو انھیں مصریوں پر حکومت کر رہا تھا ، اس نے کوئي ظلم باقی ، نہیں رکھا تھا ، یہاں تك کہ عبداللہ نے مصر کے بعض

ایسے معزز حضرات جنھوں نے عبداللہ سرح کی شکایت عثمان سے کی تھی انھیں اسقدر مارا تھا کہ ہلاك ہو گئے تھے _

مصریوں نے عثمان سے عبداللہ سرح کی جو داد فریاد کی تھی طبری اور دیگر تاریخ نگاروں نے اسکی تما م تفصیل لکھی ہے منجملہ ان کے مصر والوں نے اپنی شکایت میں عثمان کے سامنے ابن عدیس کو بات کرنے کیلئے اگے کیا _

اس نے بھی عثمان کے سامنے عبداللہ کے خلاف بیان دیا ، اور یاد دلایا کہ کسطرح مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ یہ شخص مظالم ڈھاتا ہے ، مال غنیمت کی تقسیم میں انصاف نہیں کرتا ، خود اپنے پاس رکھ لیتا ہے ، جب اسکی نا انصافیوں پر اعتراض کیا جاتا ہے تو امیر المومنین کا خط دکھاتا ہے کہ خلیفہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے (۲)

اتش فتنہ بجھانے کیلئے امام کی مساعي

ابن اعثم اپنی تاریخ ص٤٦ میں لکھتا ہے :

مصر کے کچھ معزز افراد عبداللہ بن سعد بن سرح کی شکایت لیکر مدینہ میں ائے اور مسجد رسول خدا میں اترے

۱_ تاریخ طبری ج۵ ص ۷۰_ ۷۱
۲_ تاریخ طبری ج۵ ص ۱۱۸ و ابن اثیر ج۳ ص ۷۰

وہاں انھوں نے مہاجر ین و انصار کے گروہ سے ملاقات کی ، اصحاب نے جب ان کے مدینے انے کی وجہ پوچھیں تو انھوں نے کہا :

اپنے گورنر کی شکایت لیکر ائے ہیں _

حضرت علی (ع) نے کہا :

اپنے کاموں اور انصاف طلب کرنے میں جلدی نہ کرو اپنی شکایت خلیفہ کے سامنے پیش کرو ، سارا واقعہ ان سے بیان کرو کیونکہ ممکن ہے کہ مصر کے حکمراں نے خلیفہ کے حکم کے بغیر یہ سارے کام کئے ہوں ،تم لوگ خلیفہ کے پاس جائو ، اور اپنے مصائب ان کے سامنے دہرائو تو عثمان اسکی سختی سے باز پرس کریں گے اسے معزول کردیں گے ، اسطرح تمہارا مقصد حاصل ہو جاے گا ، اگر عثمان نے ایسا نہ کیا اور عبداللہ کے کر توتوں کی تائید کی تو تم خود سمجھ جائو گے _

مصر والوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دعائے خیر کے بعد کہا صحیح یہی ہے جسے اپ نے بیان کیا ، لیکن ہماری استدعا ہے کہ اپ خود ہم لوگوں کے ہمراہ وہا ں چلیں _ حضرت علی نے جواب دیا ، وہاں میری موجودگی کی ضرورت نہیں ، تم لوگ خود جائو اور سارا واقعہ ان سے بیان کرو یہی کافی ہے مصر والوں نے کہا :

اگر چہ یہی ہے لیکن ہماری خواہش ہے کہ اپ بھی ہمراہ چلیں اور جو کچھ پیش ائے اسکے گواہ رہیں _

حضرت علی (ع) نے انہیں جواب دیا :

جو ذات ہم سب سے قوی تر ہے تمام خلاق پر مسلط ہے اور بند و ں پر سب سے زیادہ مہربان ہے وہ تم سب کا گواہ اور نگراں ہو گا _

اشراف مصر عثمان کے گھر گئے اور اندر انے کی اجازت طلب کی ،جب یہ عثمان کے سامنے پہونچے تو عثمان نے ان کا بڑا احترام کیا ،انھیں‌اپنے پہلو میں

بڑھایا ، پھر پوچھا _

کس لئے ائے ہو ؟ کون سی مصیبت اپڑی کہ تم بغیر میرے گورنر یا میری اجازت کے مصر سے نکل پڑے _

ہم اسلئے ائے ہیں کہ ا پ کے کاموں کی شکایت کریں اور اپ کا گورنر جو ہمارے اوپر ظلم ڈھارہا ہے اسکا مداوا چاہیں _

اسکے بعد ابن اعثم نے اس گروہ کے دلائل جو عبداللہ کے خلاف عثمان کے سامنے پیش کئے اور جو کچھ عثمان اور ان کے درمیان واقعہ پیش ایا ساری تفصیل لکھی ہے _

عثمان کے خلاف مدینے والوں کی شورش

عثمان اور ان کے کارمندوں اور حاشیہ نشینوں کی غلط حرکات بڑھتی ہی گئیں ،لوگوں کی شکایات اور اعتراض کی کوئي شنوائي نہیں تھی مخالفت و اعتراض کا سیلاب تمام اسلامی مملکت میں پھیل گیا اخر اس سیلاب نے مدینے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا _

بلاذری ان حوادث کی اسطرح تشریح کرتا ہے_

جب عثمان مسند خلافت پر بیٹھے تو اکثر اصحاب رسول(ص) خدا ان سے خوش نہیں تھے ، کیو نکہ عثمان میں اقربا پروری بہت زیادہ تھی ، اپنی بارہ سالہ مدت خلافت میں اپنے خاندان کے اکثر ایسے لوگوں کو ولایت و حکومت دیدی تھی ، جنھوں نے رسول کی صحبت بھی نہیں پائي تھی ، ان سے خلاف توقع کام سرزد ہوئے ، اسلئے اصحاب رسول خفا ہوتے اور اعتراض کرتے ، لیکن عثمان ان تمام باتوں کو نظرانداز کرتے ،

کسی کا رندے کی سر زنش نہیں کرتے نہ انھیں معزول کرتے تھے ،خلیفہ نے اپنے اخر چھہ سالہ دور حکومت میں اپنے چچیرے بھائي کو تمام مسلمانوں پر برتری دیدی تھی ، انھیں حکومت دیکر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا تھا _

منجملہ ان کے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کی حکومت دیدی تھی اس نے کئي سال مصر پر حکومت کی وہاں کے باشندوں نے بار بار اسکے ظلم و ستم کی شکایت کر کے داد چاہی ،یہاں تك کہ عثمان نے مجبور ہو کر عبداللہ کو خط لکھا اور ڈرایا دھمکایا ، لیکن عبداللہ نے نہ صرف یہ کہ اپنی گھنائو نی حرکتیں نہیں چھوڑیں بلکہ ایك شکایت کرنے والے کو اسقدر مارا کہ وہ ہلاك ہو گیا (۱)

جب مصائب حد سے زیادہ بڑھ گئے کہ مسلمانوں کو عثمان اور اسکے کارندوں کی غلط حرکات برداشت سے باہر ہو گیا تو مدینے کے اصحاب رسول نے تمام شہروں کے مسلمان بھائیوں کو خطوط لکھے اور انھیں عثمان کے خلاف جہاد کرنے پر ابھارا _

طبری نے اس خط کا متن یوں درج کیا ہے _

تم لوگ جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین کے لئے مدینے سے باہر ہو حالانکہ جو شخص تم پر حکومت کررہا ہے وہی دین محمد کو تباہ کر رہا ہے _

ابن اثیر کی روایت میں خط کا فقرہ یہ ہے ،تمھارا خلیفہ دین محمد کو تباہ کر چکاہے _

شرح بن ابی الحدید میں ہے کہ خط کے اخر میں لکھا گیا تھا ، اسکو خلافت سے خلع کردو (اسکی خلافت کا جوا اتار پھینکو)اسکے بعد تو چاروں طرف سے ناراض لوگوں کا ہجوم پہونچ گیا اور اخر کار انھیں

قتل کر ڈالا (٢)

١_ انساب الاشراف بلاذری ج ٥ ص ٢٥ _ ٢٦
٢_ طبری ج٥ ص٥١ ،ابن اثیر ج٥ ص٧٠ ، شرح بن ابی الحدید ج١ ص١٦٥

بلاذری لکھتا ہے :

٣٤ھ میں کچھ اصحاب رسول نے اپنے تمام صحابہ دوستوں کو خط لکھ کر عثمان کی روش بیان کی یہ کہ انھوں نے قوانین اور سنت رسول کو بدل ڈالا ہے اس کے کارندوں نے جو مظالم ڈھائے ہیں انکی چاروں طرف سے شکایتیں ارہی ہیں اگر تم راہ خدا میں جہاد کے خواہاں ہو توجلد مدینے پہونچو _

اس سال اصحاب رسول میں ایک شخص بھی عثمان کی طرف سے صفائي دینے والا اور جانبداری کرنے والا نہیں تھا ،سوائے زید بن ثابت (١)ابو اسید انصاری اور حسان بن ثابت (٢)اور کعب بن مالك کے_

تما م مہاجرین اور دوسرے لوگ حضرت علی (ع) کے گرد جمع ہوئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ عثمان سے گفتگوکریں اور وعظ و نصیحت کر کے انھیں راہ راست پر لائیں _

١_زید بن ثابت بن ضحاك انصاری ، انکی ماں کا نام نوار بنت مالك تھا ، یہ پہلے کاتب رسول تھے ، پھر یہی خدمت عمرو ابوبکر کی بھی کی ، جب عمر و عثمان مدینے سے مکہ جاتے تو انھیں کو جانشین بناتے زید عثمان کے زمانے میں بیت المال کے خزانچی تھے ، ایك دن عثمان زید سے ملنے گئے تو زید کا غلام وھیب گیت گارہا تھا ، عثمان کو اواز پسند ائي اسکا ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا ، زید عثمان کے شدید حمایتی تھے ، انکی موت کی تاریخ میں اختلاف ہے ٤٢،سے ٥٥ تك لکھا گیا ہے ، مروان نے انکی نماز جنازہ پڑھائي ، ابو اسید ساعدی اور کعب بن مالك بھی ان اصحاب میں ہیں جنھوں نے بدر اولی اور دیگر غزوات میں شرکت کی ، صرف تبوك اور بدر میں شرکت نہیں کی ، ابو اسید قتل عثمان سے پہلے اندھے ہو گئے تھے ، انکی تاریخ انتقال کے بارے میں اختلاف ہے

٢ _ حسان بن ثابت انصاری کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی ، مشہور شاعر قبیلہ خزرج سے تھے ، ان کی ماں کا نام فریعہ بنت خالد انصاری تھا ، حسان کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا تھا ، خدا حسان کی اسوقت تك تائید کرے جب تك وہ رسول کی مدح کرتا رہے ، حسان نے خوبصورت اسلوب میں اشعار کہے رسول کی تعریف کی ، اور کفار کی ہجو کی ، حسان بہت بزدل تھے ، جنگ خندق کے موقع پر رسول خدا نے حسان کو بچو ں اور عورتوں

کا نگراں بنایا تھا تاکہ دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ رہیں ، عورتوں میں صفیہ بھی تھیں ، اسی درمیان ایك یہودی قلعہ کی دیوار سے جاسوسی کرنے لگا ، صفیہ نے حسان سے کہا اسے موقع نہ دو کہ ہماری خبر ہو ، رسول خدا ھم سے مطمئن ہو کر جہاد کر رہے ہیں جاکر اس یہودی کو قتل کر دو ، حسان نے جواب دیا ، اے دختر عبدالمطلب ، تم خوب جانتی ہو کہ میں اس میدان کا انسان نہیں ہوں ، میرے پاس حوصلہ نہیں ، صفیہ نے یہ سنکر خیمے کا ستون لیا اور قلعہ سے نکل کر یہودی کے سر پر مارا اور فاتحانہ قلعے میں داخل ہوئیں ، حسان سے کہا ، اب جاکر اسکے کپڑے اتار لو ، حسان کو جیسے ڈر لگ رہا تھا کہ یہودی مقتول کے ساتھی ہجوم کرکے اجائیں ، انھو ں نے جواب دیا ، اے دختر عبدالمطلب مجھے ان کپڑوں کی ضرورت نہیں حسان اسی بزدلی کی وجہ سے کسی جنگ میں شریك نہیں ہوئے اور اس سعادت سے محروم رہے رسول خدا نے ماریہ کی بہن شیریں حسان کو بخش دی تھی جس سے عبدالرحمن تولد ہوئے ،یہ عبدالرحمن رسول خدا کے فرزند ابراہیم کے خالہ زاد بھائي تھے ، حسان نے اپنے باپ دادا کی طرح طویل عمر پائي ٤٠ یا ٥٠ یا٥٤ ،میں ایکسوبیس سال کی عمر میں مرے ، اسد الغابہ استیعاب اصابہ دیکھئے کعب بن مالك انصاری قبیلہ خزرج سے تھے ، کنیت ابو عبداللّٰہ یا ابو عبد الرحمن تھی ، ماں کا نام لیلی بنت زید بن ثعلبیہ خزرجی تھا ، کعب نے عقبہ کی رات مکّے میں (بیعت عقبہ) کے موقع پر بیعت کرتے ہوئے رسول خدا کا ہاتھ دبایا تھا کعب نے تما م غزوات میں شرکت کی سوائے بدر و تبوك کے ، یہ ان تین افراد ہی تھے جنھوں نے تبوك نہ جانے میں پشیمانی جھیلی اور توبہ کی اور قبولیت توبہ کی ایت اتری ، کعب شاعروں کی بڑی عزت کرتے ، بیت المال سے بخشش زیادہ کرتے بلا سبب مسلمانوں کا مال دے ڈالتے ، اسی لئے یہ دونوں عثمان کے زبردست حمایتی تھے

حضرت علی (ع) عثمان کے پاس گئے اور انھیں نصیحت کی _

لوگ میرے پاس اکر تمھارے بارے میں باتیں کرتے ہیں ، خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تم سے کیا کہوں، کوئي بات تم سے ڈھکی چھپی نہیں ، جسے میں بتائوں ، تمھیں راستہ سو جھانے کی ضرورت نہیں جو کچھ میں جانتا ہوں تم بھی جانتے ہو تم سے زیادہ نہیں جانتا کہ تمھیں اگاہ کروں _

تم نے رسول کی صحبت پائي ہے ، ان سے باتیں سن کر اور دیکھ کر میری طرح بہرہ حاصل کیا ہے ، ابو قحافہ اور خطاب کے بیٹے تم سے زیادہ نیك اور شائستہ تر نہیں تھے ، کیو نکہ تم رسول سے دامادی اور رشتہ داری کی قربت رکھتے ہو ، تم رسول کے داماد ہو اسلئے اپنے اپ میں ائو اور اپنی جان سے ڈرو تم اسطرح اندھے ہو کر چل رہے ہو کہ تمھیں بینا کرنا بہت مشکل ہے ، اور اسطرح جہالت و نادانی کے کنو یں میں

گر چکے ہو کہ تمھیں باہر نکالنا مشکل ہے _

عثمان نے جواب دیا _

خدا کی قسم ، اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو اپنے رشتہ داروں کو نوازنے اور صلہ رحم کرنے کی بنا پر میں تمھیں سر زنش نہیں کرتا ، اگر تم اپنے پریشان حالوں کو پناہ دیتے اور جنھیں عمر نے کاموں پر لگایا تھا انھیں ہٹا کر انھیں مقرر کرتے تو میں تمھاری ملامت نہ کرتا _

تمھیں خدا کی قسم ہے ، اخر تمھیں بتائو کیا مغیرہ بن شعبہ کو جو کسی طرح بھی لائق نہ تھا ، عمر نے حکومت نہیں دی تھی _

کیوں صحیح ہے

تب اخر کیو ں اب جبکہ میں نے اپنے رشتہ دارفرزند عامر کو گورنر ی دیدی ہے تو مجھے ملامت کررہے ہو ؟

تمھیں یہ بتا نا ضروری ہے کہ جب عمر کسی کو حکومت دیتے تھے تو پورے طور سے اس پر حاوی رہتے تھے ، پہلے اسے اپنے پائوں تلے روند لیتے تھے ، جب اسکے خلاف شکایت ملتی تو اس پر سختی کرتے ، اسے حاضر ہونے کا نوٹس دیتے، اور اس بار ے میں سخت کاروائي کا مظاہرہ کرتے تھے ، لیکن تم نے یہ سب کچھ نہیں کیا ، بلکہ اپنے رشتہ داروں کے سامنے ضعف نفس اور نرمی کا مظاہرہ کر رہے ہو _

کیا یہ لوگ میرے رشتہ دا ر تمھارے بھی رشتہ دار اور اپنے نہیں ہیں (بیان کیا جا چکا ہے کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم چچیرے بھائي ہیں)

ہاں ، اپنی جان کی قسم ، یہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں لیکن ان کے پاس فضیلت و تقوی نام کی چیز نہیں _

ان کے مقابل دوسر و ں کو میرے نزدیك امتیاز حاصل ہے ۔

کیا عمر نے معاویہ کو حکومت نہیں دی تھی ؟

معاویہ اپنے سارے وجود سے عمر سے لرزتا تھا ، ان کا مطیع و فرمان بر دار تھا ، وہ عمر کے غلام یر فا سے اتنا ڈرتا تھا جتنا عمر سے نہیں ڈرتا تھا لیکن وہ بھی اج کل من مانی کررہا ہے ، کاموں میں بے اعتنائي برت رہا ہے جدھر چاہتا ہے خواہشات کے گھوڑے دوڑاتا ہے اور تمھاری اطلاع کے بغیر جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہی عثمان کا حکم ہے اس کسمپرسی کی عوام شکایت کرتے ہیں تو تم میں ذرا بھی جنبش نہیں ہو تی ، اور نہ کوئي اقدام کرتے ہو (١)

حضرت علی (ع) نے یہ فرمایا اور عثمان کے پاس سے اٹھکر چلے گئے ،حضرت علی کے جانے کے بعد عثمان منبر پر گئے اور تقریر کے درمیان کہا ، ہر چیز کے لئے افت ہے اور ہر کام کے لئے نقصان ہے ، اس امّت کی افت اور نقصان ہے پارٹی بندی اور عیب جوئي کرنے والے لوگ جو ظاہر داری میں وہ کام کرتے ہیں جو تم پسند کرتے ہو اور چھپے چوری ایسی حرکتیں کرتے ہیں جسے تم پسند نہیں کرتے ، شتر مرغ کی طرح ہر اواز پر دور پڑتے ہیں اور بہت دور کے گھاٹ کو پسند کرتے ہیں ۔

خدا کی قسم تم لوگ ایسے ہو کہ انھیں چیزوں کوعمر کے زمانے میں مان لیتے تھے میرے زمانے میں تنقید کرتے ہو ، اور حکم سے سر تابی کرتے ہو ، حالا نکہ عمر تمھیں پیروں سے روند تے تھے ، اپنے ہاتھو ں

سے تمھارے سر کو ٹتے تھے ، اپنی زبان کی تیزی سے تمھاری جڑ اکھا ڑ پھینکتے تھے تم لوگ بھی جان کے خوف سے ان کے فرماںبردار رہتے _

لیکن میں ہوں کہ تمھارے ساتھ نرمی اور ملائمت کا برتائو کرتا ہوں ، اپنی زبان اور ہاتھ کوتاہ کر لئے ہیں ، تو میرے اوپر سختی کررہے ہو میری نا فرمانی کررہے ہو_

اس موقع پر مروان نے بھی کچھ کہنا چاہا لیکن عثمان نے کہا ، چپ رہو (۲)

۱_قارئین کی توجہ ان دونوں سابقین اسلام کی باتوں کی طرف موڑنا چاہتا ہوں ، خاص طور سے عثمان کے دلائل کی طرف جو مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اورحضرت علی کے اعتراضات کے جواب میں کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نا لائق تھا لیکن اسے عمر نے حکومت دی ، فرزند عامر کو خود عثمان اور دوسرے تمام لوگ نالائق سمجھ رہے ہیں ، لیکن اسے حکومت دیدی ، معذرت میں صلہء رحم کا حوالہ دے رہے ہیں ، معاویہ کو حکومت دیدی جبکہ پورے طور سے جانتے ہیں کہ مسلمان کے بیت المال کو لوٹ رہا ہے ، مسلمانوں پر ظلم و تعدی کر رہا ہے (سردار نیا)

۲_ بلاذری ج۵ ص۶۰ ، تاریخ طبری ج۵ ص۹۶ ، ابن اثیر ج۳ ص۶۳ ، ابن ابی الحدید ج۱ ص۳۰۳ ، ابن کثیر ج۷ ص۱۶۸

مروان حکم

چونکہ ان تفصیلات میں مروان کا نام کئي جگہوں پر ایا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اس مشہور شخصیت کا تعارف کر دیا جائے کیو نکہ اسکے بعد بنی امیہ کی سلطنت اسی کو ملی _

یہ مروان اس حکم بن ابی العاص کا بیٹا ہے جسکا ہم نے (ولید کی گورنری) کے ذیل میں تعارف کرایا ہے ، مروان کی کنیت ابو عبدالملك تھی ، جب اسکے باپ حکم کو فرمان رسول (ص) کے مطابق طائف جلا وطن کیا گیا یہ بچہ ہی تھا ، یہ اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ عثمان کی خلافت کے زمانے تك جلا وطنی کی زندگی گذارتا رہا ، لیکن جب عثمان خلیفہ ہوئے تو ان سب کو

مدینہ بلا لیا ، مروان کو اپنے سے قریب کر لیا اور کتابت دیوان (سکر یٹری) کا عہدہ بھی دیدیا مروان کا خلیفہ کے یہاں رسوخ ہی اصل وجہ ہے عثمان کی بد بختی اور لوگوں کی رنجش کی ، بالا خر لوگوں نے بغاوت کر دی _

جس زمانے میں بلوائیوں نے عثمان کا محاصرہ کر رکھا تھا ، مروان باغیوں سے نرمی کے بجائے پیکار پر امادہ ہو گیا ، اس جھڑپ میں اسکی گردن پر شدید چوٹ ائي اور گردن کی ایك رگ ٹوٹ گئي وہ اخر عمر تك اس چوٹ کی وجہ سے گردن کی کجی جھیلتا رہا ، لوگ تمسخر کے طور پر خیط باطل کہتے تھے _

اسکے بھائي نے مروان کی بیوی کیلئے یہ اشعار کہے ہیں :

فواللہ ما ادری وافی لسائل

حلیلة مضروب القفا کیف تصنع

لحا اللہ قوما امر و اخیط باطل

علی الناس یعطی ما یشاء و یمنع

ایك دن حضرت علی (ع) نے مروان کو دیکھ کر فرمایا :

(تجھ پر افسوس ہے ، او ر امت محمد (ص) جو کچھ تیرے بچوں سے جھیلے گی اس پر افسوس ہے)

مروان جنگ جمل میں ، حضرت علی (ع) کے خلاف لشکر عائشه میں شامل تھا جب معاویہ کو حکومت ملی تو اسے مدینہ مکّہ اور طائف کا گورنر بنا دیا ، لیکن ٤٨ھ میں اس کو ہٹا کر سعد بن ابی العاص کو گورنر بنا دیا _

جس وقت معاویہ بن یزید بن معاویہ کا شام میں انتقال ہو گیا اور اس نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا تو شام والوں نے مروان کی بیعت کر لي، لیکن ضحاك بن قیس فہری اور اسکے دوستوں نے عبداللہ بن

زبیر کی بیعت کرلی ، نتیجے میں مروان اور ضحاك کے درمیان (مرج راھط دمشق)میں گھمسان کی جنگ ہوئي ضحاك قتل کیا گیا اور شام و مصر

مروان کے زیر نگین اگئے ، اسکے بعد تمام مملکت اسلامی پر قبضہ کرنے کیلئے اس نے یزید کی زوجہ سے شادی کر لي

ایك دن مروان نے یزید کے بیٹے خالد کو غصہ میں (یا ابن رطبتہ الاست(١))کہکے پکارا ، خالد نے جواب دیا تو امانت رکھنے والوں کے لئے خائن ہے ، پھر جا کر اپنی ماں سے شکایت کر کے سارا مسئلہ بیان کیا خالد کی ماں نے اسکو خود اپنی توہین سمجھ کر بیٹے سے کہا:

یہ بات اپنے ہی تك رکھو ، خاص طور سے مروان نہ سمجھے کہ تم نے مجھ سے کہا ہے اس نے گالی کے بدلے میں اپنی کنیز وں سے تنہائي میں منصوبہ بیان کر کے ان سے مدد چاہی اور انتظار کرنے لگی ، جیسے مروان کمرے کے دروازے پر ایا اس نے زمین پر پٹك دیا ، خالد کی ماں نے خود کمبل اسکے منہ پر ڈال دیااور بیٹھ گئي ، اتنی دیر بیٹھی رہی کہ مروان مر گیا _

مورخوں نے لکھا ہے کہ مروان ان چند لوگوں میں ہے جو بیوی کے ہاتھوں مارا گیا (٢) اسکے اخلاق ، معتقد ات اور طرز تفکر کی ساری باتیں اگلے صفحات میں ائینگي_

١_ انتہائي غیر مہذب اور گندی گالی ہے
٢_ حالات مروان کے لئے اسد الغابہ ج٤ ص٣٨٤ اور اسیتعاب و اصابہ دیکھئے

داد خواہوں نے مدینے کا رخ کیا

بلاذری لکھتا ہے : قتل عثمان کے ایك سال پہلے بہت سے باشندگان کوفہ و بصرہ و مصر مسجدالحرام میں ایك اجتماع کر کے باہم مشورہ کیا _

کوفیوں کی سرداری کعب بن عبدة النہدی کو ، بصرہ والوں کی مثنی بن مخرمہ عبدی کو اور مصر والوں کی ریاست بشر بن عتاب کو دی گئي _

یہ لوگ عثمان کی غلط حرکات کا پر چار کریں کہ انھوں نے تغیر و تبدل کو جس طرح جائز قرار دیا ہے ، خدا سے عہد و پیمان کر کے جس طرح پائوں سے روندا ہے ان تمام باتوں کو بیان کریں ، اخر میں ان لوگوں نے پکا عہد کیا کہ عثمان کی غلط حرکتوں پر خاموش نہ بیٹھیں گے ، پھر یہ طئے پایا کہ ہر ایك اپنے اپنے شہر و دیار میں واپس جاکر پیغام بر کے

انداز میں اس اجتماع کے مذاکرات کا خلاصہ لوگوں سے بیان کرے ، پھر سال ایندہ عثمان کے گھر پر اکر انکی کارستانیوں پر ملامت و سرزنش کریں _

اگر ا س طرح عثمان متنبّہ ہوں اور اپنی غلط حرکتوں سے بازا جائیں تو ان لوگوں کا مقصد حاصل ہو جائیگا اور اگر باز نہ ائیں تو ان کے بارے میں کوئي اخری اور فیصلہ کن اقدام کیا جائے ، ان تمام لوگوں نے اپنے اس منصوبے پر عمل کیا (۱)

چونکہ مصر کے باشندے دوسرے شہروں کے مقابل زیادہ ہی جوش وخروش کا مظاہرہ کر رہے تھے ، اسلئے عثمان نے اس شورش کی گرمی اور انقلاب کی چنگاری بجھانے کیلئے تیس ہزار درھم اور لباس و کپڑوں سے بھرا ایك اونٹ محمدبن ابو حذیفہ کے پاس بھیجا تاکہ مصریوں کا رہبر انقلاب انھیں ٹھنڈا کرے ۔

محمد بن ابوحذیفہ نے طئے کیا کہ ان تمام چیزوں کو مسجد میں رکھا جائے تاکہ لوگ اسکا تماشہ دیکھیں ، پھر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا :

اے مسلمانوکیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ عثمان کس طرح مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں ، وہ چاہتے ہیں کہ یہ رشوت لیکر میں اپنا دین برباد کر دوں ۔

عثمان کی اس حرکت اور فرزند ابوحذیفہ کے رد عمل نے مصریوں کا عناد اور بھی بڑھا دیا ، وہ عثمان کی اور زیادہ عیب جوئي کرنے لگے ، اس حرکت کی وجہ سے مصر کے باشندوں میں محمد بن ابو حذیفہ کی قیادت کا سکّہ اور بھی جم گیا وہ والہانہ انداز میں انکی بات ماننے لگے (۲)

عثمان نے جور قم اس کام کیلئے دی تھی ، وہ مدینے میں واپس نہیں منگواسکے ، جو وعدے کے مطابق مسجد الحرام میں لوگوں کو دی جاتی ، بلکہ متعینہ وعدہ اس طرح پورا کیا گیا کہ محمدبن ابی بکر کے ہمراہ مصر سے مدینہ لے جائي گئي ۔

محمدبن ابی بکر بہت سے مصریوں کے ساتھ مدینہ کی طرف چلے اور محمدبن ابوحذیفہ مصر ہی میں رہ گئے ، ادھر عبدالرحمن بن عویس بلوی (۳) پانچ سو ادمیوں کے ہمراہ ماہ رجب میں مدینے کے ارادے سے نکلے ، انھوں نے مشہور یہ کیا کہ عمرہ ادا کرنے جارہے

ہیں _

١_ انساب الاشراف بلاذری ج٥ ص ٥٩
٢_ تاریخ طبری ج٥ ص١١٥ ، بلاذری ج٥ ص٥١
٣_ عبدالرحمن بن عویس بلوی ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان میں شرکت کی ، وہ فتح مصر کے وقت موجود تھے ، وہیں سے انھوںنے مصریوں کے ساتھ عثمان کے خلاف شورش میں حصہ لیا ، معاویہ نے انھیں فلسطین میں قید کر دیا جب وہ قید خانے سے بھاگے تو٣٦ھ میں قتل کا فرمان دیا ، اصابہ ٤_ ١٧١ دیکھی جائے

گورنر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جب ان تمام واقعات کی خبر ہوئي تو اس نے ایك تیز رفتار سواری مدینے روانہ کی اور خلیفہ کو رپورٹ دی کہ فرزند عویس بلوی اور اسکے ساتھی اپ سے ملنے کی غرض سے مدینے جارہے ہیں ، فرزند ابو حذیفہ نے اسکو عجرود تك رخصت کیا ، اس نے مشہور کیا ہے کہ عمرہ کی غرض سے مکّہ جارہے ہیں لیکن یہاں اپنے ساتھیوں میں اعلان کیا ہے کہ ہم عثمان کا سامنا کرنے جارہے ہیں تاکہ اسے معزول کر دیں یا زندگی کا خاتمہ کردیں _

عبداللہ کے قاصد نے مصر سے مدینہ تك کا سفر گیارہ راتوں میں طئے کر کے حاکم کا پیغام پہونچا دیا ، ادھر مصر والے بغیر کسی ٹھہرائو کے مدینے کی طرف بڑھ رہے تھے تاکہ اپنے کو مدینے کے قریب مقام ذو خشب تك پہونچا دیں اور وہیں قیام کریں _

دوسری روایت ہے کہ :

عبداللہ مصریوں کی اس سیاسی سر گرمی کے بارے میں عثمان سے تبادلہ خیال کی غرض سے اپنے صدر مقام سے چلا ، ابھی وہ ایلہ ہی پہونچا تھا کہ اسے اطلاع دی گئي کہ مصر یوں نے عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے ، اور محمد بن ابو حذیفہ نے عبداللہ

کی غیر موجودگی میں مصر کے اندر بغاوت کردی ہے ، اس صورتحال میں عبداللہ نے مصلحت یہی سمجھی کہ واپس مصر چلا جائے تاکہ کسی طرح سے اپنی حکومت بچا سکے _

ادھر جب محمد بن ابو حذیفہ نے مصریوں کی مدینے میں پیش رفت دیکھی کہ عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے تو عبداللہ کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی مدد سے بغاوت کردی اور بڑی اسانی سے مصر اپنے قبضے میں کرلیا ، مصر کے باشندوں نے بھی انکی اطاعت کرکے دل و جان سے اسکی حکومت مان لی _

انھیں حالات کے درمیان جب عبداللہ مصر پہونچا تو محمد بن ابو حذیفہ کے مصر میں داخل ہونے سے روکا ، اس نے صورتحال کو اپنے مخالف دیکھ کر چشم پوشی اختیار کی اور بگٹٹ فلسطین کی طرف چلا گیا _

وہ وہاں عثمان کے قتل ہونے تک رہا _

طبری نے زبیر کا قول اس طرح لکھا ہے(۱)

۱_ تاریخ طبری ج ۵ ص ۱۱۱ _ ۱۱۲ _ بلاذری ج ۵ ص ٦٤_٦٥ ، ابن اثیر ج۳ ص ٦٨ ، شرح نہج البلاغہ ج۱ ص ١٦٢ تا ١٦٤

مصر والوں نے مقام سقیا یا ذو خشب سے عثمان کو خط لکھ کر اپنے ایک ادمی کے ذریعے خلیفہ کے پاس پہونچا ، لیکن عثمان نے اس خط کا کوئي جواب نہیں دیا ، حکم دیا کہ خط لانے والے کو ذلت کے ساتھ گھر سے نکال دیا جائے ،عثمان کے پاس ائے ہوئے مصری لگ بھگ چھ سو ادمی تھے ، وہ چار حصوں میں بٹے ہوئے تھے ، ہر ایک کا ایک سردار عمر و بن بدیل تھے ، صحابی

رسول ہونے کی وجہ سے عبداللہ بن عدیس نے انھیں کو سب کا سردار بنایا تھا _

مصر والوں کے خط کا متن یہ تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد اس بات کو سمجھ لو کہ;انّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر وا ما بانفسہم (خدا وند عالم اس وقت تك کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تك وہ خود اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کر ے) اسلئے ہم خدا کو تمھارا نگراں قرار دیتے ہیں اور اسکے غیظ و غضب سے ڈراتے ہیں ، خداوند نے تمہیں دنیا کی اسانیاں فراہم کیں اسلئے اخرت کو مت چھوڑو ، کیونکہ اپنا اخرت کا فائدہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے ، اخرت کسی حال میں فراموش نہیں کرنی چاہیئے _

اس بات کو سمجھ لو کہ ہم لوگ صرف خدا کیلئے غضبناك ہوئے ہیں اور اسی کے لئے راضی ہیں ، اور اب جبکہ ہم نے خدا کی راہ میں قیام کیا ہے ، اپنی اپی ہوئي تلوار اس وقت تك نیام میں نہیں رکھیں گے اور چین نہیں لیں گے جب تك تم سب کے سامنے اپنے گذشتہ کرتوتوں سے توبہ نہ کرلو ، اور اپنی حالت کو سامنے واضح کرو ، ہم لوگ اس وسیلے سے اپنی باتیں تمھارے کان تك ڈال رہے ہیں اور تمھارے مقابل ہم لوگوں کا ناصر و مدد گار خدا ہی ہے والسلام

عثمان نے باغیوں سے عہد وپیمان کیا

بلاذری لکھتاہے :

مغیرہ بن شعبہ نے عثمان سے اجازت طلب کی تاکہ مصریوں سے بات چیت کر کے ان کے مطالبات معلوم کرے ، خلیفہ نے انھیں اجازت دي، مغیرہ جب ان کے پڑائو پر پہونچے تو وہ سب کے سب چلّانے لگے_

اے کانے واپس جا ، اے بے حیا واپس جا ، اے منحوس واپس جا ، مجبوراًمغیرہ واپس چلے گئے ، عثمان نے عمرو

عاص کو بلا کر کہا :

تم اس گروہ سے ملاقات کرو ، اور انھیں قران کا حوالہ دو میں ان کے تمام مطالبات پورے کروں گا _

جب عمرو مصر یوں کے پاس گئے ، تو انھیں سلام کیا ، لیکن سلام کے جواب میں کہا :

خدا تجھے سلامت نہ رکھے ، اے دشمن خدا واپس جا ، اے نابغہ کے جنے واپس جا ، تو ہمارے نزدیك امین نہیں ، نہ تیری ضمانت پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے _

عبداللہ بن عمر اور تمام حاضرین نے عثمان کو مشورہ دیاکہ اب صرف حضرت علی (ع) ہی اس مہم کو سر کر سکتے ہیں _

جب حضرت علی (ع) تشریف لائے توعثمان نے ان سے کہا -;اے ابو الحسن اس سے ملاقات کر کے انھیں کتاب خدا اور سنت رسول کی دعوت دیجئے _

حضرت علی (ع) نے فرمایا :

میں یہ کام اس شرط پر انجام دے سکتا ہوں کہ مجھ سے عہد وپیمان کرو اور خدا کو اس پر گواہ قرار دو کہ جو کچھ میں ان لوگوں سے وعدہ کروں گا تم اسے پورا کروگے _

عثمان نے کہا : مجھے قبول ہے _

حضرت علی (ع) نے عہد وپیمان کو قسم اورخدا کی گواہی سے استوار کر کے جس سے قوی تر ممکن نہیں تھی ، عثمان کے پاس سے چلے ، اور اس گروہ کے سامنے پہونچے تو سب نے چلا کر کہا ، واپس جائیے ، حضرت علی (ع) نے جواب دیا_

نہیں ، میں تمھارے پاس ائوں گا ، اور کتاب خدا پر عمل کی دعوت دوں گا ، تمھارے مطالبات کے بارے میں وعدہ کروں گا _

اسکے بعد اپ نے ان لوگوں سے وہ ساری باتیں بیان کر ڈالیں جو عثمان اور اپ کے درمیان پیش ائي تھیں ، اور انھیں بشارت دی کہ عثمان نے اپنا عہد پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے

مصر والوں نے کہا ، کیا اپ اسکی ضمانت لیتے ہیں ؟

اپ (ع) نے کہا _ہاں

انہوں نے کہا _ اگر ایسا ہے تو ہم بھی موافقت کرتے ہیں

ا س وقت کچھ مشاہیر و بزرگان مصر حضرت علی (ع) کے ہمراہ مدینہ وارد ہوئے اور عثمان کے گھر گئے ، انھوں نے اپنی باتوں میں خلیفہ کے کردار پر سرزنش کی عثمان نے کسی بھی اعتراض کو رد نہیں کیا ، سب کی تصدیق کی اور وعدہ کیا کہ ان تمام

خرابیوں کو دور کروں گا مصر کے نمایندوں نے کہا _ ان باتوں کو لکھ کر ہمیں دیدو تاکہ ہمیں زیادہ اطمینان ہو_ عثمان نے انکی بات مان لی اور اپنے ہاتھوں مندرجہ ذیل

تحریر لکھی :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ عہد ہے بندئہ خدا عثمان ا میر المومنین کا ان مومنوں اور مسلمانوں کے لئے جو ان سے رنجیدہ ہیں ، عثمان تحریراً یہ عہد کرتا ہے کہ _

_اج کے کے بعد کتاب خدا اور سنت رسول کے مطابق عمل کروں گا

_جن کے حقوق لئے ہیں انہیں دوبارہ جاری کروں گا

_جو لوگ میرے غضب سے ڈرے ہوئے ہیں انہیں امان دیکر انکی ازادی کیلئے کاروائي کروں گا

_جلاوطن لوگوں کو ان کے وطن واپس کروں گا

_سپاہیوں اور فوجیوں کو زیادہ عرصے تك محاذ پر نہیں رکھوں گا

_جنگی غنائم کو بغیر کسی رعایت و استثناء کے سپاہیوں کے درمیان تقسیم کروں گا

عثمان کی طرف سے حضرت علی بن ابی طالب بھی مومنوں اور مسلمانوں کے ساتھ اس عہد وپیمان کے نفاذ کی ضمانت لیتے ہیں _

مندرجہ ذیل اشخاص نے اس عہد کی صحت پر گواہی دی _

زبیر بن عوام ، طلحہ بن عبداللہ ، سعد بن مالك بن ابی وقاص ، عبداللہ بن عمر ، زید بن ثابت ، سہیل بن حنیف ، ابو ایوب خالد بن زید _

پھر اسکے بعد ہر گروہ نے اس عہدنامہ کی ایك کاپی لی اور واپس چلے گئے _

فرزند ابو بکر اور مصر کی گورنري

بلاذری اوردوسرے مورخین کے مطابق عثمان نے اس عہد نامے کے علاوہ ایك دوسرا عہد نامہ مصر والوں کو دیا ، اسمیں عبداللہ بن ابی سرح کو بر طرف کر کے محمد بن ابی بکر کو وہاں کا گورنر بنایا _

بلاذری لکھتا ہے: عائشه کے چچیرے بھائي طلحہ نے اٹھکر عثمان سے تلخ کلامی کی ، عائشه نے بھی پیغام بھیجا

کہ عبداللہ کو معزول کر کے مصریوں کا حق دو ، اس موقع پر حضرت علی تشریف لائے اور مصریوں کی طرف سے کہا ، یہ لوگ تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عبداللہ کو حکومت سے بر طرف کر کے کسی دوسرے شخص کو وہاں کا گورنر بنائو ، اسی طرح سب لوگ اس پر الزام لگاتے ہیں کہ اسکی گردن پر بہت سے بے گناہوں کا خون ہے ، اسے کار کردگی سے بر طرف کرو اور ان کے درمیان فیصلہ کرو ،اگر یہ الزام صحیح ثابت ہو کہ عبداللہ نے ان کو قتل کیا ہے اس کے بارے میں قانون خدا وندی جاری کر کے ان کے حقوق دو _

عثمان نے مصریوں سے خطاب کیا ، تم خود ہی کسی کا انتخاب کردو تاکہ اسکے حق میں فرمان جاری کردوں ، سبھی مصریوں نے محمد بن ابی بکر کا نام اپس کے مشورہ سے لیا اور کہا ، محمد کو حکومت دینے کا فرمان جاری کر دیجئے (١) عثمان نے مصریوں کی بات مان لی ، اور حکومت مصر کا فرمان محمد کے نام لکھ دیا ،اور مہاجرین و انصار کے ایك گروہ کو اسکے نفاذکا نگراں بنادیا تاکہ یہی لوگ عبدللہ کے الزام کی

بھی داد خواہی کریں ،اور تحقیقاتی رپورٹ عثمان کے حوالے کریں ـ

اس طرح بھر پور صلح و اشتی کے ساتھ طرفین ایک دوسرے سے جدا ہوئے مصر والے خوش خوش مدینے سے مصر کی طرف جانے لگے ـ

حضرت علی خلیفہ عثمان کی حمایت سے کنارہ کش ہوئے

عثمان کی سیاسی توبہ

حضرت علی (ع) کی استقامت سے عثمان اور مصریوں کے درمیان صلح صفائي ہو گئي عثمان نے تحریر بھی حوالے کر دی کہ ان کے مطالبات پورے کئے جائیں گے ، وہ سبھی لوگ خوش خوش عثمان کے گھر سے چلے گئے تو حضرت علی (ع) نے عثمان سے فرمایا ، اٹھو اور لوگوں کے سامنے تقریر کرکے اپنے نظریہ و عقیدے کا اظہار کرو ، خدا کی بارگاہ میں اپنی دلی توبہ کو گواہ بنائو کیو نکہ اکثر شہروں کے اوضاع و احوال میں بے چینی ہے ہر جگہ تمھارے کرتوتوں کا چرچا ہے ، اسلئے اس بار اندیشہ ہے کہ کوفے والے تم پر چڑھ دوڑیں ، پھر تم مجھ سے کہو گے ـ

١ـ گمان قوی ہے کہ اس انتخاب میں فرزند ابو بکر کا مصر کی گورنری کیلئے عائشہ اور طلحہ اور دیگر مشاہیر بنی تمیم کے اثرات کے ما تحت نام لیا گیا ہو گا

اے علی جاکر ان سے بات کرو ; اس صورت میں مجھے ان سے بات کرنے کا یارانہ رہے گا ،وہ لوگ بھی میرا کوئي بہانہ یا عذر نہیں سنیں گے ـ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بصرہ والے تمھارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ،پھر تم مجھے فرمان صادر کرو کہ علی جائو

ان سے بات چیت کرو اور جب میں تمھارے فرمان کو نظر انداز کروں تو تم مجھے اپنا قاطع رحم سمجھو ادائے حق میں کوتاہی کا الزام دو _

عثمان اٹھکر مسجد میں ائے اور تقریر کی ، اپنے گذری باتوں پر ندامت کا اظہار کر کے توبہ کی ، تقریر کے درمیان کہا :

اے لوگو خدا کی قسم تم لوگوں نے جو کچھ میرے اوپر تنقید کی میں ان سب کو جانتا ہوں ، جو کچھ میں نے ماضی میں کیا ہے سبھی میری علم و واقفیت میں تھا ، لاعلمی میں نہیں کیا ہے لیکن اس درمیان میری خواہش نفس نے مجھے سخت دھوکہ دیا _

حقائق کو الٹا میرے سامنے پیش کیا ، اخر کار اس خواہش نفس نے مجھے گمراہ کر دیا ، مجھے جادہء حق و حقیقت سے منحرف کردیا _

میں نے خود رسول خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے _

جو شخص غلطی کا مرتکب ہو جائے تو اسے توبہ کرنا چاہیئے_

اور جو شخص گناہ کا مرتکب ہو تو اسے توبہ کرنی چاہیئے_

اور اس سے زیادہ اپنے کو گمراہی میں نہ الجھائے رکھے _

اگر ظلم و ستم پر اصرار کرتا رہے گا تو وہ اس گروہ میں شمار کیا جائے گا جو حق کے راستے سے پوری طرح منحرف ہیں میں خود پہلا شخص ہوں جس نے اس فرمان سے نصیحت حاصل کی ، اب میں ان تمام گذشتہ باتوں سے خدا کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں

، میں انکی تلافی کروں گا ، اور میرے جیسے کیلئے یہی مناسب ہے کہ گناہ سے استغفار اور توبہ کرے _

اب میں جیسے ہی منبر سے اتروں تو معزز اور اشراف حضرات میرے پاس اکر اپنے اپنے مطالبات پیش کریں _

قسم خدا کی ، اگر خدا یہی چاہتا ہو کہ میں بندئہ زر خرید رہوں تو اچھی طرح وہی روش اپنائوں گا ، اور جب لوگوں سے ذلیل و خوار ہو جائوں گا تو فروخت شدہ غلام کی طرح صبر و شکیبائي کا رویہ اپنا لوں گا ، جب بیچا گیا تو صا بر ہے اور اناد ہوا تو شاکر ہے ، اور کوئي کام خدا ہی کی طرف منتہی ہوتا ہے ، اور تمام امور کی بازگشت اسی کی طرف ہے _

تم میں جو لوگ شائستہ کردار ہیں ، مجھ سے منھ نہ موڑیں اور سمجھ لیں کہ مثال کے طور پر اگر میرا داہنا ہاتھ ان پر فرمان کی طرح نہیں ہے تو میرا بایاں ہاتھ ان پر فرماں بردار کی طرح ہے

لوگوں کو عثمان کی اس تقریر سے رقّت طاری ہو گئي ، یہاں تك کہ بہت سے لوگ رونے لگے ، ان کی بیچارگی دور ماندگی اور توبہ و استغفار سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ، اسی حالت میں سعید بن زید نے عثمان سے کہا :

اے امیرالمومنین کوئي شخص بھی اپکا اتنا دلسوز نہیں ہے جتنے خود اپ اپنے دلسوز ہیں ، اب اپ خود اپنا

محاسبہ کیجئے اور جو وعدہ کیا ہے اس پر عمل کیجئے _

مروان کی وعدہ خلافي

جب عثمان منبر سے نیچے ائے تو سیدھے اپنے گھر گئے ، وہاں انھوں نے مروان ،سعید اور دیگر بنی امیہ کو موجود پایا یہ سبھی عثمان کی تقریر کے وقت مسجد میں موجود نہیں تھے ، جیسے ہی عثمان بیٹھے ، مروان نے ان سے کہا :

امیر المومنین اجازت ہے کہ میں کچھ کہوں :

عثمان کی زوجہ نائلہ اس سے پہلے بول پڑیں _

نہیں ، بہتر یہی ہے کہ تم کچھ نہ بولو ، خاموش رہو ، اسکے بعد وہ کہنے لگیں _

خدا کی قسم ، حالات کی کشاکش اتنی بڑھ گئي ہے کہ لوگ بلا شبہ ان سے بغاوت کر بیٹھیں گے اور قتل ہی کر ڈالیں گے ، ان کے بچوں کو یتیم کر دیں گے ، انھوں نے اس شورش کے دن ایسی بات کہی کہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھی اب انھیں اس سے باز انا چاہیئے

مروان اس بے جامزاحمت سے بہت غصہ ہوا ، وہ اپے سے باہر ہو کر نائلہ سے سخت لہجے میں بولا تمھیں ان باتوں سے کیا سروکار باپ مرتے مر گیا اور یہ بھی نہ جان سکا کہ صحیح و ضو کیسے کیا جاتا ہے _

نائلہ نے غصہ و نفرت کے ساتھ جواب دیا

مروان ، خاموش ہو جا ، تم میرے مرے باپ کا نام درمیان میں لا رہے ہو ، ان پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو ؟حالانکہ تمہارا باپ ایسا ہے کہ کسی کو اسکی جانبداری کا یارا نہیں _

خدا کی قسم ، اگر تیرا باپ عثمان کا چچا نہ ہوتا ، اور فطری بات ہے کہ برا چچا بھتیجے سے وابستہ ہوتا

ہے ، تو تیرے باپ کیلئے بھی ایسی بات کہتی کہ تو انکا ر نہیں کر سکتا _

مروان نے مجبور ہو کر نائلہ سے منھ پھیر لیا _

دوبارہ عثمان کی طرف متوجہ ہو کر پہلی بات کی تکرار کی _

عثمان نے اسے بات کرنے کی اجازت دی تو مروان نے کہا ، میرے ماں باپ اپ پر قربان ، کیا اچھا ہوا

کہ اپ نے یہ باتیں اس وقت کہی ہیں جب اپ کے پاس طاقت و اقتدار ہے، اپ اس طرح ذلیل نہ ہوتے ، اس حالت میں ،میںپہلا شخص ہوتا جو اپ سے خوش ہوتا ، اپ کی تائید کرتا ، یہاں تك کہ ظاہر بظاہر اسکی کمك کرتا ، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اپ نے یہ باتیں اس وقت کہی ہیں جب پانی چکّی میں گھس چکا ہے ، اور اپ کے اقتدار کا اتنا ہی حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا خاشاك اور جھاگ کا حصہ زمین پر باقی رہتا ہے _

اپ نے نہایت ذلت و خواری کے ساتھ عوام کے سامنے اپنی ضرورت کا ہاتھ پھیلادیا اور انتہائي خاکساری و بے چارگی کے ساتھ ان کے سامنے سپر انداز ہوگئے _

خدا کی قسم اگر اپ بار بار گناہ کر کے صرف خدا کی بارگاہ میں استغفار کرتے تو اس سے کہیں زیادہ مناسب تھا کہ اپ نے عوام کے سامنے عاجز ی اور توبہ کا مظاہرہ کیا اگر اپ چاہتے تھے کہ اپنی توبہ سے لوگوں کے دل جیت لیں تو ان کے سامنے اپنی غلطیوں اور گناہوں کا اقرار کرنا صحیح نہیں تھا ، اسی عاجزی اور

غلطیوں کے اقرار کی وجہ سے لوگ اسطرح اپ کے دروازے پر امنڈ پڑے ہیں ۔

عثمان نے مروان سے کہا :

تم خود باہر جاکر ان لوگوں سے بات کرو کیونکہ مجھے اب ان سے بات کرتے شرم اتی ہے ۔

مروان گھر سے نکلا ، عثمان کے وعدے کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم دروازے پر اگیا تھا ، شانے سے شانہ چھل رہا تھا ۔

ٹھیك اسی وقت مروان ان کے سامنے پہونچ گیا اور ان کی طرف رخ کر کے چلّانے لگا ۔

کیا بات ہے لوٹ پاٹ کرنے ائے ہو ، تمہارا منہ کالا ، ہر شخص کو دیکھ رہا ہوں کہ دوسرے کو روك کر خود اگیا ہے ، جسے میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ لوگ نہیں ہیں

کیا معاملہ ہے ، کیا ہماری حکومت پر دانت تیز کئے ہوئے ہو اسطرح ہجوم کر کے ہماری حکومت چھیننے ائے ہو ؟

نکل جائو ، دفعاں ہو جائو ، خدا کی قسم ، اگر ہماری طرف رخ کیا تو ایسی مار پڑے گی جسے تم سوچ بھی نہیں سکتے تمہیں بڑا مہنگا پڑے گا ۔

تم لوگ بھی کیا گدھے ہو ، اپنے گھروں کو واپس جائو ، تم لوگ دھوکے میں ہو ، ہم ہرگز تم سے پیچھے نہیں ہٹیں گے نہ اپنا اقتدار تمہارے حوالے کریں گے ۔

عثمان کی دور اندیش زوجہ

لوگوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے عثمان سے جو کچھ دیکھا سنا تھا اور اب جو کچھ دیکھ رہے تھے ،سخت حیرت و استعجاب میں تھے ، وہ کیا تھا ، اب یہ کیا ہے ، اسکا جواب بہت مشکل تھا ، سب کے سب حضرت علی کی بارگاہ میں گئے اور تمام واقعات کی اطلاع دی

حضرت علی (ع) غصّے میں بھرے عثمان کے پاس ائے اور سخت لہجے میں بولے ابھی تم نے مروان کو نہیں چھوڑا نہ وہ تمھیں چھوڑ رہا ہے وہ تمھارا دین اور تمہاری عقل دونوں بر باد کر دے گا ؟تمھیں ذلیل اونٹ کی طرح جہاں چاہتا ہے گھسیٹتا پھرتا ہے ،تم سر جھکائے چلتے چلے جارہے ہو _

خدا کی قسم ، مروان نہ تو مکمل ایمان رکھتا ہے نہ سالم فکر ، حق کی قسم ، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تمھیں ہلاکت میں ڈال دیگا پھر وہ تمھیں نجات نہیں دے سکے گا ، تم نے اپنی حیثیت اور اپنا شرف پامال کر دیا ، اب اپنے کرتوتوں کی سر نوشت میں گرفتار ہو ، میں اب اس کے بعد یہاں نہیں ائوں گا نہ تم سے کوئي سروکار رکھوں گا ، نہ تمھارے کر توت پر سرزنش کروں گا _

جب حضرت علی (ع) اس حالت میں گھر سے باہر چلے گئے توعثما ن کی زوجہ نائلہ ائیں اور اجازت طلب کر کے بولیں ،میں نے علی کی بات سنی ، اب وہ دوبارہ تمھارے پاس نہیں ائیں گے ، تم نے اپنے کو پورے طور سے مروان کے قبضے میں دیدیا ہے ، وہ جہاں چاہتا ہے تمھیں لئے پھرتا ہے ، عثمان نے جواب دیا _

بتائو بھی اب میں کیا کروں ؟

نائلہ نے جواب دیا

خدائے واحد سے ڈرو ، ابوبکر و عمر کا طریقہ اپنائو

اگر تم نے مروان کی بات مانی تو تمھیں قتل کرا دیگا _

لوگوں کی نظر میں مروان کی کوئي قدر و منزلت نہیں ، وہ لوگ مروان ہی کی وجہ سے تم سے روگرداں ہیں ، کسی کو علی کے پاس بھیجو اور انھیں اشتی سے بلائو ، کیونکہ وہ تمھارے رشتہ دار ہیں ، اور لوگوں نے ان سے کوئي ظلم بھی نہیں دیکھا ہے _

عثمان نے کسی کو بھیجا کہ حضرت علی (ع) کو بلالائے ، مگر حضرت علی (ع) نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: میں ان سے کہہ

چکا ہوں کہ اب نہیں ائوں گا_

ادھر جب نائلہ کی بات مروان کو معلوم ہوئي تو عثمان کے پاس پہونچا اور ان کے سامنے بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت چاہی _

عثمان نے اجازت دی تو مروان نے کہا :

یہ نائلہ ، فرافصہ کی بیٹی عثمان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا اسکے بارے میں کوئي بات نہ کہو ، خدا کی قسم وہ تم سے زیادہ میری رعایت کرتی ہے اور تم سے زیادہ میری ھمدرد ہے _

مروان مجبوراًچپ ہوگیا

طبری اپنی تاریخ میں لکھتا ہے (١)

عبدالرحمن اسود نے مروان کے بارے میں کہا :

خدا مروان کا منھ کالا کرے ، عثمان لوگوں کے سامنے ائے اور ان کے راضی ہونے کی باتیں کہیں _

یہ قربت اور صفائي ان پر ایسی محیط تھی کہ بے اختیار منبر پر رونے لگے ، لوگ بھی رونے لگے ، میں نے خود دیکھا کہ عثمان کی داڑھی انسوئوں سے تر تھی ، وہ اسی حالت میں کہہ رہے تھے خدا یا تجھ سے بخشائشے کا طلبگارہوں ، خدا یا تجھ سے بخشایش کا طلبگار ہوں _ خدایا تجھ سے بخشایش کا طلبگار ہوں _ بخدا اگر ایسا ہو کہ میں زر خرید غلام ہو جائوں تو میں گردن جھکا دوں ، اور راضی رہوں گا ، جب میں گھر پہنچوں تو تم لوگ میرے پاس ائو ، خدا کی قسم ، اب کبھی تم سے پنہاں نہیں رہوں گا ، دروازے پر دربان نہیں رکھوں گا ،تمھارا حق دوں گا اور زیادہ ہی دوں گا ، اور تم لوگوں کی خوشنودی کا سامان زیادہ سے زیادہ فراہم کروں گا ،میں تم لوگوں کو زبان دیتا ہوں کہ مروان اور اسکے رشتہ داروں کو اپنے پاس سے دھتکاروں گا _

جب عثمان اپنے گھر پہونچے تو حکم دیا کہ گھر کا دروازہ کھول دیا جائے اور اس پر دربان نہیں رکھا جائے _

لیکن مروان ان کے ساتھ گھر کے اندر گیا ، دیر نہیں گذری کہ خلیفہ کی رائے تبدیل کردی ، انھیں فریب دیا ، اور اسقدر مکّاری و حیلہ کام میں لایا کہ لوگوں کے ساتھ صلح و صفائي کے ارادہ سے منھ موڑ دیا ، نتیجہ یہ ہوا کہ

١_ تاریخ طبری ج٥ ص ١١٢، ابن اثیر ج٣ ص ٩٦

عثمان شرم سے تین دن تك گھر سے باہر نہیں نکلے (١)

اس دن مروان خود عثمان کے گھر سے باہر نکلا اور چلّانے لگا چند لوگوں کو چھوڑ کے جنھیں میں چاہتا ہوں

، بقیہ تم سب کا منھ کالا ہو ، اپنے گھروں کو واپس جائو ، اگر امیرالمومنین کو تم میں کسی سے کوئي کام ہو گا تو ادمی بھیج کے بلوالیں گے ورنہ اسے گھر سے نکلنے کا حق نہیں ہے _

اس موقع پر میں حضرت علی کو تلاش کرنے نکلا ، جب مسجد میں پہونچا تو انھیں دیکھا کہ قبر رسول اور منبر کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں اپکے پہلو میں محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ مروان کے سلوك بیان کر رہے ہیں ،حضرت علی نے مجھے دیکھا تو فرمایا ،جس وقت عثمان تقریر کررہے تھے تم وہاں تھے ؟میں نے جواب دیا ، جی ہاں

حضرت علی (ع) نے پوچھا ، مروان نے جو کچھ لوگوں سے کہا اسے بھی تم نے سنا ؟

میں نے جواب دیا ، جی ہاں ،اس وقت حضرت علی (ع) نے فرمایا :

خدا مسلمانوں کی فریاد کو پہونچے ، اگر میں گھر میں بیٹھ رہتا ہوں اور اس سے سروکار نہیں رکھتا تو عثمان کہتے ہیں ،اپ نے نہ میرا خیال کیا نہ میرے حق کا خیال کیا نہ رشتہ داری کا خیال کیا ، اور اگر بیکار نہیں بیٹھتا اور لوگوں سے بات کرتا ہوں تو مروان ٹپك پڑتا ہے اوربا وجود اس کے کہ وہ مسن ہیں ، صحابی رسول ہیں عثمان کے ساتھ کھلواڑ کرنے لگتا ہے ، جہاں چاہتا ہے گھسیٹتا پھرتا ہے ،یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ عثمان کا پیادہ ایا اور حضرت علی سے بولا ، عثمان اپ کو بلا رہے ہیں _

حضرت علی (ع) نے غصّے میں بلند اواز سے فرمایا :

ان سے کہہ دو کہ اب میں نہیں ائوں گا اور نہ تمھارے اور مسلمانوں کے درمیان واسطہ بنوں گا _

عثمان کا پیادہ حضرت علی (ع) کا جواب پہونچا نے چلاگیا،اگے عبدالرحمن بن اسود اپنی بات یوں بیان کرتے ہیں کہ اس واقعے کے دو رات بعد میں نے عثمان کو دیکھا کہ اپنے گھر سے چلے ارہے ہیں میں نے عثمان کے غلام نائل سے پوچھا _

١_ خلیفہ کے فرائض میں نماز جماعت پڑھانا بھی تھا ، وہ تین دن تك نماز نہیں پڑھا سکے (سردار نیا)

امیرالمومنین کہاں جارہے ہیں ؟

حضرت علی کے گھر

اس کے دوسرے دن میں حضرت علی (ع) کی خدمت میں پہونچا تو انھوں نے خود فرمایا :

گذشتہ شب عثمان میرے پاس اکر کہنے لگے ، اب میں دوبارہ اپنی گذشتہ غلط حرکتیں نہیں دہرائوں گا ، میں نے جو کچھ وعدہ کیا ہے اسے پورا کروں گا میں نے ان کے جواب میں کہا کیا اس کے بعد کہ تم نے منبر رسول پر لوگوں کے سامنے تقریر کی انھیں ہر طرح تعاون کرنے کی زبان دی ، انھیں مطمئن کر کے تم اپنے گھر پلٹے ، اسکے بعد مروان تمھارے گھر سے نکلا اور ان لوگوں سے جو تعاون کے امیدوار تھے گالیاں دینے لگا انھیں برا بھلا کہا ، سبھی کو دکھ پہونچایا _

عثمان رنجیدہ ہو کر گھر سے جاتے ہوئے کہہ رہے تھے ، میری رشتہ داری کا تم نے کچھ بھی خیال نہ کیا ، مجھے ذلیل کیا اور لوگوں کو میرے اوپر گستاخ بنا دیا ، میں نے جواب دیا خدا کی قسم میں اج سے پہلے تمھارا سب سے بڑا مددگار اور ساتھی تھا ، لوگوں کی اذیت سے تمھیں بچاتا تھا ، لیکن جب بھی میں نے

تمھار ی خوشنودی کی خاطر اپنے کو گرا یا ، مروان ٹپك پڑا اور تم نے اسکی بات مان لی ، اور میری ساری کوششوں پر پانی پھیردیا حضرت علی (ع) نے اخر میں فرمایا ، عثمان نکلے اور اپنے گھر چلے گئے _

عبداللہ الرحمن کا بیان ہے کہ ، میں نے اس تاریخ سے حضرت علی (ع) کو خلیفہ کے معاملے میں دخل دیتے نہیں دیکھا ، نہ پہلے کی طرح ان کا دفاع کرتے دیکھا (۱)_

محاصرئہ عثمان

ہم نے دیکھا کہ حضرت علی (ع) نے عثمان کی جان بچانے کیلئے کئي بار سچے دل سے اقدامات کئے ، اور جن لوگوں پر انھوں نے اور ان کے کارندوں نے ستم ڈھائے تھے ان کے درمیان ایلچی بھی بنے تاکہ شعلہء انقلاب ٹھنڈا ہو جائے ، خلیفہ کی جان بچ جائے ، لیکن ان تمام تدبیروں اور کوششوں میں ہر بار عثمان قسم کھاتے ، عہد کرتے کہ لوگوں کی گردن سے عمّال بنی امیہ کے ہاتھ کوتاہ کروں گا ، لیکن احمق حاشیہ نشینوں کے بہکانے خاص طور سے بنی امیہ کی فرد

۱_ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ حضرت علی نے عثمان کا سب سے زیادہ دفاع کیا یہاںتك کہ عثمان کے رشتہ دار بنی امیہ سے بھی زیادہ دفاع کیا ، ان کا دفاع مفید بھی تھا ، مولف محترم نے تاریخی احاطہ بندی نہیں کی ہے ، صرف چند نمونے پیش کئے ہیں (سردار نیا)

مروان کی وجہ سے ہر وعدہ پیروں تلے روند ڈالتے نتیجے میں ایك دوسرا فتنہ کھڑا ہو جاتا ، مجبور ہو کر وہ دوبارہ حضرت علی سے چارہ جوئي کی درخواست کرتے ،خلیفہ کی سستی اور رذالت اس حد کو پہونچ گئي کہ امام نے ناگریز طور پر اس ذمہ داری سے ہاتھ کھینچ لیا ، اور عثمان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ وہ

اور ان کا مشیر مروان اور دوسرے سرداران بنی امیہ ان لوگوں سے جو اپنا حق لینے اور انصاف چاہنے کیلئے عثمان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں ، اپس میں سمجھ لیں _

عکرمہ نے عثمان کے محاصرے کی تفصیلات کو ابن عباس سے نقل کیا ہے ،عثمان کا دوسری بار محاصرہ کیا گیا ، پہلی بار عثمان بارہ روز تك مصریوں کے محاصرے میں تھے ، اخر میں علی نے مقام ذی خشب پر ان سے ملاقات کر کے واپس کیا ، خدا کی قسم علی نے بھر پور خلوص نیت سے عثمان کو چھٹکارا دلانے کا ایثار کیا ، اور کوئي اقدام اٹھا نہیں رکھا ، یہاں تك کہ عثمان سے انھیں دلتنگ کردیا گیا وجہ یہ تھی کہ مروان و سعید کے علاوہ دوسرے رشتہ دار عثمان کو علی کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے ، اور عثمان بھی علی کے بارے میں جو باتیں کہی جاتیں انھیں مان لیتے تھے اور تصدیق کرتے تھے ،وہ سب عثمان سے کہتے کہ اگر علی چاہیں تو کسی کی ھمت نہیں کہ اپکے قریب اکر کچھ بول سکے ادھر اپ عثمان کو نصیحت کرتے ، انھیں ہدایت دیتے مروان اور اسکے رشتہ داروں کے حق میں ان سے سخت باتیں کہتے ، وہ سب بھی حضرت علی کے اس سلوك سے خفا ہو کر عثمان سے کہتے اپ تو ان کے امام اور پیشوا ہیں ،ان سے برتر ہیں ، ان کے رشہ دار ہیں ،چچیرے بھائي ہیں ، اپ کے سامنے وہ ایسے ہیں اور اپ کے پیٹھ پیچھے اپکو کیا کہتے ہیں ؟اس طرح کی باتیں اتنی بار عثمان سے کہی گیئں کہ علی نے عثمان کے تعاون سے اپنا دامن کھینچ لیا ابن عباس کا بیان ہے _

جس دن میں مدینے سے مکّہ جارہا تھا ، اس دن میں علی کے پاس گیا ،اور ان سے کہا ، عثمان نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مکّہ چلاجائوں حضرت علی

(ع) نے کہا :

عثمان حقیقت پسند نہیں رہ گئے کہ کوئي انھیں نصیحت و رہنمائي کرے ، انھوں نے اپنے گرد مٹھی بھر ذلیل اور پست فطرت افراد کو جمع کرلیا ہے جنھوں نے زمینداریاں ہضم کرلی ہیں اور مالیات و خراج کو اپنے سے مخصوص کرلیا ہے ، لوگوں کی گاڑھی کمائي مال غنیمت کی طرح کھا رہے ہیں _

میں نے انھیں جواب دیا

وہ ہم لوگوں سے رشتہ داری کی وجہ سے حق رکھتے ہیں کہ اپ انکی حمایت کریں ، اس بارے میں اپکا کوئي عذر قابل قبول نہیں ، ابن عباس اخر میں بولے _

خدا جانتا ہے کہ میں نے چہرے پر عثمان سے نرمی اور شفقت کو واضح طور سے دیکھا ، لیکن دوسری طرف میں نے دیکھا کہ ان حالات پر وہ بہت بر ہم ہیں _

اسی طرح عکرمہ کہتا ہے (۱)

عثمان جمعہ کے دن منبر پر گئے ، حمد خدا بجالائے ، ٹھیك اسی موقع پر ایك شخص کھڑا ہوا اور عثمان سے بولا اگر صحیح کہہ رہے ہو تو قران کو اپنا رہنما بنائو اسکے احکام پر عمل کرو _

عثمان نے اس سے کہا ، بیٹھ جائو ، وہ شخص بیٹھ گیا لیکن پھر دوبارہ اٹھکر اعتراض کرنے لگا ، عثمان نے تین بار اسے بیٹھنے کا حکم دیا ، اس درمیان لوگوں میں اختلاف بڑھ گیا ایك دوسرے پر کنکریاں مارنے لگے ، سنگباری اتنی شدید تھی کہ اسمان نظر نہیں اربا تھا ،

سنگریزوں کی مار سے عثمان کی حالت یہ ہوئي کہ وہ منبر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ، اسی حالت میں لوگوں نے انھیں گھر پہونچا یا ، ٹھیك اسی وقت عثمان کا ایك نوکر ہاتھ میں قران لیکر گھر سے باہر نکلا اور بلند اواز سے یہ ایت پڑھنے لگا _

انّ الذین فرقو ا دینھم انعام ایت۱۵۹

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے ، یقینااں سے تمھارا کوئي واسطہ نہیں انکا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے (۲)

علی (ع) نے اپنے کو عثمان کے گھر پر پہونچایا ، وہ بیہوش تھے اور ان کے گرد بنی امیہ بیٹھے ہوئے تھے ،حضرت علی (ع) نے فرمایا :

امیراموٴمنین کو کیا ہو گیا ہے ؟

تمام بنی امیہ ایك اواز ہو کر چلّانے لگے _

علیتم نے ہمیں مار ڈالا ، امیر الموٴمنین کو یہ دن دکھایا ، بخدا اگر تم اپنی ارزو پاگئے تو ہم بھی تمھارے اوپر زندگی تلخ کردیں گے _

حضرت علی (ع) نے انکا یہ جواب سنا تو غصّے میں بھرے ہوئے خلیفہ کے گھر سے نکل ائے

۱_ تاریخ طبری ج۵ ص ۱۱۳
۲_ سورہ انعام ایت ۱۵۹ .... لست منھم فی شئي ....

عکرمہ کا یہ بھی بیان ہے کہ :

مدینہ کے باشندوں نے عثمان کو خط لکھا جسمیں انکی غلط باتوں کو گنا یا گیا تھا ، اور اصرار کیا گیا تھا کہ

وہ توبہ کریں ، تحریر میں قسم کھا کر کہا گیا تھا کہ ہر گز نہیں بخشیں گے جب تك حکم خدا کے مطابق عمل نہ کرو گے ، ان کا حق نہ دیدوگے ، ورنہ قتل کردیا جائے گا

عثمان موت کی دھمکی سے بہت زیادہ ڈرے ہوئے تھے بنی امیہ کے اپنے طرفداروں ، اپنی بیوی اوربچوں سے بچائو کے بارے میں مشورہ کرتے ہوئے کہا :

تم سب لوگ دیکھ رہے ہو کہ چاروں طرف سے دبائو پڑرہا ہے لوگوں کی بغاوت کا شعلہ مجھے اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اب کیا تدبیر کی جائے ؟

سب نے رائے دی کہ کسی کو بھیجکر علی کو بلائیےور کہیئے کہ وہ لوگوں سے بات کریں ، ان کے مطالبات پورے ہونے کا وعدہ کریں تاکہ اس درمیان امدادی کمك پہونچ جائے ;

عثمان نے کہا :

اب عوام دھوکہ نہیں کھائیں گے ، کوئي عذر یا بہانہ برگزنہیں مانیں گے ، میں نے پہلی دفعہ ان سے عہد و قرار کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا ، اس بار یقینی طور پر مجھ سے عہد خدا وندی کا مطالبہ کر کے ضامن بھی چاہیں گے ، جب میں ایسا کروں گا تو وہ پورا کرنے کی مانگ کریں گے ، مروان نے کہا :

اے امیرامومنین ، جب تك اپ کو طاقت نہ پہونچ جائے اس وقت تك ان سے قریب رہیئے انھیں کسی طرح بہلاتے رہیئے ،ان سے مجادلہ کرتے رہیئے ، جو کچھ اپ سے مطالبہ کررہے ہیں ، اپ وعدہ کرتے رہیئے ، جتنا بھی ہو سکے ان سے نرم گفتگو کیجئے اور جب کہ وہ لوگ اپ سے بغاوت کررہے ہیں تو اس عہد و پیمان کی کوئي وقعت بھی نہیں نہ اعتبار رہے گا _

عثمان نے یہ بات مان لی اور کسی کو حضرت علی (ع) کے پاس بلانے کیلئے بھیجا ، جب اپ تشریف لائے تو ان سے کہا :

اپ ان لوگوں کا سلوك دیکھ رہے ہیں ، اپ نے دیکھا کہ انھوں نے کیا کیا ،اور میں نے کیسا مظاہرہ کیا ، میری حیثیت کو اپ اچھی طرح جانتے ہیں ، میں اس گروہ سے اپنی جان کے بارے میں بے خوف نہیں ہوں ، اپ جس طرح سے ہو سکے ان کے شر کو مجھ سے دور کیجئے ، خدائے تعالی ضامن ہوگا ، یہ لوگ جو کچھ چاہتے ہیںمیں خود اپنی ذات سے اور اپنے رشتہ داروں سے انھیں دیدوں گا ، اگر چہ اس راہ میں میرا خون بھی بہا دیا جائے _

حضرت علی (ع) نے فرمایا :

یہ لوگ اپ کے خون سے زیادہ اپکے انصاف کے ضرورتمند ہیں ، اپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے اس دروازے کی اڑ میں اپ کی مخالفت میں ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب تك وہ اپنا حق نہیں لے لیں گے کسی طرح بھی اپ سے نرمی کا برتائو نہ کریں گے ، اپ نے پہلی مرتبہ ان سے خدا کو گواہ کرکے عہد و پیمان کیا کہ ان گورنروں اور کارمندوں کو برطرف کردوں گا جنکی وجہ سے یہ عوام اپ سے غصہ ہیں ،اور میں نے بھی اسی عہد و پیمان کی بنیاد پر ان لوگوں کو اپ کے پاس سے پراگندہ کیا _

لیکن اپ نے کسی ایك وعدے کو بھی پورا نہیں کیا نہ اس پر عمل کیا ، اب دوسری بار مجھے دھوکہ مت دیجئے ، اور بیہودہ باتوں سے مجھے نہ بہلایئے ،

کیونکہ اگر اس بار ان سے ملاقات کروں گا تو حق و عدالت کی روشنی میں ان کا حق دیدوں گا _

_مجھے منظور ہے ، اپ ان سے وعدہ کرلیجئے ، خدا کی قسم ان باتوں کو پورا کرنے کیلئے میں اقدام کروں گا _

حضرت علی (ع) عثمان کے گھر سے نکلے اور لوگوں سے کہا :

تم لوگ اپنے حق کا مطالبہ کررہے ہو ، وہ تمھیں مل جائے گا ، عثمان نے تمھاری بات مان لی ہے ، انھوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ تمھارے بارے میں حق و عدالت وہ خود اور دوسروں کی طرف سے مراعات کریں گے

_ہمیں منظور ہے ، لیکن ہمیں اطمینان دلائیےیو نکہ ہم ان کے قول پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اعتماد نہیں کرتے _

حضرت علی (ع) نے جواب دیا :

_حق تم لوگوں کے ساتھ ہے پھر اپ عثمان کے پاس واپس گئے اور انھیں صورتحال کی خبر دی _

عثمان نے کہا :ہمیں مہلت دیجئے ، تاکہ اس مہلت کے سائے میں ان کے مطالبات کو عملی جامہ پنہاسکوں ، کیونکہ یہ میرے بس میں نہیں ہے کہ ان کے تمام مطالبات کو ایك دن میں پورا کرسکوں _

حضرت علی (ع) نے فرمایا :

جو امور مدینے سے متعلق ہیں ان میں مہلت کی ضرورت نہیں ، لیکن دیگر تمام شہروں میں جتنے دن کے اندر کام ہو سکے اتنے دن کی وہ لوگ مہلت

دیدینگے ـ

عثمان نے جواب دیا :

ـٹھيك ہے ، ليكن اسکے باوصف مدينے سے متعلق معاملات کيلئے بھی تين دن کا موقع ما ن گئے ـ

ـبہت ٹھيك ہے ، اس وقت حضرت باہر ائے اور تمام لوگوں سے ساری روئداد بيان کي، پھر اپ نے عثمان اور ان لوگوں کے درميان عہد نامہ لکھا کہ تين روز کے اندر عثمان مظلوموں کی داد کو پھونچيں اور وہ تمام کارستانياں جن سے قوم بيزار ہے اب ان سے باز ائيں اور اس عہد نامہ ميں خدا کا محکم ترين واسطہ جو اسکے بند ے سے ہو سکتا ہے قرار ديں ، عثمان کے اس وفائے عہد پر تمام مہاجرين و انصار کے سر براوردہ حضرات نے گواہياں ثبت کيں ، نتيجے ميں مسلمانوں نے عثمان سے ہاتھ اٹھاليا اور اس اميد ميں کہ عثمان اپنا عہد پورا کريں گے سب لوگ واپس چلے گئے ـ

ليکن لوگوں کے واپس ہونے کے بعد عثمان بيکار نہيں بيٹھے ، بجائے اسکے کہ عوامی مطالبات پورے کرنے کی سبيل کريں وہ جنگی تياريوں ميں لگ گئے ، اسلحے فراہم کرنے لگے تاکہ لوگوں سے مقابلہ کر سکيں ، حکومت کے قيديوں کو اچھی توانائياں سميٹنے لگے ـ

جب تين دن کی مہلت گذرگئي ،اور عہد پورا کرنے کا عثمان کا وعدہ دور دور تك نظر نہيں ايا لوگوں کی چارہ جوئي نہيں کی گئي کسی کارندے کو برطرف نہيں کيا گيا تو عوام نے دوبارہ ان کے اوپر چڑھائي کردی ،صحابی رسول عمرو بن حزم انصاری نے ذی خشب

میں جمع مصریوں کو جاکر خبر دی کہ عثمان نے کوئي وعدہ پورا نہیں کیا اسلئے دوبارہ انقلاب کیلئے امادہ ہو جائو ، وہ لوگ بھی عمرو کے ساتھ مدینے ائے ، پھر اپنی طرف سے نمائندوں کو عثمان کے پاس بھیجا ، نمائندوں نے ان سے جاکر کہا :

_کیا تم نے اپنے گذشتہ کرتوتوں پر توبہ نہیں کی تھی اور زبان نہیں دی تھی خدا کو گواہ نہیں بنایا تھا کہ جن باتوں سے عوام ناراض ہیں اب ان سے ہاتھ اٹھالوں گا ؟

_ہاں ، میں اب بھی اس عہد پر باقی ہوں

_اگر ایسا ہی ہے تو یہ خط کیسا ہے ، جسے تم نے اپنے گورنر مصر عبداللہ کو لکھا ہے ، ہم نے اسے تمھارے قاصد سے حاصل کیا ہے ؟

_میں نے ایسا کوئي کام نہیں کیا ہے ، مجھے اسکی کوئي اطلاع نہیں _تمھارا قاصد تمھارے خاص اونٹ پر سوار تھا ، تمھارا خط تمھارے ہی سکریٹری نے لکھا تھا ، تمھاری ہی مہر ہے ، خلافت کی مہر _جہاں تك اونٹ کی بات ہے تو ممکن ہے کہ چرا لیا گیا ہو ، ادھر یہ ہے کہ دو خط ممکن ہے یکساں شباہت رکھتے ہوں ، میری مہر بھی ہو سکتا ہے کہ جعلی ہو _ ہم تمھارے معاملے میں جلدی نہیں کریں گے ،اگر چہ ہم لوگوں کے نزدیك تمھاری غلطی ثابت ہے ، اسکے باوجود اپنے بد کا رگورنروں کو ہمارے سروں سے ہٹائو اور کسی ایسے کو حکومت دو جسکا ہاتھ ہمارے جان مال سے رنگا ہوا نہ ہو ، ہمارے ساتھ انصاف

کرو ، ہمارا حق واپس کرو اگر ایسا گورنر جسے میں نے

معین کیا ہے تم اس سے خوش نہیں ہو اور میں اسے ہٹادوں اور تمہاری خواہش کے مطابق گورنر بنا دوں تو اخر میں کس کام کا ہوں ؟اسوقت تو میری نہیں تمہاری حکومت ہوگی ، میری کوئي حقیقت نہیں رہ جائے گي _قسم خدا کی ، یا تو یہ کام کرو یا خلافت سے دستبردار ہو جائو اگر تم نے مقابلہ کیا توہم تمہیں قتل کر دیں گے ، اچھی طرح سوچ کر اپنی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرو یہ خیال اپنے دماغ سے نکال دو کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جائونگا ،میں ہر گز اس لباس کو نہیں اتار سکتا جسے خداوند عالم نے مجھے پنھایا ہے _

حیرتناك خط !!

اب ذرا ہم لوگ اس خط کو بھی دیکھیں جسکی طرف مصر والوں نے اشارہ کیا ہے ، اور اسے خلیفہ کی خیانت کا نا قابل تردید ثبوت بنا کر گھسیٹتے پھر رہے ہیں ، پیش کیا ہے ، وہ خط کیا تھا ، اسے لوگوں نے کس طرح حاصل کیا تھا ؟

ہم بھول نہیں گئے کہ پہلی بار جب عثمان مصریوں کے محاصرے میں تھے اور حضرت علی نے صلح و صفائي کر کے انھیں چھڑایا تھا ، انھوں نے پچھلے کرتوتوں پر توبہ کی تھی تو مصریوں نے بھی انھیں اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ ان کی داد کو پھونچیں گے اور گورنر مصر عبداللہ بن سعدابن ابی سرح کو معزول کردیں گے _

عثمان نے حکومت مصر کا فرمان محمد بن ابی بکر کے نام لکھ دیا اور کچھ مہاجرین و انصار کو عوام کی شکایت دور کرنے کیلئے ان کے ساتھ بھیجا تھا مصر کے باشندے اصحاب کی زیر نگرانی عثمان کے اصلاحی اقدامات نافذ کرنے کیلئے مصر جانے پر تیار ہو گئے ، وہ

سبھی مصر کی طرف رواں دواں تھے ، جب وہ ایلہ (۱) یا اسکے ایك منزل کے اس پاس پہونچے تو اپنے پیچھے ایك سوار کو اتے دیکھا جو مصر کی طرف جارہا تھا ، لوگوں نے اسکا پتہ نشان پوچھا ، وہ سوار سیاہ صورت تھا ، اپنے کو امیرالمومنین عثمان کا غلام بتایا اس نے کہا کہ امیرالمومنین کا پیغام لیکر عبداللہ بن ابی سرح گورنر مصر کے پاس جارہا ہے _ تمام مصر والوں نے باہم مشورہ کر کے بھلائي اسی میں دیکھی کہ اس غلام کی تلاشی لی جائے ، ممکن ہے عثمان نے ان لوگوں کے توقع کے خلاف عبداللہ کو کوئي حکم دیا ہو ، لیکن پوری تلاشی کے بعد بھی جب کچھ بر امد نہ ہوا تو

۱_ انساب الاشراف بلاذری ج۵ ص ۲٦ ، تاریخ طبری ج۵ ص۱۹۹ ، ریاض النفرہ ج۲ ص۱۲۳ ، عقد الفرید ج۲ ص ۲٦۳

طئے کر لیا کہ اسے چھوڑ دیں اور راستہ نہ روکیں ، اسی درمیان کنانہ بن بشیر نے کہا :

خدا کی قسم ، جب تك مشك کے اندر کی بھی تلاشی نہ لے لوں گا اسے نہیں چھوڑوں گا ، تم لوگ پوری احتیاط نہیں کر رہے ہو سب نے کہا :

سبحان اللہ ، کیا یہ بھی ممکن ہے کہ مشك کے اندر خط ہو _

کنانہ نے کہا ، انسان کی مکاری رنگارنگ ہوتی ہے ، اسکے مکر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے _

اسکے بعد مشك کا دہانہ کھول کر سارا پانی بہا دیا گیا ،اچانك اسمیں ایك سر بمہر شیشی بر امد ہوئي ، اس شیشی میں ایك نلکی رکھی گئي تھی جب وہ نلکی کھولی گئي تو اسمیں سے اس مضمون کا خط بر

امد ہوا _

اما بعد ، جب عمرو بن بدیل تمہارے پاس ائے تو اسے پکڑ کر گردن مار دو ، اور ابن عدیس اور کنانہ اور عروہ کے ہاتھوں کو کاٹ ڈالو ، پھر ان سب کو خون میں تڑ پتا ہوا چھوڑدو کہ ان کی جان نکل جائے ، جب یہ مر جائئں تو ان سب کی لاش شاخ خرما پر لٹکا دینا _

جب مصر والوں نے خط پڑھا تو بیك اواز چلّائے _

خون عثمان حلال ہے ، پھر سفر روك دیا اور مدینے پلٹ ائے ، حضرت علی (ع) سے ملاقات کر کے سارا ماجرا بیان کیا پھر اپ کی خدمت میں وہ خط پیش کیا _

حضرت علی (ع) اس خط کے بارے میں عثمان سے پوچھا ،عثمان نے قسم کھا کر کہا کہ وہ خط ان کا نہیں ہے نہ اسکے بارے میں کچھ جانتے ہیں اور کہا کہ :

_ یہ خط میرے سکریٹری کا لکھا ہوا ہے ، اسمیں مہر بھی میری ہی ہے ، پھر کس کے بارے میں گمان ہے ؟ اسکا الزام تم کس پر دیتے ہو ، عثمان نے جواب دیا _

_میں تمہارے اوپر الزام دیتا ہوں ، کیو نکہ یہ سبھی لوگ تمہارے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور تم انھیں مجھ سے منتشر نہیں کر رہے ہو ، حضرت علی غصّے میں بھرے ہوئے عثمان کے گھر سے چلے ائے اپ عثمان کی طرف رخ کرکے فرمایا :

_نہیں یہ تمہارے حکم سے لکھا گیا ہے

یہ بھی روایت ہے کہ اس وقت بنی امیہ نے حضرت علی سے کہا ، اے علی ، تم نے ہمارے معاملات کو بر باد کیا ، لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا ، حضرت علی نے ان کا جواب دیا

_اے بے وقوف نادانو مجھ پر کیسے الزام لگارہے ہو ،

جبکہ میں نے لوگوں کو عثمان سے پراکندہ کیا ، بارہا ان کے حالات سدھارنے کی کوشش کی ، اب اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا _ پھر ان سے منھ موڑ کر باہر نکل ائے ، اپ فرماتے جاتے تھے _

خدا یا ، تو جانتا ہے کہ میرا دامن ان باتوں سے پاك ہے جسکا یہ بنی امیہ میرے اوپر الزام لگا رہے ہیں ، اگر اس درمیان عثمان کا خون بہے تو

میں اسکا ذمّہ دار نہیں ہوں

واضح رہے کہ مہر خلافت پہلے حمران کے پاس تهي(١)جب عثمان نے اسکو بصره جلا وطن کیا تو اس سے لیکر خلافت کی مہر مروان کے حوالے کردی تھی _ کہا جاتا ہے کہ مصریوں نے جو خط حاصل کیا تھا ، مروان بن حکم مستقل طور سے مہر اپنے پاس رکھتا تھا ، اس نے عثمان کو خبر کئے بغیر خط پر مہر لگا دی تھی _

جب مصریوں نے عثمان کو خط دکھایا تو عثمان نے انکار کرتے ہوئے کہا :

یہ خط جعلی اور بناوٹی ہے ، مصر والوں نے کہا :

_لیکن خط کی رائیٹنگ تو تمھارے سکریٹری کی نہیں ہے

_ٹھيك ہے ، لیکن اس نے بغیر میرے حکم کے لکھا ہے

_تمھارا غلام اس خط کا قاصد ہے

_صحیح ہے ، لیکن وہ بھی میری اجازت کے بغیر

مدینے سے نکلا

_لیکن وہ تو تمھارے خاص اونٹ پر سوار تھا

_ہوسکتا ہے ، وہ اونٹ مجھ سے پوچھے بغیر اور میری اجازت کے بغیر لے گیا ہو گا

_اب دو ہی صورت ہے ، یا تم صحیح کہہ رہے ہو اور حقیقت بھی یہی ہے ، یا تم جھوٹ بول رہے ہو اور ساری کاروائي تمہاری ہے _

چنانچہ یہ خط تمھارے حکم سے عبداللہ کو لکھا گیا ، اور ہم لوگوں سے تم جھوٹ بول کر خلافت سے دستبرداری کے مستحق ہو گئے ہو کیونکہ تم نے بغیر کسی وجہ کے ہمارا خون بہانے کا حکم دیا _

اگر یہ بات ہے کہ تم سچ بول رہے ہو اور خط غلام اور اونٹ کے مسئلے سے بالکل پاك اور بے خبر ہو تو تمھاری نفسیاتی کمزوری اور غفلت کی وجہ تمھارے گھنائونے رشتہ دار مسلمانوں کے معاملات میں دخل دے رہے ہیں ، اسطرح تم خلافت سے ہٹائے جانے کے مستحق ہو ، کیونکہ تم ہرگز خلافت کے لائق نہیں ہو ، کیونکہ دوسرے لوگ تمھاری بے خبری سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ، تمھاری طرف سے ایسے فرمان صادر کر رہے ہیں ، کیا ایسے کو ہم اپنا امیرو پیشوا سمجھیں

انھوں نے یہ بھی کہا کہ :

تم نے اپنی خلافت کے زمانے میں بہت سے اصحاب رسول اور دیگر مسلمانوں کو صرف اس جرم میں بری طرح مارا پیٹا کہ وہ تمہیں اچھی راہ دکھا رہے تھے ،تمہیں حق و عدالت کی طرف واپس لانا چاہتے تھے ، اب وہ وقت اگیا ہے قصاص کیلئے اپنے کو تیار کرو ، عثمان نے جواب دیا :

۱_ حمران کی جلا وطنی کا حال ولید بن عقبہ کے حالت میں گذر چکا ہے یہ عثمان کا ازاد کردہ تھا

پہلی بات تو یہ کہ ہو سکتا ہے کہ امام اور پیشوا اشتباہ کا شکار ہو جائے ، اور میں کسی حالت میں بھی قصاص کے لئے اپنے کو تمھارے حوالے نہیں کروں گا ، کیونکہ میں اکیلے سب کا قصاص بھگتنے کیلئے تیار ہو جائوں تو تباہ ہو جائوں گا (۱)

مصر والوں نے کہا :

تم نے ڈھیر ساری غلطیاں کی ہیں ، تمھارے کرتوت بڑے بھیانك اور سنگین ہیں ، ان میں سے ہر ایك تمھاری بر طرفی اور خلع خلافت کے لئے کافی ہے ، جب ان باتوں کو تمھارے کان میں ڈالا گیا تو تم نے توبہ کی ، اظہار ندامت و شرمندگی کیا لیکن توقع کے خلاف انھیں باتوںکو کر کے اپنی توبہ توڑدی جب ہم لوگ تمھارے پاس داد خواہی کیلئے ائے تو تم نے توبہ و استغفار سے ہمیں موہ لیا _

محمد مسلمہ نے اس موقع پر تمھارے خلاف ہمارے اقدامات پر سخت سر زنش کی ، دوسری طرف تمھارے وعدوں کی انھوں نے ضمانت لی اور جب اس بار تم نے انھیں ہمارے اور اپنے درمیان وساطت کیلئے بلایا تو تم سے منھ پھیر لیا ، تم سے علحدگی اختیار کرتے ہوئے کہا :

اب میں کبھی ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا _

بہر حال ہم پہلی بار کم تعداد میں ائے تھے اور واپس چلے گئے تاکہ تمھارے لئے کوئي بہانہ باقی نہ رہے ، اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے جو تم پر گواہ ہے تمھارا

وعدہ پورا ہونے کی امید میں بیٹھے رہے ، لیکن ان تمام توبہ و دلجوئي کے باوجود تمھارا حیرتناك خط ہمیں حاصل ہو گیا جسے تم نے اپنے گورنر کو لکھا تھا کہ ہمیں قتل کردو ، ہاتھ پیر کاٹ دو ، پھانسی پر لٹکا دو ، اور اب تم ڈھکو سلہ کر رہے ہو کہ تمھیں اسکی کوئي اطلاع نہیں ، حالانکہ وہ فرمان تمھارے غلام کے ہاتھ میں تھا جو

١_رسول خدا نے اپنی زندگی کے اخری ایام میں مسجد میں منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ میں فرمایا ، جس شخص کو بھی مجھ سے اذیت پہونچی ہو اٹھے اور مجھ سے قصاص لے قیامت کے دن پر اٹھا نہ رکھے ایك صحابی اٹھے اور کہا کہ ایك جنگ کے موقع پر ہم لوگ جارہے تھے اور اپ اونٹ پر سوار تھے اپکا تازیانہ میرے شکم پر لگ گیا تھا میں اسکی تلافی چاہتا ہوں ، رسول خدا نے حکم دیا کہ وہی تازیانہ لا کر صحابی کو دیا جائے ، اس شخص نے کہا کہ اس وقت میرا پیٹ برہنہ تھا رسول خدا نے اپنا پیٹ برہنہ کر دیا اور اپنے کو قصاص کے لئے تیار کرلیا ، مسجد میں سناٹا چھا یا ہوا تھا ، لوگوں کی سانسیں رکی ہوئي تھیں ، رسول خدانے مرض تپ میں اپنے کو قصاص کے لئے امادہ کیا تھا ، ٹھیك اسی وقت صحابی نے اپنے کو رسول کے شکم مبارك پر ڈال دیا اور بوسے لینے لگا ، اور کہا جسم رسول سے قصاص لینے کی میری ہمت میں خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں ، عثمان اسی رسول کے خلیفہ تھے

تمھاری خاص سواری پر تھا ، اس خط میں تمھارے سکریٹری کی تحریر تھی ، تمھاری خلافت کی مہر تھی _ اور اب تمھاری گذشتہ باتوں کو دیکھتے ہوئے کہ تمھارے کارندے ہم پر ظلم و ستم کررہے ہیں ، تم نے بیت المال کو اپنی ذاتی ملکیت بنا لیاہے ، تمھارے رشتہ داروں نے اسے اپنی چیز سمجھ لیا ہے _

ان تمام سنگین معاملات کو تم نے بڑی سادگی سے لیا ، پھر تم نے توبہ و شرمندگی کا اظہار کیا ، اسکے بعد تم نے توبہ توڑ کر ان غلطیوں کو دہرا یا ، یہ سب سوائے تمھارے کوئي بھی ایسی گھنائونی اور خلافت حق باتیں نہیں کر سکتا_

ہم نے پہلی بار تم سے ہاتھ اٹھالیا ، جبکہ یہ مناسب نہیں تھا اسی وقت تمہیں بر طرف کر دینا چاہیئے تھا اور

کسی دوسرے ایسے صحابی رسول کو جسکا دامن تمھاری طرح الزامات سے الودہ نہ ہو تمھاری جگہ پر بٹھا دینا چاہیئے تھا _

اب بھی موقع ہے ، خلافت سے کنارہ کش ہو جائو ، کیو نکہ علحدگی ہی سب سے زیادہ صلح پسندی کی راہ ہے ، اسمیں ہم دونون کا فائدہ ہے_

عثمان نے جواب دیا :

کچھ اور تو نہیں کہنا چاہتے ہو ، تم نے اپنی ساری باتیں کہہ ڈالیں ؟

مصر والوں نے جواب دیا ،ہاں

پس از حمد خدا ، اما بعد ، تم لوگوں نے اپنی باتوں میں عدل و انصاف کی رعایت نہیں کی ، جلدی بازی میں ایسا فیصلہ کیا جو انصاف سے بعید ہے _

تم کہتے ہو کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جائوں ، تو سمجھ لو کہ میں ہر گز اس لباس کو نہیں اتاروں گا جسے خدا نے میرے بدن پر پنہایا ہے ، اور جس اقتدار سے خدا نے مجھے نوازا ہے ، تمام لوگوں میں مجھے منتخب کیا ہے ، اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا ، لیکن میں توبہ کرتا ہوں ، اور برائیوں سے باز اتا ہوں اب ہرگز ایسے کام نہیں کروں گا ، جسے مسلمان نا پسند کرتے ہیں ، کیونکہ خدا کی قسم میں رحمت حق کا طلبگار ہوں ، اسکے غضب سے ترساں ہوں _

مصریوں نے کہا :

اگر یہ پہلی بار ہوتا کہ تم غلطی کرتے پھر توبہ کرتے اور توبہ پر ثابت قدم رہتے اور گذشتہ غلط کاموں کو نہ دہراتے تو ہم پر لازم تھا کہ تمھاری پیشکش قبول کر لیں ، اور تمھیں چھوڑ دیں ، اور جیسا کہ تم جانتے ہو باوجود

اسکے کہ تم نے ڈھیر ساری غلطیاں کی تھیں ہم نے پہلی دفعہ کی توبہ پر تمھیں چھوڑ دیا حالانکہ ذرا بھی ہمیں اندیشہ نہیں تھا کہ تم اپنے گورنر کو ہمارے خلاف خط لکھ کر ہمارے قتل کا فرمان جاری کرو گے ، اب جبکہ تم نے یہ کام کر ہی ڈالا ہے اور ہمیں وہ خط

بھی دستیاب ہو گیا ہے تواب دوبارہ تمھاری توبہ پر کیسے اطمینان کر لیں ، تمھاری توبہ کیسے مان لیں ؟

ہم نے تو تمھیں ازما لیا ہے کہ تم توبہ شکن ہو ، تم گناہو ں سے توبہ کر کے پھر اسکا ارتکاب کرتے ہو ، اب تم سمجھ لو کہ ہم کسی قیمت پر واپس نہیں ہوں گا ، تمھاری جگہ پر کسی دوسرے کا انتخاب کریں گے ، اگر تمھارے حمایتی ، رشتہ دار اور ماننے والے ہم سے جنگ پر امادہ ہوں گے تو ہم لوگ بھی جان پر کھیل جایئں گے ، ان سے جنگ کریں گے تاکہ تم پر قابو حاصل کریں اور تمھیں قتل کریں یا خود اس راہ میں قتل ہو جائیں _

عثمان نے جواب دیا :

_لیکن حکومت سے دستبردا ر ہونا تو قطعی محال ہے

کیونکہ اگر مجھے پھانسی بھی دیدی جائے تو یہ میرے لئے اس بات سے اسان ہے کہ جس اقتدار خلافت کو خدا نے مجھے عطا کیا ہے میں اس سے دستبردار ہو جائوں _

_اور تم جو یہ کہتے ہو کہ جو لوگ میری حمایت میں بولیں گے تم ان سے جنگ کرو گے تو میں کسی کو

حکم نہیں دوں گا کہ وہ تم سے جنگ کرے ، اگر اس درمیان کوئي شخص بھی تم سے مقابلہ کرے تو وہ میرے حکم سے نہیں ہو گا ، کیونکہ میری جان کی قسم اگر تم سے جنگ کا ارادہ رکھتا تو اسی بارے میں میں لکھ کر حکم دیتا اور مدینے کو پیادوں اور سواروں سے بھر دیتا ، یا پھر عراق و مصر پناہ لیتا ، ان باتوں کے ہوتے تم لوگ اپنے بارے میں سوچو ، اگر میری جان پر رحم نہیں کرتے تو خود اپنی جان سے ڈرو ، کیونکہ اگر تم نے میرا خون بہا دیا تو بڑے خون بہیں گے _

جب مصر کے نمائندے نکل گئے تو عثمان نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور حکم دیا کہ مصر والوں کو واپس کردیں ، محمد نے جواب دیا :

_خدا کی قسم ، میں ایك سال میں دوبار جھوٹ نہین بولوں گا

بلاذری لکھتا ہے (١)

مصر والے مدینے سے تین منزل پر تھے کہ خلیفہ کا قاصد دیکھا گیا جو مصر کی طرف تیزی سے جارہا ہے ، جب انھوں نے خلیفہ کا خط حاصل کیا تو محمد بن ابی بکر نے تمام مہاجرین و انصار جو ساتھ میں جارہے تھے انکے سامنے خط کھول کر پڑھا ، خط کا متن یہ تھا _

١_ انساب الاشراف بلا ذری ج٥ ص ٦٧_٦٨

جب فرزند ابوبکر اور فلاں و فلاں تمھارے پاس ائیں تو جو حیلہ اپنا سکو انھیں قتل کر ڈالو ، اور محمد بن ابی بکر کا فرمان لیکر پھاڑ ڈالنا اور تا حکم ثانی تم اپنے منصب پر باقی رہو ، اور جو بھی تمھاری شکایت لیکر

میرے پاس انا چاہے اسے قید کر لو _

جب مصریوں کو مضمون خط کی اطلاع ہوئي تو جوش و خروش کے ساتھ تیزی سے مدینے واپس ائے ، فرزند ابو بکر نے اس خط پر پہلے اپنے چند ساتھیوں کی مہر لگوالی ، جب وہ مدینے پہونچے توحضرت علی (ع) ، طلحہ ، زبیر ،سعد اور دیگر تمام اصحاب رسول کو جمع کیا اور غلام کے خط حاصل کرنے کا سارا واقعہ بیان کیا ، پھر انھیں کے سامنے خط کھو ل کر پڑھا _ جلسہ ختم ہونے کے بعد مدینہ کا کوئي بھی شخص ایسا نہ تھا جسے عثمان سے شدید نفرت نہ ہو گئي ہو ، اس مسئلے نے واقعہ ابن مسعود ، عمار یاسر اور ابوذر کے غمناك تاثر میں مزید اضافہ کردیا _

تمام اصحاب رسول اپنے گھر چلے گئے ، وہ عثمان کے اس خط سے اپنے دل میں شدید رنج و افسوس محسوس کررہے تھے _

لوگوں نے عثمان کا محاصرہ کرلیا ، اور محمد بن ابی بکر نے طلحہ اور دوسرے بنی تیم کے افراد کی مدد طلب کی ، عائشه نے بھی اپنی زبان سے عثمان کے دل میں کچو کے لگائے _

البدء والتاریخ میں ہے کہ (۱) محمد بن ابی بکر اور طلحہ و زبیر و عائشه عثمان کے زبر دست مخالف تھے ، مہاجرین و انصار نے بھی انھیں ان کے حال پر چھوڑ کر کوئي سروکار نہیں رکھا تھا ، جو حالات پیش ارہے تھے اس پر کوئي توجہ نہیں کر رہے تھے _

عائشه نے مسجد میں عثمان پر اعتراض کیا ، اور انکے کرتوتوں کوگنایا ، رسول خدا کے بال ، لباس اور جوتیوں کو باہر نکال کر فرمایا کہ:

کتنی جلدی تم نے رسول کی سنت اور سیرت کو

پس پشت ڈال دیا اور فراموش کر ڈالا _

عثمان نے جب یہ باتیں سنیں تو ابوبکر کے خاندان کو برا بھلا کہنے لگے وہ غصے میں اس قدر اپے سے باہر تھے کہ جومنھ میں ارہا تھا بك رہے تھے _ عثمان کے زبردست مخالفین میں قبیلہ تیم کے اہم ترین افراد تین تھے ، ام المومنین عائشہ ، ان کے بھائي محمد بن ابی بکر اور ان کے چچیرے بھائي طلحہ ، اور جیسا کہ مورخین لکھتے ہیں کہ عائشہ اور

١_ البدء و التاریخ ج٥ ص ٢٠٥

عثمان کے درمیان بارہا توتو میںمیں ہوئي ، چنانچہ تاریخ یعقوبی میں ہے (١)

عثمان منبر رسول پر تقریر کررہے تھے کہ ناگہاں عائشہ نے رسول خدا کا پیر اہن اپنے سر پر رکھا اور لہراتے ہوئے چلانے لگیں _

اے مسلمانو یہ رسول خدا (ص) کا لباس ہے ، ابھی یہ پرانا بھی نہیں ہوا ہے کہ عثمان نے اسقدر جلدسنت رسول کو فراموش کردیا ہے ، بالکل ملیا میٹ کر دیا ہے_

عثمان نے جو یہ خلاف توقع حملہ دیکھا تو قران کا سہارا پکڑنے کے سوا چارہ نہیں دیکھا ، وہ جواب میں قران کی یہ ایت پڑھنے لگے ;

پروردگار ، عورتوں کی مکاری و عیاری سے مجھے بچا کیو نکہ ان عورتوں کی مکاری بہت عظیم ہوتی ہے (٢)

١_ تاریخ یعقوبی ج٢ ص ١٧٥
٢_ سورہ یوسف ایت ٢٣ و الا تصرف عن کید ھن

عائشه کا تاریخی فتوي

عائشه جن کے دل عثمان سے خونم خون تھا ، اور سر میں اپنے چچیرے بھائي طلحہ کی تمنائے حکومت کروٹیں لے رہی تھی ، لوگوں کی بغاوت اور محاصرے سے بھر پور استفادہ کیا ، انکی موت کا تاریخی فتوی صادر کردیا _

اس بارے میں ابن اعثم کوفی لکھتاہے (٣)

ام المومنین عائشه کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ تمام لوگ عثمان کے قتل کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں تو چلّا کر بولیں_

اے عثمان تم نے مسلمانوں کے بیت المال کو اپنی ذاتی ملکیت بنالیا ہے ، بنی امیہ کے ہاتھوں کو مسلمانوں کے جان ومال پر مسلط کردیا ہے ، انھیں اقتدار سونپ دیا ہے ، اسطرح تم نے سارے مسلمانوں کو مصائب و الام میں جھونك دیا ہے؟خدا وند عالم زمین و اسمان کی برکت تم سے اٹھا لے ، اگر ایسا نہ ہو تا کہ تمام مسلمانوں کی طرح تم بھی نماز پڑھتے ہو تے تو تمہیں اونٹ کی طرح قتل کر ڈالا جاتا (٤)

٣_تاریخ بنی اعثم ١_١٥٥
٤_ممکن ہے کہ یہ سرزنش ام المومنین اس سے قبل ہو گی جب ان کے بھائي محمد بن ابی بکر کو مصریوں کے ساتھ قتل کا خط حاصل کیا تھا ، ام المومنین نے پھر اس خط کے بعد عثمان کے نماز کی طرف کوئي توجہ نہیں کی اور قتل عثمان کا فتوی صادر کر دیا

جب عثمان نے عائشه کی یہ باتیں سنیں تو قران کی یہ ایت پڑھنے لگے _

کافروں کے لحاظ سے اللہ نے مثال پیش کی ہے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی جو ہمارے بندوں میں سے دونیك بندوں کی زوجیت میں تھیں تو انھوں نے ان سے غداری کی تو ان دونوں نے ان دونوں کو خدا کے عذاب سے کچھ بھی نہیں بچایا ، اور کہا گیا کہ داخل ہو جائو دونوں اگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ (۱)

جی ہاں یہ حقیر کرنے والی ایت پیش کرکے عثمان نے عائشه کا جواب دیا عائشه جنکا مزاج سخت متعصب اور تند و سر کش تھا ، وہ ایسی خاتون تھیں کہ غصے کے عالم میں وہ اپنے اپ میں نہیں رہتی تھیں _

یہ جواب سنکر اور وہ خط جسے ان کے بھائي محمد نے مصر کے راستے میں حاصل کیا تھا اور جسمیں محمد کے قتل کا فرمان تھا ، ام المومنین اپنے خاندان پر جان دیتی تھیں ، ایسی منقلب اور غضبناك ہوئیں کہ کسی قسم، کی پرواہ کئے بغیر واضح لفظوں میں فتوی صادر کردیا _

انھو ں نے چلّا کر کہا ،اس نعثل کو قتل کردو یہ کافر ہو گیا ہے (۲)

جیسے ہی یہ فتوی ام المومنین کی زبان سے نکلا تو جیسے خشك خرمن میں چنگاری بھڑك اٹھے ، تیزی کے ساتھ ایك سے دوسرے منھ تك پھونچی ، جنگل کی اگ کی طرح تمام زبانوں پر پھیل گئي ، مدینہ کا کوئي معزز شخص بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا تھا بلکہ اسکا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا _

ائیےب ذرا نعثل کا مطلب بھی سمجھ لیں

نعثل کا مطلب لغت میں مندرجہ ذیل ہے (۳)

۱_تیندوا، لکڑ بگھا

٢_بد حواس بڈھا ، احمق ، نادان ،ناسمجھ

٣_مصر میں ایك لمبی داڑھی والا اسی نام سے پکارا جاتا تھا

٤_ مدینے میں ایك یہودی کا یہی نام تھا ، عثمان کو اسی سے تشبیہ دی گئي

١_ مفسرین کے مطابق اساس سورہ تحریم عائشےہ اور ایك دوسری زوجہ کے اقدامات کا نتیجہ تھا ، انھیں دونوں کے بارے میں یہ سورہ نازل ہوا ، عثمان نے مقام معارضہ میں سورہ تحریم کی دسویں ایت پڑھي" اقتباس امرا ۃ نوح و امرا ۃ لوط "

٢ _ تاریخ طبری ج٤ ص٤٧٧ ، تاریخ بن اعثم ج١ ص١٥٥ ابن اثیر ج٣ ص٨٧ ، ابن ابی الحدید ج٢ ص٧٧نہایہ ج٤ ص١٥٦

٣_ لغت میں نعثل کا مطلب دیکھنے کیلئے نہایہ ابن اثیر قاموس ، تاج العروس لسان العرب اور المنجد دیکھئے

لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ ام المومنین کی نظر میں جو اپنی فراست اور ہوشمندی سے سر شار تھیں ، انھوں نے کسی ایك معنی پر اکتفا نہیں کی تھی ، انکی نظر میں یہ تمام معانی تھے ، انھوں نے اپنی فطری قدرت بیان اور فصاحت و بلاغت کو بروئے کار لاتے ہوئے ان تمام معانی کو اس مختصر اور حتمی جملے میں سمیٹ لیا تھا ، اور پھر سنسناتے تیر کی طرح اپنے دشمن عثمان پر چلا دیا ، جو ٹھیك ان کے سینہ میں پیوست ہو گیا اور ہمیشہ کیلئے ان کے دامن پر باقی رہ گیا _

یہی مختصر جملہ ضرب المثل کی طرح عثمان کے دشمنوں کی زبان پر چڑھ گیا ، یہاں تك کہ اس فتوی کی بنیاد پر خلیفہ اپنے مخالفوں کے ہاتھوں قتل کردئے گئے ، یہ نام اپنے تمام معانی کے ساتھ مدتوں ان کے دشمنوں کی زبان پر جاری رہا ، اور ہمیشہ کے لئے تاریخ میں ثبت ہو گیا ، اعورشنی اپنے شعروں میں

لکھتا ہے _

برئت الی الرحمن من دین نعثل

ودین ابن صخرایھا الرجلان (۱)

میں دین نعثل عثمان سے اور صخر کے بیٹے معاویہ کے دین سے بیزار ہوں _

محمد بن سیرۃ بن ابی زھیر قرشی کا یہ شعر ہے

نحن قتلنا نعثلا بالسیرۃ

اذ صد عن اعلامنا المنیرۃ

ہم نے بنام سنت نعثل کو قتل کیا ہے ، جبکہ وہ ہمارے درخشاں پرچم کی پیش رفت میں رکاوٹ بن گیا _

جب عمر و عاص نے جنگ صفین میں بعض شعر پڑھتے ہوئے یہ مصرع کہا ،ردوا علینا شیخنا کما کان (۲)

ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار (عثمان)کو جیسا کہ وہ تھا ہمیں واپس کردو _

تو عراقی لشکر سے جواب ملا _

ابت سیوفنا مذ حج و ھمدان

بان ترد نعثلا کما کان (۳)

(قبیلہ مذحج و ہمدان کی تلوار یں انکار کر رہی ہیں کہ نعثل عثمان صحیح و سالم واپس کیا جاسکے)

۱_ انساب الاشراف ج۵ ص ۱۰۵
۲_ کتاب صفین ص٤٥٦ _ ٢٥٦_٢٥٧_٤٥٤
۳_ کتاب صفین ص ٤٥٦_٢٥٦_٢٥٧_٤٥٤

عمرو عاص نے دوبارہ گھار مچائي

ردوا علینا شیخنا ثم بجل (۱)

ہمارا شیخ و سردار ہمیں واپس کردو یہی ہمارے لئے کافی ہے _

عراقیوں نے جواب میں کہا ،

نعثل کو ہم کیسے واپس کریں ، وہ تو سڑ گل گیا ہے _

عائشه کے تاریخی فتوی کا تجزیہ

اگر چہ عائشه کے فتوی صادر کرنے سے قبل تك لوگوں اور عثمان کے درمیان صلح و صفائي کا تھوڑا بہت روشندان کھلا ہوا تھا ، کیونکہ حضرت علی اور دوسرے لوگ بیچ بچاؤ کر رہے تھے ، لیکن ام المومنین کی طرف سے فتوی صادر ہوتے ہی ، وہ روشندان پورے طور سے بند ہوگیا ، عثمان کی موت یقینی ہو گئي ، پھر جو ہونا تھا ہوا _ ام المومنین کو شیخین کے زمانے میں جو مرتبہ و مقام حاصل ہو گیا تھا اسے اپ نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا ، انھیں دونوں نے مسلمانوں کی نگاہ میں ام المومنین کی عظمت بڑھانے کا سامان کیا اور اسقدر احترام کیا کہ انھیں سے فتوے اور احکامات حاصل کرتے تھے _

ادھر عائشه کے فتوے اور احکامات کی تاثیر اتنی بڑھائي گئي اور وہ بھی اسقدر موقع شناس تھیں فتوی کا نفاذ فوراً ہو جاتا ، جیسا کہ _ لیفہ کے بارے میں ان کا فرمان قتل صادر ہوتے ہی سرداران بنی امیہ جو اقتدار کے مالك تھے وہ ایك طرف ہو گئے اور مسلمانو ں کے سارے طبقے دوسری طرف ، ان دونوں پارٹیوں میں شدید اختلاف و کشمکش کا بازار گرم ہو گیا ، فتنہ و اشوب کے شرارے تمام اطراف مملکت میں راجدھانی سے لیکر دور دراز علاقوں میں پھیل گئے ، ہم نے ان کی تفصیلات کی طرف گذشتہ صفحات میں اشارہ کیا اگر چہ زیادہ تر کو اختصار کے پیش نظر بیان نہیں کیا _ ام المومنین کے اس فتوی پر عمل کر نے کیلئے تمام مسلمان امادہ اور کمر بستہ ہو گئے ، چاہے وہ اصحاب رسول ہوں یا دوسرے ، انھوں نے پکا ارادہ کرلیا

١_ کتاب صفین ص٤٥٦ _ ٢٥٦_٢٥٧_٤٥٤

٢_ کتاب صفین ص ٤٥٦_٢٥٦_٢٥٧_٤٥٤

کہ یہ فتوی بہر حال عملی جامہ پہنے گا اب دو ہی راستے تھے ، جنگ یا عثمان کی برطرفي خود جنگ کی بھی دوصورت تھی ، یا تو خود خلیفہ جوبلوائیوں کے محاصرے میں ہے اسکی طرف سے جنگ کرے اور انقلابیوں کے خلاف تلوار اٹھائے یا لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے ، اور خلافت کے خلاف شورش و انقلاب برپا کرنے والوں کے ساتھ ہو کر جنگ کرے _ حضرت علی (ع) اور سعد وقاص جو اصحاب شوری میں تھے _ یہ دونوں خاموشی اختیار کئے ہوئے تھے ، گوشہ نشین تھے ، لیکن طلحہ و زبیر انقلابیوں کے ساتھ تھے ، ان لوگوں نے شورش پسندوں کی قیادت سنبھال رکھی تھی _

عثمان کو نعثل پکارنے والے لوگ

نعثل کا نام لوگوں کی زبان پر چڑھ گیا ، ام المومنین کا فرمان کہ نعثل کو قتل کردو ، ایك دوسرے کی زبان پر چڑھتے چڑھتے عام ہو گیا ، اگرچہ ام المومنین کی پہلی ذات ہے جس نے عثمان کا نام نعثل رکھا ، اور انکی طرف سے عثمان کا یہ نام علم کی شکل اختیار کر گیا ، لیکن عثمان کی حیات ہی میں بعض اور لوگ بھی تھے جنکا دل عثمان کی زیادتیوں کی وجہ سے خون ہو گیا تھا ، انھوں نے انکے منھ پر یہ نام دہرایا ، ان میں جبلہ بن عمر و ساعدی (١) بھی ہیں _

طبری لکھتا ہے کہ :

جبلہ اپنے گھر پر زنجیر در پکڑ ے کھڑے تھے اتنے میں ادھر سے عثمان گذرے تو جبلہ نے کہا :

اے نعثل ، خدا کی قسم میں تجھے قتل کروں گا پھرتجھے اونٹ پر سوار کر کے جہنم رسید کردوں گا _

بلاذری لکھتا ہے :

جبلہ اپنے دروازے کی زنجیر تھامے کھڑے تھے ، عثمان گذرے تو کہا ، یہ زنجیر دیکھتا ہے ؟یہ زنجیر گردن میں ڈال دونگا ورنہ اپنے حمایتوں سے ہاتھ اٹھا لے ، تو نے بازار مدینہ کو حارث بن حکم کے نام قبالہ لکھ دیا ہے ، اور تو نے یہ یہ کرتوت کئے ہیں _

١_ ان کے نسب کے بارے میں اختلاف ہے لیکن سب نے لکھا ہے کہ یہ اصحاب رسول میں صاحب علم و فضل تھے ، حضرت علی (ع) کے ہمراہ جنگ صفین میں شريك ہوئے ، اخر عمر میں مصر سکونت اختیار کر لی تھی ، اسد الغابہ ج١ ص٢٦٩ ملاحظہ ہو

جبلہ کا اعتراض اس بات پر تھا کہ عثمان نے بازار مدینہ کا سارا انتظام اپنے چچیرے بھائي حارث بن حکم کے ہاتھ میں دیدیا تھا ، اسکی حالت یہ تھی کہ تمام اجناس اور اہم سامان بظاہر عثمان کے نام خرید کر جس بھائو چاہتا لوگوں کو بیچتا تھا اسطرح وہ اکیلے بازار کا سارا منافع خود کھاتا تھا اور کسی کو اعتراض کی ہمت نہ تھی _

حارث کو جانے دیجئے ، حکم اسکا بھائي خلافت میں حد سے زیادہ رسوخ رکھتا تھا ، بازار والوں سے ٹیکس لیتا ، خلاف شرع اور انسانیت سے گری ہوئي حرکتیں کرتا تھا _

بازار والوں نے بارہا عثمان سے شکایت کی ، حارث کی عیاریوں سے انہیں مطلع کیا لیکن اپنے چچیرے بھائي حارث کی عزت اس قدر زیادہ تھی کہ بازاریوں کی بات پر توجہ دیکر اسے روک نہیں سکتے تھے ، اسے ہٹا

کر اس مصیبت کو دفع بھی نہیں کرتے تھے ، نہ حارث کے خلاف کاروائي کرتے ،عثمان کے بہی خواہوں نے اور ان تمام لوگوں نے جو عوام کو خلافت کی تمام باتیں بے چون و چرا ماننے کا مشورہ دیتے ، یہ سبھی عثمان کی مطلق العنانی کو دیکھتے ہو ئے باربا جبلہ سے اصرار کرتے کہ اپنی مخالفت سے بازائیں ، لیکن انھوں نے سب کی باتیں پوری طاقت سے ٹھکرا دیں ، بار بار کے اصرار اور دبائو پر انھوں نے کہا :

نہیں خدا کی قسم ، میں ہرگز اس بات پر تیار نہیں ہوں کہ اج تمھاری بات مان کر کل قیامت کے دن عدل خدا وندی کی بارگاہ میں اوندھے منھ گر کر پریشان حالی سے کہوں _

بار الہا ، میرا کوئي بس نہیں تھا ، میرا کوئي اختیار نہیں تھا _

میں نے بزرگوں اور رئیسوں کا حکم سنا اور فرماں برداری کی ، انھوں نے ہی ہمیں بد بختی اور گمراہی میں جھونکا _

طبری ایك دوسری جگہ لکھتے ہیں ;

ایك دن عثمان کچھ لوگوں کے سامنے سے گذرے ، اور لوگوں کو سلام کیا ، انھوں نے سلام کاجواب دیا ، جبلہ نے ان لوگوں سے کہا ، ایسے شخص کا جواب کیوں دیتے ہو جس نے ایسا اور ایسا کیا ، پھر عثمان کی طرف رخ کر کے کہا :

خدا کی قسم ، میں اسی لوہے کی زنجیر کو تمھاری گردن میں ڈال دوں گا ، ورنہ اپنے طرفداروں کو اپنے پاس سے دھتکار و _

عثمان نے پوچھا ، کن طرفداروں کے بارے میں کہہ رہے ہو؟خدا کی قسم میں نے کسی کو اپنے سے

قریب نہیں کیا ہے نہ کسی کو خاص اہمیت دی ہے _

تم ایسا دعوی کررہے ہو ،جبکہ تم نے مروان ، معاویہ ،عبداللہ بن عامر بن کریز ، عبداللہ بن سعد جیسوں کو اپنا مقرب بنا لیا ہے ، جن کے بارے میں قران مذمت کرتا ہے ، رسول خدا ان کا خون مباح قرار دے چکے ہیں _

عثمان کا خالہ زاد بھائي تھا عبداللہ بن عامر ، کیونکہ عثمان کی ماں کا نام اروی بنت کریز تھا ، عبداللہ کو عثمان نے کیسے مصر کی حکومت بخشی خود یہ داستان بڑی دلچسپ ہے _

ایك دن زیاد بن ابیہ کا مادری بھائي شبلی بن خالد عثمان کے پاس ایا ، جبکہ ان کے اردگرد بنی امیہ کے بہت سے سر کردہ افراد بیٹھے ہوئے تھے ، اس نے اتے ہی کہا :

کیا تمھارے درمیان ایسا غریب نہیں ہے جسکے دل میں مالداری کی تمنا ہو ؟

کیا تمھارے درمیان ایسا گمنام شخص نہیں ہے جس کے دل میں شہرت کی ارزو کروٹیں لیتی ہو ؟

کیا تمھارے درمیان کیا تمھارے درمیان کیا تمھارے درمیان جبکہ عراق کا قبالہ اسطرح ابو موسی اشعری کے نام لکھ دیا گیا ہے جبکہ وہ نہ تو قریش سے ہے نہ قبیلہ مضرسے ہے بلکہ وہ یمن کے قبیلے کا ہے (۱) عثمان پر شبلی کی ان باتوں کا بڑا اثر ہوا ، جھٹ سے اپنے سولہ سالہ خالہ زاد بھائي عبداللہ بن عامر کو بصرے کی حکومت بخش دی اور ابو موسی اشعری کو برطرف کردیا (۲)

طبری نے حاطب کا بیان نقل کیا ہے (۳)

میں خود اس دن مسجد میں موجود تھا ، عثمان وہی عصائے رسول لئے ہوئے تھے جسے ابوبکر و عمر تقریر کےوقت لئے رہتے تھے ، وہ عصا کے سہارے تقریر کررہے تھے ، اتنے میں جھجاہ نے بلند اواز سے چلّا کر کہا ، او نعثل ، اس منبر سے اتر_ ابوحبیبہ کا بیان ہے کہ جھجاہ غفاری کھڑے ہو کر چلّائے اے عثمان ، میں نے اونٹ ، عبا اور زنجیر تمھارے واسطے مہیا کر رکھی ہے ، تم منبر سے اتر و تو عبا سے تمھاری گردن باندھ دوں ، تمھیں زنجیر ڈال کر اونٹ پر سوار کردوں اور کوہ اتش فشاں (جبل الدخان)میں پہونچا دوں _

١_ جاننا چاہیئےہ شبلی قبیلہ مضر کا تھا اسکو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ بصرہ کی گورنری ایك یمنی شخص کو دیدی گئي ہے
٢_ استیعاب و اسد الغابہ و اصابہ دیکھئے
٣_ تاریخ طبری ج٥ ص١١٤ ، ابن اثیر ج٣ ص٧٠ ، ابن ابی الحدید ج١ ص ١٦٥ ، ابن کثیر ج٧ ص ١٥٧ ، اصابہ ج١ ص٢٥٣ وغیرہ

عثمان نے جھجاہ کا جواب دیا

خدا تیرا ناس مارے ، اور وہ بھی تباہ کرے جسے تو نے مہیا کیا ہے _

راوی کا بیان ہے :

جھجاہ نے یہ بات اکیلے اور تنہائي میں نہیں کہی ، بلکہ تمام لوگوں کی موجودگی میں ان کے سامنے کہی اس موقع پر تمام بنی امیہ کے طرفداروں اور عزیزوں نے عثمان کو اپنے حلقے میں لیکر انھیں گھر تك پہونچا دیا ، یہ اخری موقع تھا جب میں نے عثمان کو دیکھا ، کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد عثمان ایك یا دوبار سے زیادہ گھر سے نہیں نکلے ، کیو نکہ اسکے بعد وہ بلوائیوں کے محاصرے میں اگئے اور اخر کار قتل

کئے گئے _

عثمان اور عائشه کا امنا سامنا

جب عثمان نے لوگوں کی خواہش ٹھکرا دی اور ام المومنین نے قتل کا فتوی صادر کر دیا تو لوگوں نے انکا محاصرہ کر لیا ، اس درمیان دوسرے شہروں کے لوگ بھی عثمان کے کارندوں سے تنگ تنگ تھے ، جس وقت ان لوگوں کے پاس ام المومنین کے فتوی کا خط پہونچا کہ عثمان کے خلاف بغاوت کردو تو وہ بھی عائشه کے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے مدینہ پہونچنے لگے (۱) عائشه کے چچیرے بھائي طلحہ نے بلوایئوں کی قیادت سنبھال رکھی تھی ، اور ہر وقت واجبی احکام دیتے رہتے تھے (۲)خلیفہ کیلئے اب کوئي پناہ گاہ نہیں رہ گئي تھی ، خاص طور سے عائشه کے فتوی کے بعد چھٹکارے کی تمام راہیں بند ہو گئي تھیں _

جب عثمان نے حالات سخت دیکھے تو مروان اور عبدالرحمن بن عتاب اموی کو حکم دیا کہ عائشه سے ملاقات کریں جو امادئہ سفر حج ہیں ، تاکہ صلح و صفائي کی راہ نکلے ، یہ دونوں عائشه کی خدمت میں پہونچے ااور اس طرح عرض کیا _

اگر اپ اپنا سفر روك دیں اور مدینے ہی میں رہیں تو امید بند ھتی ہے کہ اپ کے وجود کی برکت سے اس شخص (عثمان)

۱_ بلا ذری ۵_ ۱۸

۲_عبد الرحمن بن عتاب اموی نے عائشےہ کی طرف سے جنگ جمل میں شرکت کی ، کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ان کا ہاتھ کٹ گیا اور ایك گدھ اٹھا لے گیا ، یمامہ میں لیجا کر اس ہاتھ کو ڈال دیا ، وہاں کے باشندوں نے اس کی انگوٹھی سے پتہ لگایا اور اسکا ہاتھ پہچانا ، نسب قریش ۱۸۷ تا ۱۹۳

کی زندگی بچ جائے _

اس پر مروان نے اضافہ کیا

اور خلیفہ نے زبان دی ہے کہ سفر کے اخراجا ت کے لئے اپ نے اگر ایك درہم فراہم کیا ہے تو دو درہم اسکے بدلے پیش کیا جائے گا _

عائشہ نے جواب دیا :

میں نے سامان سفر باندھ لیا ہے اور اپنے اوپر حج لازم کر لیا ہے ، خدا کی قسم میں تمھاری خواہش کے مطابق عمل نہین کرونگی ، عبدالرحمن اور مروان نا امید ہو کر اپنی جگہ سے اٹھے اس موقع پر مروان نے یہ شعر پڑھا _

و حرق قیس علی البلاد فلما اضطر مت احجما

(قیس نے میرے شہر میں اگ لگا ئي ، اور جب شعلے اسمان سے باتین کرنے لگے تو مجھے چھوڑ کر چلتا بنا)

عائشہ نے مروان سے یہ کنایہ سنکر بڑے درشت لہجے میں کہا :

اے مروان ، تو نے سمجھ رکھا ہے کہ میں تیرے اقا (عثمان) کے بارے میں کسی شك و تردید میں مبتلا ہوں ؟بخدا میری ارزو ہے کہ اسے اپنے کسی بنڈل میں ٹھونس کر ، جسکی مجھے طاقت بھی ہے ، اسے سمندر میں لیجا کر پھینك ائوں _

ام المومنین مدینے سے مکّے کی طرف نکل گیئں ، اس سال عثمان کے حکم سے عبداللہ بن عباس امیر الحاج تھے _

ابن عباس سے عائشہ کی مقام صلصل میں ملاقات ہوئي تو ام المومنین نے ان سے کہا ، ابن عباس تمھیں

خدا کی قسم دیتی ہوں کہ جیسی تم تیز و طرّار زبان رکھتے ہو ، جو لوگ اس شخص (عثمان) کے خلاف جو شورش بر پا کئے ہوئے ہیں اسے ٹھنڈا نہ کرو ، لوگوں کو اس خود خوا ہ اور سر کش کے بارے شك و تردید میں مبتلا نہ کرو عوام اپنے کام میں خود ہی صاحب نظر اور اپنی راہ انھوں نے خود طئے کی ہے ، اور دوسرے شہروں سے ان باتوں کے لئے جو گروہ گروہ لوگ ائے ایك پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ہیں ، میں نے خود طلحہ کو دیکھا ہے کہ خزانے کی چابی ان کے ہاتھ میں ہے ، اگر وہ اپنے ہاتھ میں زمام حکومت لے لیں تو بلاشبہ اپنے چچیرے بھائي ابوبکر کی روش کے مطابق چلیں گے ـ

ابن عباس نے عائشہ کا جواب دیا

لیکن اماں جان ، اگر اس شخص پر مصیبت نازل ہو ا ور قتل کر دیا جائے تو لوگ ہمارے پیشوا علی کے سوا کسی دوسرے کے اگے سر نہیں جھکائیں‌گے ـ

عائشہ نے جھٹ سے کہا :

نهضة ترجمة
Translation Movement

کافی ہے ، مجھے تم سے تکرار اور توتو میں میں کی طاقت نہیں (۱)

عثمان ، طلحہ کے محاصرے میں

ام المو منین عائشہ کے چچیرے بھائي طلحہ جو ان کے انتہائي منظور نظر تھے دھیرے دھیرے تمام حالات پر مسلط ہوگئے ، ان کے اختیار ات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا ، یہاں‌تك کہ اخر میں وہ قوم کے خزانے (بیت المال) پر بھی قابض ہو گئے ، اسی وجہ سے ان

کا اعتبار و اختیار بڑھتا جارہا تھا _

ادھر عثمان کے محاصرے کا دائرہ جتنا تنگ ہوتا جارہا تھا خلیفہ کا اقتدار اور اثر گرتا جارہا تھا ، دن بدن محدود تر ہوتا جارہا تھا _

جب عثمان نے حا لات کو سخت و دشوار دیکھے اور ارکان دولت کے پیروں سے زمین کھسکتی دیکھی اپنی جان خطر ے میں نظر ائي تو خانوادئہ عبدالمطلب کی فرد عبداللہ بن حارث نوفل کے ذریعے یہ شعر لکھ کر حضرت علی (ع) کے پاس بھیجا _

فان کنت ماکولا فکن انت اکلی

والا فادرکنی و لما امزق (٢)

(اگر بات اس پر طے پائے کہ میں کھایا جائوں تو تم ہی مجھے کھا لو ، واگر ایسا نہیں تو اس سے پہلے کہ مجھے چکھا جائے میری فریاد کو پھونچو)

حضرت علی (ع) اسوقت خیبر میں تھے ، مدینے میں موجود نہیں تھے ، عوام طلحہ کے گرد جمع ہو کر ان سے احکامات لے رہے تھے ، جب عثمان کا قاصد پھونچا اور ان کا پیغام پھونچایا تو حضرت علی مدینہ واپس ہوئے اور سیدھے عثمان کے پاس پھونچے ، عثمان نے ان سے کہا :

میرا حق اپ پر کئي حیثیتوں سے ہے ، اسلام ، برادری ، خاندان ، دامادی رسول ، اس وقت اپ ان تمام باتوںکو نظر انداز کردیں _

١_ تاریخ طبری ج٥ ص ١٤٠ ، تاریخ بن اعثم ص ١٥٦ ، ہم نے طبری اور بلاذری سے لیا ہے

٢_ ا نساب الاشراف بلاذری ٥_٧٨ ، طبری ٥_١٥٤، ابن اثیر ج٣ ص ٦٣ ، کنز العمال ج٦ ص ٣٨٩ ، زھرہ الادب ج١ ص ٧٥ ، وابن اعثم دیکھی جائے

اور ہم اپنے کو جاہلی عہد مین فرض کر لیں ، تو یہ خاندان عبد مناف کے لئے بڑے شرم کی بات ہے کہ حکومت و اقتدار کو قبیلہ تیم کا ایك شخص اپنے چنگل میں دبا لے _

حضرت علی (ع) نے جواب دیا :

اب تم دیکھو ، یہ فرما کر سیدھے مسجد النبی میں پہونچے ، وہاں اپنا ہاتھ اسامہ کے شانے پر مارا اور دونوں طلحہ کے گھر پہونچ گئے ، اندر داخل ہوئے تو شور و غوغا سے کان پڑی اواز سنائي نہیں دے رہی تھی ، حضرت علی نے اپنے کو طلحہ کے پاس پہونچایا اور کہا ، اے طلحہ ، یہ کیا ھنگامہ ارائي مچا رکھی ہے؟

طلحہ نے جواب دیا :

اے ابوالحسن اپ بہت دیر میں ائے اپ اس وقت ائے جب وقت گذر چکا ہے _

ایك روایت کی بنا ء پر حضرت علی (ع) نے طلحہ سے کہا :

خدا کی قسم دیتا ہوں کہ لوگوں کو عثمان سے پراکندہ کر دے_

طلحہ نے جواب دیا :

خدا کی قسم میں ہرگز یہ کام نہیں کروں گا جب تك کہ بنی امیہ لوگوں کے سر نہ جھکا دیں

حضرت علی (ع) نے طلحہ سے پھر کچھ نہ کہا: اپ باہر نکل ائے اور بیت المال کے پاس پہونچکر فرمایا ، اسے کھولا جائے ، چونکہ چابی نہیں تھی تو اپ نے حکم دیا کہ تالہ توڑ دیا جائے اور جو کچھ بیت المال میں ہے باہر نکالا جائے ، اپ نے وہ سب بذات خود لوگوں میں

تقسیم کر دیا_

جب کہ طلحہ کے گھر میں خزانہ تقسیم ہو نے کی خبر پہونچی تو جو عوام طلحہ کے پاس تھے انھوں نے اس فائدہ سے محروم رہنا بہتر نہیں سمجھا ، ایك ایك کر کے طلحہ کی بزم سے چوری چھپے حضرت علی (ع) کی طرف چلے ائے ، یہاں تك کہ طلحہ اکیلے رہ گئے _

جب حضرت کے اس اقدام کی خبر عثمان کو ہوئي تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے ، اسی حالت میں طلحہ منھ بسو رے ہوئے عثمان کے پاس پہونچے ، اور عرض کی _

اے امیر المومنین ، میں نے جو کام کیا ہے خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں ، میرے سر میں ایك خیال سما گیا تھا لیکن خدا نے نہیں چاہا ، میرے اور میری ارزو کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئي _

عثمان نے جواب دیا :

خدا کی قسم ، تم توبہ کرنے نہیں ائے ہو بلکہ اس لئے ائے ہو کہ اب تم اپنے کو شکست خوردہ اور مغلوب پا رہے ہو _

میں تمھارے اس عمل کا انتقام خدا کے سپرد کرتا ہوں

طلحہ نے عثمان پر پانی بند کیا

حضرت علی (ع) نے پانی پہونچایا

طبری لکھتا ہے (۱)،عثمان چالیس دن تك محاصرے میں رہے ، اس مدت میں طلحہ لوگوں کو نماز پڑھاتے

تھے _

اور انساب الاشراف بلاذری میں ہے (۲)

اصحاب رسول خدا میں سے کوئي بھی عثمان کی مخالفت میں طلحہ سے اگے نہ بڑھ سکا ، طلحہ وزبیر بلوائیوں کی زمام امور اپنے ہاتھ میں لئے تھے _

اور طلحہ عثمان کے گھر تك پانی لیجا نے والوں کو روکتے تھے ، وہ پینے والا پانی عثمان تك نہیں پہونچنے دیتے تھے _

حضرت علی (ع) اپنی زمینداری میں تھے جو مدینے سے ایك میل پر تھی اپ نے طلحہ کو پیغام بھیجا کہ اس شخص کو چھوڑ دو کہ خود اپنے کنویں رومہ سے پانی حاصل کرے ، اسے پیاسہ کیوں مار رہے ہو _

لیکن طلحہ نے اپ کی بات نہیں مانی اور پانی نہیں جانے دیا _

طبری لکھتا ہے (۳)

جب محاصرہ کرنے والوں نے اپنی کاروائي تیز کر دی اور عثمان کے گھر تك پانی نہیں جانے دیا تو عثمان نے ایك شخص کو حضرت علی کے پاس بھیجا اور ان سے مدد طلب کی تاکہ ان کے گھر پر پانی پہونچ سکے ، حضرت علی نے طلحہ سے گفتگو کی ، اور جب اپ نے دیکھا کہ وہ ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں تو سخت غضبناك ہوئے ، اپ کو غضبناك دیکھ کر طلحہ کیلئے علی کی بات مان لینے کے سوا کوئي چارہ نہیں رہ گیا ، اخر کار پانی سے لدے ہوئے جانور عثمان کے گھر تك پہونچ سکے _

۱_ طبری ج۵ ص ۱۱۷
۲_ انساب الاشراف بلاذری ج۵ ص ۸۱
۳_ طبری ج۵ ص ۱۳

بلاذری لکھتاہے (١)

عوام نے عثمان کا محاصرہ کر رکھا تھا ، اور ان پر پانی بند کردیا تھا مجبور ہو کر خود ہی گھر سے باہر اکر چلّائے _

_کیا تمھارے درمیان علی ہیں ؟جواب ملا نہیں

_پوچھا ، کیا سعد ہیں ؟جواب دیا گیا نہیں

عثمان کچھ دیر خاموش رہے پھر سر اٹھا کر کہا :

کوئي ہے جو علی سے کہہ دے کہ ہمیں پانی پہونچا دیں ؟

یہ خبر جب حضرت علی (ع) کو ہوئي تو بھری ہوئي تین مشکیں عثمان کے گھر تك پہونچوادیں ، بنی ہاشم اور بنی امیہ کے غلاموں نے پانی سے بھری مشکیں اپنے حصار میں کر لیں تاکہ باغیوں سے محفوظ رہیں ، اسطرح وہ پانی عثمان کے گھر تك پہونچا ، ان میں سے بعض غلام زخمی بھی ہو گئے _

قتل عثمان کیلئے طلحہ اگے بڑھے

اس دارو گیر میں مجمع بن جاریہ انصاری طلحہ کی طرف سے گذرے

طلحہ نے ان سے پوچھا :

_اے مجمع ، عثمان کے سلسلے میں کیا کر رہے ہو ؟

مجمع نے جواب دیا ، خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ اخر کار تم لوگ اسے قتل ہی کر دوگے

طلحہ نے طعنہ دیتے ہوئے جواب دیا :

_اور اگر وہ قتل ہو گئے تو فی المثل دنیا زیر وزبر ہو جائے گی

عبداللہ بن عباس بن ربیعہ کا بیان ہے :

(محاصرئہ عثمان کے زمانے میں)میں ایك دن ان کے گھر گیا کچھ دیر ان سے گفتگو رہی ، ہم بات کر رہے تھے کہ عثمان نے میرا ہاتھ پکڑا اور اشارہ کیا کہ گھر کے پچھواڑے کی بات سنیں ، میں نے ایك شخص کو کہتے سنا کہ _کس

١_ انساب الاشراف ج٥ ص ٦٨

بات کا انتظار ہے ؟دوسرے نے کہا :

صبر کرو ، شاید واپس ہو جائے میں اور عثمان کان لگائے ہی ہوئے تھے کہ طلحہ کی اواز سنی ابن عدیس کہاں ہے ؟ ایك شخص نے جواب دیا _ یہاں ہے .... وہ یہاں ائے .... ابن عدیس سامنے ائے تو طلحہ نے ان کے کان میں کچھ کہا :

اس وقت ابن عدیس واپس چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اب اسکے بعد مت اجازت دو کہ کوئي بھی عثمان کے پاس امد ورفت کرے ، اس وقت عثمان نے کہا :

خدا وند ا، تو ہی طلحہ کی شرارتیں مجھ سے ٹال ، اس نے لوگوں کو میرے خلاف بھڑ کا دیاہے ،اور انھیں بغاوت پر امادہ کیا ہے .... بخدا مجھے امید ہے کہ وہ اس معرکے میں کوئي بھلائي نہیں پائے گا _ اس کا خون بھی بہایا جائے گااس نے میرا پردئہ احترام تباہ کیا

، جبکہ اسے اسکا حق نہیں تھا _

عبداللہ کا بیان ہے :

جب میں نے خلیفہ کے گھر سے نکلنا چاہا تو فرزند عدیس کے حکم کے بموجب لوگوں نے باہر نکلنے سے روکا ، اتنے میں محمدبن ابی بکر وہاں سے گذرے اور کہا :

ان سے مت بولو ، اس وقت مجھے لوگوں نے چھوڑا _

عثمان کا خاتمہ

جب علی (ع) سے کہا کہ لوگ عثمان پر کمر بستہ ہیں اور انھوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے تو اپ نے اپنے فرزند وں حسن وحسین کو حکم دیا _

اپنی تلواریں اٹھا لو اور عثمان کے دروازے پر جاکر بیٹھ جائو کسی شخص کو بھی خلیفہ پر قابو مت پانے دینا _

فرزند ان علی حکم بجالائے ، تعمیل حکم میں عثمان کے دروازے پر پہونچے ، خلیفہ کے گھر پر عجیب ھنگامہ برپا تھا ، لوگ عثمان کا کام تمام کرنے کیلئے بار بار بڑھ رہے تھے ، اس موقع پر ہاتھا پائي بھی ہوئي موافقین اورمخالفین نے ایك دوسرے کے خون سے اپنی تلواریں بھی رنگین کر ڈالیں ، اسی موقع پر امام حسن کا رخسارہ بھی خون سے بھر گیا ،حضرت علی

(ع) کے غلام قنبرکا سر پھٹ گیا ، بری طرح مجروح ہو گئے _

محمد بن ابی بکر نے یہ دیکھا تو ڈرے کہ کہیں بنی باشم فرزندان علی کی یہ حالت دیکھ ھنگامہ نہ کھڑا کر دیں انھوں نے دو بلوائیوں کو پکڑ کر گھسیٹ کر ان سے کہا :

اگر بنی باشم یہ صورتحال ،خاص طور سے امام حسن کے رخسار پر خون بہتا دیکھیں گے تو ڈرہے کہ عوام کو اپنی تلواروں سے مار بھگائیں گے ، اور ہمارا سارا پروگرام نقش بر اب ہو جائے گا ، بہتر یہی ہے کہ لوگ دیوار پھاند کر جائیں اور چپکے سے عثمان کا کام تمام کردیں

اسوقت فرزند ابو بکر اور وہ دونوں ادمی ایك انصاری کے مکان میں گھسے جو عثمان کا پڑوسی تھا ، اسکے کوٹھے پر چڑ ھکر عثمان کے مکان میں کود گئے ، محمد اور ان کے ساتھیوںکا اقدام عثمان کے طرفداروں سے پوشیدہ تھا ، کیونکہ محاصرے کے درمیان گھر میں صرف عثمان اور انکی زوجہ نائلہ تھیں یہ دونوں کو ٹھے پر چڑھ گئے تھے

جیسے ہی محمد اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ گھر میں گھسے محمد نے ان دونوں سے کہا

میں تم سے پہلے اندر جاتا ہوں ، جب دیکھنا کہ میں نے عثمان کے دونوں باز و تھام لئے ہیں تو دونون اندر گھس انا پھرخنجر سے مار مار کر اسکا خاتمہ کر دینا _

یہ کہکر کمرے میں گھس گئے ، عثمان کی داڑھی مضبوطی سے تھام لی ، عثمان نے سر اٹھا کر محمد کو دیکھا تو کڑك کر بولے _

اگر تمھارے باپ موجود ہوتے اور میری یہ توہین دیکھتے تو تمھاری حرکت کی مذمت کرتے _

یہ بات سنتے ہی محمد کا ہاتھ لرزنے لگا ، وہ ڈھیلے پڑ گئے ، لیکن اسی لمحے وہ دونوں بھی اندر گھس چکے تھے ، ان دونوں نے مل کر کام تمام کردیا (۱)

ابن ابی الحدید لکھتا ہے: (۲)

جس دن عثمان قتل کئے گئے ، طلحہ اپنا منھ کپڑے سے چھپا ئے ہوئے تھے ، اسطرح انھوں نے اپنے کو لوگوں سے مخفی کر رکھا تھا ، عثمان کے گھر کی طرف تیر چلاتے ، جب انھوں نے دیکھا کہ مدافعت کر نے والوں کی وجہ سے گھر میں گھسنا ممکن نہین ہے تو اپنے ساتھیوںکے ساتھ ایك انصاری کے کوٹھے پر چڑھ گئے ، وہاں سے عثمان کے گھر میں

_۱_ انساب الاشراف بلاذری ج۵ ص ٦۹ طبری ج۵ ص ۱۱۸
۲_ ابن ابی الحدید ج۵ ص ٤۰٤

گھسے اور انھیں قتل کیا _

طبری نے (۱)اس مرد انصاری کا نام عمر و بن حزم لکھا ہے اسکی زبانی اسطرح واقعہ بیان کرتے ہیں _ وہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں گھسے جو عثمان کے پڑوسی تھے ، اور مداخلت کرنے والوں سے تھوڑی دیر جھڑپ کی ، خدا کی قسم میں بھولتا نہیں کہ جس وقت سودان بن حمران وہاں سے باہر اکر چلّایا طلحہ کہاں ہیں ، میں نے عثمان کو قتل کر ڈالا_

بلاذری لکھتا ہے :

جب حضرت علي(ع) قتل عثمان سے اگاہ ہوئے تو اپنے کو عثمان کے گھر پر پہونچایا ،اور ان کے بیٹوں سے کہا :

تم لوگ خلیفہ کے گھر میں موجود تھے ، عثمان کیسے قتل ہو گئے ؟پھر اپ نے ایك کے منھ پر طمانچہ مارا اور دوسرے کے سینے پر گھونسہ مارا اور غصّے میں بھرے ہوئے گھر سے باہر نکل ائے _

راستے میں اتفاقا طلحہ سے ملاقات ہو گئي ،وہ پہلے کی طرح اپنی کاروائیوں میں مصروف تھے ، طلحہ نے علی کو دیکھا تو کہا :

اے ابو الحسن تمھیں کیا پڑی ہے کہ اسطرح غصّے میں بھرے ہیں ؟

حضرت علی (ع) نے جواب دیا :

تجھ پر لعنت ہے ، کیا تم صحابی رسول کو قتل کررہے ہو ؟طلحہ نے جواب دیا :

اگر اس نے مروان کو اپنے سے دور کر دیا ہوتا تو قتل نہ ہوتا حضرت علی (ع) نے ان سے منھ پھیر لیا اور گھر چلے گئے _

دفن خلیفہ کا ماجرا

سبھی اس بات پر اڑے رہے اور تین دن تك عثمان کا جنازہ پڑا رہا یہاں تك کہ حضرت علی نے ذاتی طور سے مداخلت کی تب وہ دفن ہوئے (۲)

طبری لکھتا ہے :

عثمان کے طرفداروں نے حضرت علی سے دفن خلیفہ کے بارے میں گفتگو کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ خلیفہ کے خاندان والوں کو اجازت دی جائے کہ عثمان کا جنازہ دفن کریں ، حضرت علی (ع) نے اس معاملے میں اقدام کیا اور

۱_ طبری ج۵ ص ۱۲۲
۲_ طبری ج۵ ص ۴۳ ، ابن اثیر ج۳ ص ۷۶ ، ابن اعثم ص ۱۵۹ ، ریاض النفر

٥ ج٢ ص ١٣١

انھیں اجازت دی ، جب لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئي تو اپنے دامن میں پتھر بھر کر جس راستے سے عثمان کا جنازہ جانا تھا بیٹھ گئے _

عثمان کے جنازے میں انگلیوں پر گنے جانے والے لوگ تھے ان کا ارادہ تھا کہ یہودیوں کے قبر ستان حش کوکب میں عثمان کو دفن کریں ، جب تابوت ان لوگوں کے درمیان پہونچا تو لوگوں نے تابوت پر سنگباری کی ، تابوت گرانے کیلئے ہجوم کر لیا ، جب یہ بات حضرت علی کو بتائي گئي تو کچھ لوگوں کو مامور فرمایا کہ لوگوں کی جنازہ عثمان سے مزاحمت ختم کرائیں ،اور جنازے کی حفاظت کریں ان لوگوں نے حضرت علی (ع) کے حکم کے مطابق جنازے کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور حش کوکب تك پہونچا دیا ، اس طرح عثمان کا جنازہ حش کوکب میں دفن ہو سکا _

عثمان کو مغرب کے کچھ دیر بعد تاریکی میں دفن کیا گیا ، صرف مروان اور عثمان کی پانچوں لڑکیاں اور تین غلاموں کے سوا جنکی مجموعی تعداد پانچ ہوتی ہے ، کوئي دوسرا جنازہ عثمان میں شریك نہیں تھا ، دفن کے وقت عثمان کی بیٹی نے بلند اواز سے نوحہ و زاری کی تو بلوائیوں نے سنگباری کرکے چلّانا شروع کردیا ، نعثل ، نعثل (١)

جب معاویہ خلیفہ ہوئے تو حکم دیا کہ حش کوکب کی دیوار منہدم کر کے جنت البقیع کے قبر ستا ن میں شامل کرلیا جائے ، اور یہ بھی حکم دیا کہ تمام مسلمان اپنی اموات کو قبرستان کے ارد گرد دفن کریں تاکہ اسطرح عثمان کی قبر مسلمانوں سے متصل ہو

جائے ـ

١_ طبری ج٥ ص ١٤٣ ، ابن اثیر ج٣ ص ٧٦ ، ابن اعثم ص ١٥٩ ، ریاض النفره ج٢ ص ١٣١